مُبارک نامہؒ
راجی محمد
تحقیق و تدوین
حسن نواز شاہ

# مبارک نامہ

(سال تالیف: ۲۹ شعبان ۱۱۵۰ھ/ ۴ دسمبر ۱۷۳۷ء)

شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی سہروردی معروف بہ میر دہلی

اوران کی اولاد وامجاد یعنی ہند کے زیدی سادات کا تذکرہ

تالیف

**راجی محمد**

(۲ ذی الحجہ ۱۰۹۸ - زندہ، غرہ محرم ۱۱۵۳ھ/ ۱۹ اکتوبر ۱۶۸۷ - ۲۹ مارچ ۱۷۴۰ء)

تحقیق وتدوین

**حسن نواز شاہ**

مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی

۲۹۷.۴۲

راجی محمد

**مبارک نامہ/ راجی محمد- تحقیق وتدوین، حسن نواز شاہ**

نڑالی: مخدومہ امیر جان لائبریری، جون ۲۰۱۵ء، ۱۹۲ صفحات

۱-تذکرہ

۲-سیدنورالدین مبارک غزنوی ۳-سلسلہ سہروردیہ-سادات زیدیہ

ISBN: 978-969-9928-02-4

سلسلہ اشاعت (۳)

MUBARAK NAMA/

RAJI MUHAMMAD-HASAN NAWAZ SHAH.- NARALI:

MAKHDUMA AMIR-JAN LIBRARY,JUNE.2015,PP192, SERIES

OF PUBLICATION(3)

ISBN: 978-969-9928-02-4

سرورق: سیداویس علی سہروردی

طبع اول: جون ۲۰۱۵ء

ناشر: مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی/ گوجرخان

طابع: حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور

قیمت: ۳۵۰روپے

**دست یابی کا پتا:**

مخدومہ امیر جان لائبریری

بہ مقام وڈاک خانہ، نڑالی، تحصیل: گوجر خان، ضلع: راول پنڈی، پاکستان

صوتی رابطہ: +92-300-5174010

برقی پتا: suhraward@yahoo.com



بازار میں صرف وہی جنس رکھی جاتی ہے جس کی مانگ ہوتی ہے اور چوں کہ مانگ ہوتی ہے اس لیے ہر ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہے اور ہر آنکھ اسے قبول کرتی ہے، مگر میرا معاملہ اس سے بالکل الٹا رہا۔ جس جنس کی عام مانگ ہوئی میری دکان میں جگہ نہ پا سکی لوگ زمانے کے روز بازار میں ایسی چیزیں ڈھونڈ کر لائیں گے جن کا رواج عام ہو، میں نے ہمیشہ ایسی جنس ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کی جس کا کہیں رواج نہ ہو اوروں کے لیے پسند و انتخاب کی جو علت ہوئی وہی میرے لیے ترک و اعراض کی علت بن گئی انھوں نے دکانوں میں ایسا سامان سجایا جس کے لیے سب کے ہاتھ بڑھیں، میں نے کوئی چیز ایسی رکھی ہی نہیں جس کے لیے سب کے ہاتھ بڑھیں.........لوگ بازار میں دکان لگاتے ہیں تو ایسی جگہ ڈھونڈ کر لگاتے ہیں جہاں خریداروں کی بھیڑ لگتی ہو۔ میں نے جس دن اپنی دکان لگائی تو ایسی جگہ ڈھونڈ کر لگائی جہاں کم سے کم گاہکوں کا گزر ہو سکے۔

(ابوالکلام آزاد) *

* ابوالکلام آزاد، غبار خاطر، لاہور، داتا پبلشرز، مارچ ۱۹۷۹ء، اول، ص ۱۱۶

# باباصاحب

[حضرت خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلۂ العالی]

## کے نام

لالی میرے لال کی جت دیکھوں تت لال
لالی دیکھن میں گئی میں بھی ہو گئی لال

(کبیرداس)*

* ہری اودھ، کبیر وچناولی، اردو ترجمہ، سرسوتی سرن کیف، دہلی، ساہتیہ اکادمی، ۱۹۹۰ء، اول، ص ۳۴

## بہ یاد

## ڈاکٹر مختارالدین احمد

جسے نہ دیکھ سکیں میری ظاہری آنکھیں
وہ مجھ سے روح کی خلوت میں غائبانہ ملا
(سیماب اکبرآبادی)*

---

* سیماب اکبرآبادی، کلیم عجم، آگرہ، دارالاشاعت قصرالادب، ۱۹۳۶ء، اول، ص ۱۹۲



## فہرست

# پیش لفظ

اول اول **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال** کا حوالہ **نزہتہ الخواطر و بہجتہ المسامع و النواظر** میں شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی ملقب بہ میر دہلی کے احوال میں پڑھا.(۱) راقم السطور کا عملاً سہروردیہ سلسلے کی جس شاخ سے تعلق ہے، شیخ الاسلام غزنوی برصغیر میں اسی شاخ کے اولین بزرگ نیز اس کے بانی بھی ہیں. اس لیے آئے دن ان کے احوال حیات پہ نئے نئے ماٰخذ کی جست وجو رہتی تھی اور ہے.

اسی طرح **فواید الفواد** (اردو ترجمہ: خواجہ حسن ثانی نظامی، مقدمہ: پروفیسر نثار احمد فاروقی) کے مقدمے اور ترجمے کے حواشی میں (۲) اس کے حوالہ جات نظر سے گزرے تو اس کتاب سے دل چسپی دو چند ہوگئی. ایسے ہی ڈاکٹر محمد ایوب قادری (۲۸ جولائی ۱۹۲۶-۲۵ نومبر ۱۹۸۳ء، کراچی) نے بھی **سیر العارفین** کے اردو ترجمے میں حواشی وتعلیقات کے لیے اس کتاب سے استفادہ کیا.(۳)

بعدازاں اس مخطوطے کا تفصیلی تعارف: **"اخبار الجمال" تاریخ علی گڑھ کا قدیم ماٰخذ**، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کے قلم سے **مجلّہ علوم اسلامیہ** (علی گڑھ، ۱۹۸۹ء، ج ۱۵: ش ۱، ۲، ص ۱۱۰-۱۳۰) (۴) سے میسر آیا تو اس امر سے آگہی ہوئی کہ شیخ الاسلام غزنوی کے

احوال کے سلسلے میں یہ نہایت اہم ماٰخذ ہے. پس اس کے مخطوطات سے متعلق معلومات جمع کرنا شروع کیں تو معلوم ہوا کہ پاکستان میں اب تک اس کا کوئی نسخہ دریافت نہیں ہوا. دن گزرتے چلے گئے، ایک دن ہمت کر کے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۲۹ جون ۱۹۳۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۴ء، نئی دہلی) کو ان کے مملوکہ نسخے کے عکس کے لیے خط لکھا مگر آج و کل خط بھیجنے کے چکر میں فاروقی صاحب کے انتقال کی خبر ملی.

۲۳ مئی ۲۰۰۶ء کو بہ ذریعہ برقی مکتوب برٹش لائبریری لندن/ برطانیہ، شعبۂ فارسی مخطوطات و مطبوعات کے ناظم جناب محمد عیسیٰ ولی سے **اخبار الجمال** کی بابت استفسار کیا. ۲۵ مئی ۲۰۰۶ء کو عیسیٰ ولی صاحب کا جواب آیا کہ اس کا کوئی نسخہ مذکورہ لائبریری میں نہیں، البتہ انھوں نے سی اے سٹوری کے حوالے سے ایشیاٹک سوسائٹی کول کتہ میں **اخبار الجمال** کے نامکمل نسخے کی نشان دہی کی.(۵)

اسی دورانیے میں، یوں ہی ایک دن ٹیلی فون پہ باتوں باتوں میں جناب خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی/ضلع: خانے وال) سے **اخبار الجمال** کے علی گڑھ میں دو مختلف نسخوں کی موجودگی پہ بات چل نکلی تو انھوں نے ڈاکٹر مختار الدین احمد (۱۴ نومبر ۱۹۲۴- ۳۰ جون ۲۰۱۰ء، علی گڑھ) سے رابطہ کرنے کو کہا نیز رابطہ نمبر بھی مہیا کیا. اندھا کیا چاہے، دو آنکھیں: اِدھر رانا صاحب نے فون بند کیا، اُدھر میں نے ڈاکٹر مختار الدین صاحب سے رابطہ کیا، اپنا نام بتایا اور رانا صاحب کا حوالہ دینے کے بعد اپنا مدعا گوش گزار کیا، جس پر انھوں نے شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خط لکھنے کو کہا.

۸ جون ۲۰۰۶ء کو میں نے ڈاکٹر مختار الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا اور معلوم نسخوں کی تفصیلات عرض کیں. ڈاکٹر فاروقی اور ایشیاٹک سوسائٹی کے علاوہ علی گڑھ میں



اس کے دو نسخوں، مملوکہ اقبال احمد شمسی اور مولانا محمد اسد اللہ (لکچرار، شعبۂ دینیات، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ) کی نشان دہی کی. جس پر انھوں نے اقبال احمد شمسی کی بابت لاعلمی کا اظہار کیا اور مولانا اسد اللہ سے رابطے کا ذکر کیا. اس دوران کئی باران سے فون پہ بات ہوئی اور ہر بار وہ اپنی کوششوں اور مولانا اسد اللہ کے وعدوں کی تفصیلات بتاتے. ایک دن انھوں نے علی گڑھ کے ہی جناب مہر الٰہی ندیم کا رابطہ نمبر دیا اور آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں موجود(۶) **اخبار الجمال** کے عکس کے حصول کے لیے ان سے گزارش کرنے کو کہا. میں مہر الٰہی صاحب سے تو رابطہ نہ کر سکا البتہ اس دورانیے میں ڈاکٹر مختار الدین احمد نے ایک نجی لائبریری (مزمل اللہ خان لائبریری، علی گڑھ) میں **اخبار الجمال** کا نسخہ تلاش کر لیا. راقم الحروف کے نام اپنے خط (محررہ: ۱۳ جنوری ۲۰۰۸ء) میں انھوں نے تحریر کیا:

> "**اخبار الجمال** کے اس قلمی نسخے کا عکس حاصل کرنے کے لیے مہینوں میں کوشش کرتا رہا. یہ بالائی قلعہ کے مشہور مدرسے کے سر پرست اور نگران کے کتب خانے میں ہے جو حضرت مولانا لطف اللہؒ کے اخلاف میں ہیں.(۷) ان کا نام مفتی عبد القیوم ہیں [ہے]، یہ مفتی شہر ہیں، اور کچھ علیل. ان کے عزیز مفتی اسد اللہ کے یہاں میں خود گیا، انھوں نے کتاب لانے کا وعدہ کیا، مہینوں گزر گئے، میں ٹیلی فون پر ٹیلی فون کرتا رہا، لیکن مقصد حاصل نہ ہوا. صاف انکار بھی نہیں کیا. کچھ دنوں بعد...... یعنی مفتی اسد اللہ کا انتقال ہو گیا. میں مایوس ہو کر بیٹھ گیا. مولانا آزاد لائبریری میں اس کا ایک نسخہ ہے لیکن اس کی عکسی نقل لینا بہت

دشوار ہے. آپ کی طرف سے درخواست آئے، یونی ورسٹی لائبریری کو
پیشگی ڈالر کے ذریعے آپ حکومت سے اجازت لے کر بھجوائیں، پھر
آگے کی منزل طے ہو. اتفاق سے ایک دوست سے اس کا ذکر آیا، انھوں
نے اطلاع دی کہ نواب مزمل اللہ خان مرحوم کے کتب خانے میں اس کا
ایک نسخہ ہے.(۸) ان کے صاحب زادے نواب رحمت اللہ خان
صاحب سے میرے بھی تعلقات ہیں. انھوں نے اجازت دے دی.
میرے دوست نے اپنی طرف سے عکس بنوانے کا انتظام کیا اور ایک دن
سارے اوراق میرے پاس آ گئے."

انھوں نے نسخے کا تو عکس حاصل کر لیا لیکن اب انھیں ایک اور مسئلہ درپیش ہو گیا
کہ حاصل شدہ عکس مجھ تک کیسے پہنچے؟ راقم کے نام اپنے خط میں اس بارے میں
انھوں نے لکھا:

"اب آپ کو یہ کتاب بھیجنے کے لیے پتا ڈھونڈتا ہوں تو آپ کا
خط نہیں ملتا. آپ اس عرصے میں بالکل خاموش رہے. یاد دہانی کا خط آتا
تو آپ کا پتا معلوم ہوتا."

اس مسئلے کا حل انھوں نے یوں نکالا کہ لاہور کے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
(۴ جنوری ۱۹۲۸-۹ دسمبر ۲۰۱۳ء) مدیر اعلا ماہ نامہ **جہان رضا** کے نام اپنے خط (محررہ:
۱۸ اپریل ۲۰۰۷ء) میں مجھے تلاش کرنے اور رابطے کا کہا. پیرزادہ صاحب نے ان کا
مکتوب **جہان رضا** میں شایع کر دیا:

"کیا آپ حسن نواز شاہ (اسلام آباد) سے واقف ہیں؟ انھیں
علی گڑھ کے ایک بزرگ شاہ جمال کے حالات پر مشتمل ایک فارسی



مخطوطہ "اخبار الجمال" کی ضرورت تھی. متعدد خط ان کے آئے. میں نے
ایک ذاتی کتب خانے سے اس کا عکس بنوا دیا. اب عکس بنا رکھا ہے. تین
چار سو روپے اس پر خرچ ہوئے اور وہ خاموش ہیں. چاہتا ہوں کہ وہ منگوا
لیں. ان کا پورا پتا بھی اب یاد نہیں. محمد عالم مختار حق صاحب اور محمد اقبال
مجددی ضرور ان سے واقف ہوں گے. اپنے دوسرے احباب سے بھی
پوچھیے. پتا چل جائے تو انھیں متوجہ کیجیے. دوسروں کی مدد کرنے کا کبھی
کبھی نقصان بھی ہوتا ہے."(۹)

**جہان رضا** میں خط شایع ہوا تو یکم دسمبر ۲۰۰۸ء کو جناب خلیل احمد رانا کا فون آیا
کہ **جہان رضا** میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کا خط شایع ہوا ہے، آپ فوراً ان سے رابطہ
کیجیے. میں نے اسی وقت علی گڑھ رابطہ کیا، انھوں نے **اخبار الجمال** کی دست یابی اور
نہایت صاف فوٹو کاپی کے بنوانے کی نوید سنائی نیز خط لکھنے کو کہا. میں نے دوسرے دن
ہی خط روانہ کر دیا اور یوں **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال** مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۹ء کو
بہ ذریعہ ڈاک وصول ہوئی. میں نے چند گھنٹوں میں ہی نسخے کے مندرجات ملاحظہ کر
لیے اور شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی اور ان کی اولاد و امجاد کے احوال جسے
راجی محمد نے **مبارک نامہ** کا عنوان دیا تھا کو مرتب کرنے کا ارادہ کر لیا. **مبارک نامہ** مرتب
ہو کر شایع ہونے جا رہا ہے تو ڈاکٹر مختار الدین احمد ہم میں موجود نہیں، خدا تعالیٰ ان کو
غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلا درجات سے نوازے.

**اب چند گزارشات تدوین متن سے متعلق:**

**مبارک نامہ** کی تدوین کے دوران **اخبار الجمال** کا کوئی اور نسخہ دست یاب نہیں
ہو پایا جس سے اس کے متن کا تقابل کر لیا جاتا. ایک ہی نسخے کو سامنے رکھتے ہوئے

اس کے جزئی یا مکمل متن کی ترتیب و تدوین کے دوران جن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، ان سے اصحاب تحقیق خوب آگاہ ہیں. پس اس بات کا قوی امکان ہے کہ متن ہٰذا کی تدوین میں کئی اسقام رہ گئے ہوں.

متن میں جن کتب کے حوالہ جات آئے ہیں ان میں سے کچھ کتب دست یاب نہیں ہو پائیں. البتہ دست یاب کتب کے حوالہ جات کی نہ صرف تخریج کر دی گئی ہے بل کہ ان کتب سے اقتباسات بھی مع اردو ترجمہ نقل کر دیے ہیں. علاوہ ازیں ممکنہ حد تک کئی اور مآخذ کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے جن میں مذکورہ واقعات نقل ہوئے ہیں. حواشی میں متن کے مندرجات کے بارے میں ممکنہ حد تک انتقاد و تجزیے سے دامن بچایا گیا ہے سوائے چند ایک مقامات کے.

**تنقیح الاخبار** کے مولف کے تعین میں ڈاکٹر عارف نوشاہی (اسلام آباد) نے رہ نمائی کی نیز مرتبہ متن کو بھی ایک بار ملاحظہ کیا اور چند اصلاحیں تجویز کیں. ڈاکٹر مسعود انور علوی (کاکوری) نے علی گڑھ میں مخزونہ **تنقیح الاخبار** سے مطلوبہ حوالے کی نشان دہی کی. بعد ازاں ڈاکٹر عطا خورشید (علی گڑھ) کی معرفت متعلقہ صفحات کا برقی عکس بہ ذریعہ میل وصول ہوا. میں ان ہر سہ اساتذہ کا از حد ممنون ہوں.

برادرم ذوالنورین حیدر علوی معروف بہ سعد مصطفیٰ (کاکوری) کی نوازشات کا اعتراف بھی لازم ہے، انھوں نے کاکوروی مشائخ کے مؤلفہ آثار کی فراہمی میں نہایت فراخ دلی کا مظاہرہ کیا نیز قطعۂ تاریخ طباعت بھی کہہ کے بھیجا. جزاکم اللہ

ذیل میں دیگر تمام اصحاب کے اسما بہ لحاظ حروف تہجی درج ہیں، جنھوں نے کسی بھی صورت علمی معاونت کی. خدا تعالیٰ انھیں مزید توفیقات سے نوازے:



اویس علی سہروردی، سید (لاہور)

بشارت محمود میرزا (اراضی ڈھڈی/تحصیل: گوجر خان)

پراگ اگروال (دھار/مدھیہ پردیش، حال مقیم: دہلی/بھارت)

حامد نواز شاہ، صاحب زادہ (نڑالی/تحصیل: گوجر خان)

رضوان اختر سہروردی، شاہ (منڈی صادق گنج/ضلع: بہاول نگر)

زین الحید رعلوی، شاہ (کاکوری/بھارت)

سمن مشرا (دہلی/بھارت)

عبدالعزیز ساحر، ڈاکٹر (اسلام آباد)

فاران نظامی (کلر سیداں/ضلع: راول پنڈی)

فرہاد احراری (ہرات/افغانستان)

فیض الرحمان رائد قریشی، سید (غزنی/افغانستان)

مجتبیٰ حیدر زیدی، سید (لاہور)

علاوہ ازیں صوفی مراد حسین شاہ، صوفی ذوالفقار حسین شاہ اور، صوفی حامد محمود شاہ صاحبان کا بھی ممنون ہوں کہ ان ہر سہ برادران طریقت نے کتاب کی اشاعت میں مالی معاونت کی. خدا تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازے.

**حسن نواز شاہ**

**-سہرورد-**

نڑالی/تحصیل: گوجر خان

suhraward@yahoo.com

یکم جنوری/٢٠١٥ء

(تینتالیس ویں سال کی گرہ کے موقعے پر)

## حوالہ جات وحواشی

۱. پروفیسر محمد اقبال انصاری نے اقبال احمد شمسی (علی گڑھ) کے مملوکہ نسخے سے استفادہ کیا تھا، ملاحظہ کیجیے:

الانصاری الندوی، پروفسور محمد اقبال، **کتابیات**، مشمولہ، **نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، مولتان، طیب اکادمی، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، ۸/۵۸۵

**سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات** کے آخر میں مآخذ کی فہرست میں بھی **اخبار الجمال** شامل ہے مگر یہ وضاحت نہیں کہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے پیش نظر کون سا نسخہ تھا۔ (نظامی، خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، دہلی، ندوۃ المصنفین، اپریل ۱۹۵۸ء ص ۴۷۳)

۲. سجزی دہلوی، خواجہ امیر حسن علا، **فوائد الفواد**، اردو ترجمہ، خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، نئی دہلی، مترجم خود، جنوری ۲۰۰۷ء، ص ۴۸، ۸۸۵

۳. ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے پیش نظر بھی اقبال احمد شمسی (علی گڑھ) کا مملوکہ نسخہ رہا، دیکھیے:

جمالی، حامد بن فضل اللہ، **سیر العارفین**، اردو ترجمہ وحواشی، مقدمہ، محمد ایوب قادری، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، اپریل ۱۹۷۶ء، اول، ص ۲۷۶

۴. ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے اس کے دو نسخوں (ڈاکٹر نثار احمد فاروقی اور مولانا محمد اسد اللہ کے مملوکہ) کی نشان دہی کی اور نسخے کا تعارف لکھتے وقت ان کے پیش نظر مولانا اسد اللہ کا مملوکہ نسخہ رہا۔

5." In answer to your enquiry, the British Library does not hold Akhbar al-jamal (or Ashjar al-jamal) by Muhammad ibn Yar Muhammad ibn Raji Kamman Kulavi. According to C.A. Storey, Persian literature, vol. 1 pt. 2, p. 1022, this text is only known to exist in a single, incomplete, copy, which is preserved at the Asiatic Society Library,



Calcutta (MS. Curzon 81 = Nazir Ahmad 57)."

(ولی محمد عیسیٰ، برقی مکتوب بہ نام راقم، لندن، ۲۵ مئی ۲۰۰۶ء)

۶. حبیب گنج کلکشن مولانا آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ملاحظہ کیجیے:

**ہندوستان کے کتاب خانوں میں مخطوطات تصوف**، مشمولہ، **تصوف برصغیر میں**، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۲ء، ص ۶

**ہندوستان کے کتاب خانوں میں تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ مخطوطات**، مشمولہ، **تاریخ ہند عہد وسطی غیر مطبوعہ مآخذ**، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۹ء، ص ۲۸۵

۷. ''کول اور اس کے ملحقہ قصبات و دیہات میں شیوخ کے خاندان آباد ہیں جو حضرت شمس العارفین شاہ جمال کی نسل میں ہیں.......... جو شجرہ اس خاندان میں محفوظ ہے وہ شاہد ہے کہ شیوخ جمالی حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ اشکال یہاں یہ ہے کہ امام ابن قتیبہ نے المعارف میں حضرت امین الامت کے ذکر میں لکھا ہے: ''لاعقبہ لہ'' ''محمد لطف اللہ صاحب اسی خاندان سے تھے۔'' (شروانی، مولانا محمد حبیب الرحمان خاں، **استاد العلما** علی گڑھ، شروانی پرنٹنگ پریس، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، دوم، ص ۲)

۸. **ہندوستان کے کتاب خانوں میں تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ مخطوطات**، مشمولہ، **تاریخ ہند عہد وسطی غیر مطبوعہ مآخذ**، ص ۲۸۵

۹. **ماہ نامہ جہان رضا**، لاہور، ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ/دسمبر ۲۰۰۷ء، ج ۱۵: ش ۱۵۰، ص ۱۹

مختار حق، محمد عالم، مرتب، **مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی**، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۱ء، ص ۳۰۹

ایک اور خط (محررہ: ۱۸ جنوری ۲۰۰۸ء) بہ نام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رابطہ ہونے اور کتاب کے بھجوانے کا ذکر موجود ہے: ''حسن نواز شاہ صاحب کا فون آیا تھا کل انھیں 'اخبار الجمال' کی فوٹو کاپی روانہ کردی ہے۔'' (مختار حق، ص ۳۱۱)

## خواجگانِ سہروردکی بارشِ انوار میں دھلا ہوا

حسن نواز شاہ سلسلۂ سہروردیہ کی تاریخ اور روایت کا ایک بیدار مغز اور صاحبِ عرفان محقق ہے. اس سلسلۂ خوش آثار کے حوالے سے اب تک اس نے جو کام بھی سر انجام دیا، وہ وزن اور وقار میں اول درجے کا آئینہ دار ہے. بنیادی ماخذ اور مصادر تک اس کی رسائی محض اس کی کتاب شناسی کی دلیل نہیں، اس کی وجدانی کیفیت کی غماز بھی ہے. اس نے اپنی بصیرت افروزی اور معنی آفرینی سے گنج ہائے تحقیق کے جو در وا کیے، وہ آیندگان کے لیے یقیناً روشنی کا مینار ہوں گے. مبارک نامہ کی تدوین اور اس پر حاشیہ آرائی اس کا تازہ کارنامہ ہے. اس میں بھی اس کا تحقیقی اسلوب اپنے جمالیاتی اور عرفانی رنگ کی اوٹ سے ہویدا ہے. خواجگانِ سہروردکی بارشِ انوار میں دھلا ہوا اور ان کی نگاہِ کرم کے پرتو سے مزین...... سچ ہے:

ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر



# مقدمہ

## (I)

راجی محمد نے اخبار الجمال میں مختلف مقامات پہ اپنی ولادت، تحصیل علوم، اسفار ، ملازمت اور اولاد کے بارے میں تفصیلاً کلام کیا ہے. ذیل میں **اخبار الجمال** سے ماخوذ راجی کے احوال کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے:

راجی محمد ۲ ذی الحجہ ۱۰۹۸ھ/ ۱۹ اکتوبر ۱۶۹۷ء کو سوموار کی شب سلطان اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں بہ مقام کول یار محمد کے ہاں پیدا ہوئے. (۱) ان کا شجرہ نسب بارہ واسطوں سے شیخ جمال کولوی پر منتہی ہوتا ہے. انھوں نے خود لکھا ہے:

''حضرت مخدوم شیخ جمال را سہ فرزندان اہل احوال بودند: اول شیخ علیم الدین، دوم شیخ جلال الدین، سوم مولانا کمال الدین.........

این مولف راجی کولوی کہ بہ یازدہ واسطہ از ایشان شیخ جلال الدین ابن حضرت مخدوم شیخ جمال است.'' (۲)

ابتدائی بارہ سال کول میں ہی گزارے اور وہیں ابتدائی تعلیم سے بہرہ یاب

ہوئے.اس دوران سید عبداللہ دہلوی کول تشریف لائے تو راجی نے ان سے علم صرف کی تحصیل کی.(۳)

بعدازاں پہلی بار آگرہ کا سفر اختیار کیا اور دو تین ماہ وہاں قیام کے دوران تحصیل علوم کی.اس کے بعد بہ مقام سکندرہ راؤ پہنچے اور جامع علوم حافظ محمد اشرف پنجابی جوان دنوں وہاں قیام پذیر تھے، ان سے دو تین مہینے استفادہ کیا، اس کے بعد واپس کول پہنچے اور مختصر قیام کیا.(۴)

اس کے بعد راجی محمد نے تین چار ماہ محمد حاجی تبریزی سے کافیہ و نحو پڑھا اور دوبارہ کول پہنچے.بعدازاں بہ مقام خورجہ پہنچے اور مصر نجان [مصری خان] گنگیانی جوان دنوں وہاں قیام پذیر تھے، ان سے علم نحو اور علوم معقول و منقول کی تحصیل کی.بعدازیں ہفتے بھر کے لیے مواضع چھاچھر و بیج واری کے راستے قصبہ پلول گئے اور ہفتہ بھر قیام کے بعد واپس خورجہ پہنچے، اس کے بعد کول آگئے.(۵)

راجی نے شاہ عالم کے عہد میں دہلی کا سفر اختیار کیا اور نواب عاقل خان کے ہاں قیام کیا اور تین چار ماہ وہاں ٹھہرنے کے بعد واپس کول پہنچے.(۶)

اس کے بعد اپنے والد گرامی کی معیت میں لشکر اسلامی کے ہم راہ اجمیر پہنچے اور سات دن وہاں قیام کے دوران ہر روز بلا ناغہ خواجہ معین الدین چشتی کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے رہے.

اس کے بعد لشکر شاہی کے ہم راہ جے پور کے راستے منج سور پہنچے.وہاں سے اکیلے بہ راہ اجین و آگرہ، کول پہنچے اور دو سال گھر پہ ہی قیام اختیار کیا.(۷)

اس کے بعد ہاپوڑ میں سید قطب، سید عالم، سید فرید اور سید مرید ابنائے سید عبد



الکریم کے مدرسے میں پہنچے.چاروں بھائی جامع علوم و فنون اور طلبہ کی خبر گیری میں ممتاز و مستثنیٰ تھے.ایک صد کے قریب طلبہ مدرسے میں تحصیل علوم میں مصروف تھے. ایک دو ماہ راجی کا وہاں قیام رہا.(۸)

اس کے بعد موضع الدین عملہ سراوہ پہنچے اور میاں اللہ بخش ولد شاہ مرتضیٰ الدنی سے شرح وقایہ کے مختلف مقامات پڑھے.

اس کے بعد میرٹھ پہنچے اور سلطان محمد کے ہاں دو تین ماہ قیام کیا اور شیخ عنایت اللہ سے شرح وقایہ پڑھی اور وہاں کے مزارات پہ حاضری دی.اس دوران اپنے جد امجد راجی شیخ کمن کی علالت کے سبب ۱۳ رمضان ۱۱۲۲ھ/ ۵ نومبر ۱۷۱۰ء کو کول پہنچے مگر ایک دن قبل ان کا انتقال ہو چکا تھا.وہ سیدھے اپنے جد امجد کی قبر پہ حاضر ہوئے، فاتحہ خوانی کی اور بعدازاں اپنے گھر تشریف لے گئے.(۹)

کول میں قیام کے دوران ہی بہ تاریخ ۲۸ محرم ۱۱۲۳ھ/ ۱۸ مارچ ۱۷۱۱ء اپنے عمر کے پچیس ویں سال کے ابتدا میں سید غازی نبیرہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی دختر نیک اختر سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے اور سال بھر کول میں قیام کیا.(۱۰)

اس کے بعد اپنے والد گرامی اور برادر خرد راجی حسن کی معیت میں شاہی لشکر کے ساتھ لاہور کے لیے روانہ ہوئے.دوران سفر شاہ شرف بوعلی شاہ قلندر اور دیگر بزرگان کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے.لاہور پہنچے پر ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ/ ۲۷ فروری ۱۷۱۲ء کو شاہ عالم کا انتقال ہوا اور معز الدین محمد جہان دار شاہ بن شاہ عالم تخت شاہی پہ متمکن ہوئے.(۱۱)

بعدازاں راجی نے خواجہ عبیداللہ احرار کے پوتے زکریا خان بن عبدالصمد خان

صدرالصدور کے ہاں ملازمت اختیار کی. راجی نے ان کے الطاف کریمانہ کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے ہی کول کی قضات وخطابت سے سرفراز فرمایا. ایک سال کے گزرنے کے بعد ہندستان کے تخت پر فرخ سیر ابن شاہ عالم براجمان ہوئے، اور راجی اپنے فرایض کی انجام دہی کے لیے دہلی پہنچے. اس دوران راجی کو ملازمت کے حوالے سے مشکلات پیش آئیں تو انھوں نے اپنے جد امجد مخدوم شیخ جمال کولوی سے روحانی استعانت چاہی اور ان کی روحانی توجہ کے سبب وہ اپنے منصب پہ بحال ہوئے اور واپس کول پہنچے. (۱۲)

۷ شوال ۱۱۲۷ھ/ ۱۵ اکتوبر ۱۷۱۵ء کو راجی کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی اور ان کا نام محمد غوث رکھا گیا. اس دوران میر محمد ہاشم نبیرۂ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی جلیسر سے کول تشریف لائے تو راجی ان کے دامن سے وابستہ ہو گئے. اس دوران میں ہندستان کے تخت پہ محمد شاہ بن جہان شاہ بن شاہ عالم تخت نشین ہوئے. اور ۲۴ شعبان ۱۱۳۳ھ/ ۱۹ جون ۱۷۲۱ء بروز جمعہ راجی کے ہاں دوسرے بیٹے شیخ قطب کی ولادت ہوئی. (۱۳)

۲۰ ربیع الآخر ۱۱۳۶ھ/ ۱۷- جنوری ۱۷۲۴ء کو راجی، مخدوم جمال کولوی کے روحانی طور پر عتاب کے سبب دہلی کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، قاضی حمید الدین محمد ناگوری، بی بی ساراں اور شیخ الاسلام میر نورالدین مبارک غزنوی امیر دہلی کے مزارات پہ حاضر ہوئے اور اپنی معروضات پیش کیں. شب بھر وہیں رہے اور علی الصبح مہرولی سے دہلی پہنچے. بارہ سال دہلی میں ہی قیام پذیر رہے اور اس دوران دہلی میں ہی اکثر اوقات قدم رسول ﷺ کی زیارت کے لیے



تشریف لے جاتے نیز دہلی میں واقع کئی معروف مشایخ کی درگاہوں پہ حاضری دیتے رہے. بارہ سال دہلی میں قیام کے دوران ان کا زیادہ تر قیام پرانی دہلی کے محلہ جبش پورہ میں واقع ایک حویلی میں رہا. (۱۴)

۱۱ ربیع الآخر ۱۱۴۴ھ/ ۱۳ اکتوبر ۱۷۳۱ء کو قضات وخطابت کول کی ذمے داریوں پر لمبے عرصے کے بعد بحال ہوئے. مزارات اولیاے دہلی سے عقیدت اور گلاب چند ساہوکار سے دوستی کے سبب چند سال مزید دہلی میں قیام کیا. اس دوران ایک دن دہلی میں ہی شہاب الدین خان (-ابن ذوالفقار شیخ -ابن توکل شیخ -ابن عبدالعزیز شیخ - ابن واصل شیخ -ابن حسین شیخ - خاوند سرمست -ابن فتاح شیخ -ابن ہیبت اللہ شیخ - ابن سرمست شیخ -ابن تاج الدین شیخ -ابن علاء الدین شیخ -ابن شیخ زین الدین- ابن حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی) سے ربیع الثانی کے اواخر میں ان کے دولت خانے پہ ملاقات ہوئی. ان کے پاس نبی آخر الزمان ﷺ، بعض صحابہ کرام اور اولیاے عظام کی تصاویر تھیں، راجی ان کی زیارت سے مشرف ہوئے. (۱۵)

۳ جمادی الاول ۱۱۴۷ھ/ یکم اکتوبر ۱۷۳۴ء کو خواب میں رسول گرامی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور ﷺ کی صورت مبارک اس شبیہ سے ملتی تھی جو انھوں نے دہلی میں ملاحظہ کی تھی. آخرش **حب الوطن من الایمان** کے تقاضے کے سبب اگلے سال وطن واپسی کا عزم کیا. چند روز بعد بارش کی شدت کے سبب میر معانی خان سامانی نبیرۂ سید نورالدین مبارک غزنوی کی حویلی میں کچھ دن قیام کیا. بعدازاں اپنے والد گرامی کے ساتھ ۱۴ جمادی الاول ۱۱۴۸ھ/ یکم اکتوبر ۱۷۳۵ء کو واپس کول پہنچے. اپنے اجداد شیخ نظام الدین ابوالموید اور مخدوم شیخ جمال کولوی کے مزارات پہ حاضری کے

بعد گھر آئے اور اہل خانہ سے ملاقات کی. کول آمد کے دو سال دو ماہ اور پانچ دن بعد بہ تاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۱۵۱ھ/ ۱۶ اگست ۱۷۳۸ء ان کے ہاں تیسرے فرزند غلام محمد مصطفیٰ کی ولادت ہوئی. (۱۶) ۱۱۵۳ھ/ ۱۷۴۰ء میں ان کے ہاں ایک اور بیٹے راجی شیخ کمن کی ولادت ہوئی. (۱۷)

راجی محمد کی تاریخ وفات اب تک معلوم نہیں ہو پائی، البتہ وہ ۱۱۵۳ھ میں حیات تھے اور غرہ ربیع الاول ۱۱۵۳ھ/ ۲۹ مارچ ۱۷۴۰ء کو **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال** کی تالیف سے فارغ ہوئے. (۱۸) **اخبار الجمال** کی تالیف کے بعد راجی مزید کتنا عرصہ حیات رہے یا **اخبار الجمال** کے علاوہ بھی کوئی تالیف ان سے یادگار رہی، اس بارے میں اب تک کچھ نہیں معلوم.

**(II)**

اب تک **اخبار الجمال** کے درج ذیل سات قلمی نسخوں کے بارے میں معلوم ہو پایا ہے. ذیل میں معلوم نسخوں کا تعارف پیش خدمت ہے:

**۱- ایشیاٹک سوسائٹی کول کتہ کا نسخہ**

ایشیاٹک سوسائٹی کول کتہ میں محفوظ نسخے کے بارے میں wladimir Ivanow تحریر کرتے ہیں:

"The copy,which is defective at the end,and badly damaged in its greater part,dates from the end of ixx/xviii c.,or the beg. of xiii/xix c.Numerous notes on the margins,by a different hand.Ff.268; S 8,25x5,5, ;6,25x3,25; 11 15,no jadwals.Greyish Or.pap.Legible Ind. nast,cond. not good.Badly injured in the beg. and end, probably by white ants.On ther cover there is an



'Ex-Libris' lable of Cambrige Mission Library Delhi,with the library mark Or.4."(19)

**۲- مولانا محمد اسد اللہ کا مملوکہ نسخہ**

مولانا محمد اسد اللہ کے مملوکہ نسخے کا تفصیلی تعارف ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بستوی کے قلم سے **مجلہ علوم اسلامیہ** میں شایع ہوا. انھوں نے لکھا ہے:

''اس میں کل ۲۹۶ صفحات ہیں، خط نستعلیق ہے. سیاہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے. عناوین سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں. کتاب کے درمیانی اوراق کرم خوردہ ہیں جو نہ تو قابل فہم ہیں اور نہ ہی قابل مطالعہ.'' (۲۰)

**۳- ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کا مملوکہ نسخہ**

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے نسخے کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہو پائیں اور نہ ہی یہ معلوم ہو پایا ہے کہ ان کا مملوکہ نسخہ اب کہاں ہے.

**۴- شیخ اقبال احمد شمسی کا مملوکہ نسخہ**

ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے حامد بن فضل اللہ جمالی کی تالیف **سیر العارفین** کے اردو ترجمے میں شیخ اقبال احمد بن ارشد علی (ساکن: علی گڑھ) کے مملوکہ نسخے سے استفادہ کیا تھا. (۲۱) ایسے ہی پروفیسر محمد اقبال انصاری ندوی نے **نزہۃ الخواطر** کی آخری جلد میں استعمال ہونے والے مآخذ کی فہرست ترتیب دی ہے اور خطی و مطبوعہ نسخوں کے کوائف بھی دیے ہیں. انھوں نے بھی علی گڑھ کے شیخ اقبال احمد شمسی کے مملوکہ نسخے سے استفادہ کیا جس کا سال کتابت ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء ہے. (۲۲)

**۵-عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کا نسخہ**

شوکت علی خاں کے بہ قول: یہ اندازاً بارہ ویں صدی ہجری/ اٹھارہ ویں صدی عیسوی کا مکتوبہ ہے اور اس کا شمارہ خطی ۱۲۷۰ ہے:

"Copied 12th/18th cent.ca.Ff.181size,23x12cm.Li,17.Script.Nasta'liq. Ext.Incomp.Cond. Good,wormeaten....First folio is missing and the Ms. is dameged at the end."**(23)**

**۶-مولانا آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ**

مولانا آزاد لائبریری کی حبیب گنج کلکشن میں مخزونہ قلمی نسخہ، مولوی معین الدین، کتاب دار، حبیب گنج کا مکتوبہ ہے. سال کتابت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء ہے اور یہ ۱۱۱ اوراق پر مشتمل، خط نستعلیق میں ہے. کیٹلاگ نمبر ۱۰۷۹، نسخہ نمبر H.G.22/82.(۲۴)

**۷-مزمل اللہ خان لائبریری علی گڑھ کا نسخہ**

مزمل اللہ خان لائبریری علی گڑھ میں موجود نسخہ مکمل ہے اور ۱۲۷ اوراق پر مشتمل ہے. کاتب کا نام اور سال کتابت درج نہیں.(۲۵)

**(II)**

**مبارک نامہ** اور ابتدائی دو ضمیموں میں چوبیس مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے. ان میں سے کئی اب ناپید ہیں یا ابھی تک ان موجودگی کی کوئی اطلاع نہیں. ذیل میں تمام مآخذ کا تعارف پیش خدمت ہے:

**۱- ملفوظ عزالدین دہلوی**

اب تک اس کا کوئی نسخہ دریافت نہیں ہوا. **اخبار الجمال** میں لکھا ہے:



''ملفوظ عزالدین دہلوی کہ از نبایر سید السادات امیر سید نور الدین مبارک غزنوی است وآن تصنیف محمود بن مسعود اصفہانی المکتوبہ بہ سنہ ثلثین وسبعمایۃ.'' (۲۶)

**۲-رسالہ غوثیہ**

شاہ حسین سرہرپوری (دست گرفتہ وخلیفۂ مجاز: سید نجم الدین قلندر) کی تالیف ہے. **اصول المقصود** میں ہے:

''شاہ حسین سرہرپوری صاحب رسالہ غوثیہ وتصنیفات دیگر است.'' (۲۷)

شاہ زین الحمید رعلوی کاکوروی کے بہ قول **رسالہ غوثیہ** کا مخطوطہ کتب خانہ انوریہ کاکوری میں محفوظ تھا لیکن اب کتب خانے میں موجود نہیں.(۲۸) ایسے ہی شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر لاہرپوری (م: ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۸۴ھ/ ۲۹ جولائی ۱۶۷۳ء، لاہرپور/ ضلع: سیتاپور) کی خانقاہ کے کتب خانے کی فہرست میں **رسالہ غوثیہ** کے تین مختلف نسخوں اور دو عدد شروح کا اندراج تو ہے مگر پانچوں نسخے اب وہاں موجود نہیں.(۲۹)

**۳-نساب الاتقیا**

راجی محمد کے بہ قول: یہ عبد اللطیف کی تالیف ہے (۳۰)

**۴-تاریخ فیروز شاہی**

ضیاء الدین برنی (م: ۷۸۵ھ/ ۱۳۸۳ء) کی تالیف، سال تالیف ۷۵۸ھ/ ۱۳۵۷ء. کتاب کا متن بہ تصحیح سرسید احمد خان، پہلی بار ۱۸۶۲ء میں ایشیاٹک سوسائٹی کولکتہ سے شایع ہوا. ۱۹۵۷ء میں شیخ عبدالرشید کے مرتبہ متن کی پہلی جلد مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ تاریخ کی طرف سے شایع ہوئی. اس کا اردو ترجمہ (مترجم: ڈاکٹر سید

معین الحق) اب تک چار بار شایع ہو چکا ہے. اول مرکزی اردو بورڈ لاہور (اکتوبر ۱۹۶۹ء) اور دوسرا تا چوتھا (۲۰۰۴ء) اردو سائنس بورڈ لاہور سے.

**۴-گلشن ابراہیمی موسوم بہ تاریخ فرشتہ**

محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ (م: پس از ۱۰۳۳ھ/۲۴-۱۶۲۳ء) کی تالیف منیف، سال تالیف ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء. فارسی متن اور اردو تراجم کئی بار شایع ہو چکے ہیں. (۳۱)

**۵-تنقیح الاخبار**

اس نام سے دو مختلف مولفین (ملا محمد ماہ اور منولال فلسفی/ کندن لال اشکی الٰہی) کی تالیفات کے مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں. منولال فلسفی ۱۸۳۲ء/ ۸-۱۲۴۷ھ میں آن جہانی ہوئے اور ان کے فرزند کندن لال اشکی نے ۱۸۵۰ء/ ۱۲۶۶ھ میں وفات پائی. (۳۲) منولال اور اشکی کی تالیف کے دو نسخے انجمن ترقی اردو کراچی میں ہیں. (۳۳) منولال کی تالیف راجی محمد کے پیش نظر نہیں ہو سکتی کیوں کہ ان کا زمانہ راجی سے بعد کا ہے، البتہ راجی کا مأخذ محمد ماہ کی تالیف ہے. سی اے سٹوری نے محمد ماہ کی تالیف **تنقیح الاخبار** کے بارے میں لکھا ہے:

"Mulla Muhammad Mah began in 1117/1705-6 his Tanqih al-Akhbar, a consize genral history to A.H. 1125/1713 in Furrukh-siyar's region: Ethe 127 (transc--ribed from an autograph.A.H 1128/1716)."**(34)**

ملا محمد ماہ کی مولفہ تنقیح کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں. (۳۵)

**۶-اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف. سال تالیف منیف. ۹۹۹ھ/۹۱-۱۵۹۰ء.



اس کا فارسی متن کئی بار شایع ہوا اور اس کے مختلف اردو تراجم بھی اشاعت پذیر ہو چکے ہیں. (۳۶)

**۷-راحت القلوب**

شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی کے ملفوظات جنھیں خواجہ نظام الدین اولیا نے جمع کیا. اس کا فارسی متن چند ایک بار شایع ہو چکا ہے اور مختلف مترجمین کے کئی اردو تراجم بھی طبع ہو چکے ہیں. (۳۷)

**۸-شرف السادات**

قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی تالیف. اس کے مخطوطات کئی کتب خانوں میں موجود ہیں. اس کا متن یا اردو ترجمہ اب تک شایع نہیں ہو پایا.

**۹-درر نظامی**

خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ جسے علی بن محمود جاندار نے جمع کیا. اس کا فارسی متن ابھی تک طبع نہیں ہوا، البتہ اس کا اردو ترجمہ **گفتار محبوب** (مترجم: سید یاسین علی نظامی) کے نام سے چند ایک بار شایع ہو چکا ہے. (۳۸)

**۱۰-بحر المعانی**

سید محمد بن نصیر الدین جعفر المکی (خلیفۂ مجاز: خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی) کی تصنیف. اس کا فارسی متن مطبع احتشامیہ مراد آباد سے ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ/ دسمبر ۱۸۸۹ء شایع ہوا. اس کے مخطوطات کئی کتب خانوں میں موجود ہیں.

**۱۱-افضل الفواید**

خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ جسے امیر خسرو نے جمع کیا. اس کا فارسی متن مطبع رضوی دہلی سے ۱۳۰۴ھ میں شایع ہوا. اور اس کا اولین اردو ترجمہ احسن

الشواہد (مترجم: مولا بخش چشتی نظامی) کے نام سے مطبع رضوی دہلی سے ۱۳۱۳ھ میں شایع ہوا. بعدازاں مختلف اوقات میں اس کے کئی اردو تراجم شایع ہوئے.(۳۹)

**۱۲-فوایدالفواد**

خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ جسے خواجہ حسن علا سجزی نے جمع کیا. فارسی متن اور اردو تراجم کئی بار شایع ہو چکے ہیں.(۴۰) ایک انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے.

**۱۳-اسرارالعارفین**

اس کے کوایف معلوم نہیں ہو پائے.

**۱۴-جواہر فریدی**

محمد علی اصغر چشتی کی تالیف. اس کا فارسی متن وکٹوریہ پریس لاہور سے ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں شایع ہوا اور کئی اردو تراجم بھی بارہا طبع ہو چکے ہیں.(۴۱)

**۱۵- تکملۃ الانساب**

راجی کے بہ قول: یہ میر محمد احسن عرف معانی خان سامانی متخلص بہ ایجاد کی تالیف ہے.(۴۲)

**۱۶-شاہ نامہ بادشاہ محمد فرخ سیر**

راجی کے بہ قول: یہ میر محمد احسن عرف معانی خان سامانی کی تصنیف ہے.(۴۳)

**۱۷- گلزار ابرار**

محمد غوثی مانڈوی کی تالیف (آغاز: ۹۹۸ھ، تکمیل: ۱۰۲۲ھ). اس کا فارسی متن ڈاکٹر محمد ذکی نے مرتب کیا، جس کے دو اڈیشن خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ سے بالترتیب ۱۹۹۴ء، ۲۰۰۱ء میں شایع ہوئے. **گلزار ابرر فی سیر الاخیار** (بہ تصحیح: یوسف



باباپور) کے نام سے اس کا فارسی متن ایران سے بھی شایع ہو چکا ہے. اور اس کا اردو ترجمہ (از: فضل احمد جیوری) **اذکار الابرار** کے نام سے اب تک تین بار طبع ہو چکا ہے.

**۱۹-واقعات بابری**

برصغیر میں مغل سلطنت کے بانی سلطان ظہیر الدین محمد بابر کی خودنوشت سوانح حیات. اس کا اصل متن ترکی زبان میں ہے. سلطان جلال الدین محمد اکبر کی فرمایش پہ عبدالرحیم خان خاناں نے ۹۹۷ھ میں اس کا فارسی ترجمہ کیا. **بابرنامہ**، **تزک بابری** کے نام سے اس کا ترکی متن، اردو اور دیگر زبانوں میں تراجم بارہا طبع ہو چکے ہیں.(۴۴)

**۲۰- تحفۃ الابرار فی کرامت الاخیار**

خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ جسے خواجہ عزیز الدین صوفی نے جمع کیا. **سیر الاولیا** میں ہے:

"شیخ زادہ دل کشا، والی ولایات والا خواجہ عزیز الملۃ والدین صوفی ہیں. ان کی بزرگ وار والدہ محترمہ بی بی مستورہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز کی صاحب زادی ہیں. یہ شیخ زادے بے شمار فضایل اور ان گنت معانی ولطایف رکھتے تھے اور حضرت سلطان المشایخ کے روح افزا ملفوظات سے ایک کتاب مرتب کی تھی جسے **تحفۃ الابرار فی کرامت الاخیار** کے نام سے آج تک شہرت حاصل ہے. اور جو سلطان المشایخ کی نظر مبارک سے اکثر اوقات گزری ہے."(۴۵)

**۲۱-مجموع الفواید**

خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ جسے خواجہ عزیز الدین بن خواجہ ابو بکر مصلا دار نے جمع کیا. **سیر الاولیا** میں ہے:

''خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابوبکر مصلیٰ دار خاص ہیں جو اپنے زمانہ میں **علم تقویٰ** اور ورع و احتیاط میں لاثانی اور عدیم النظیر تھے. اور سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف سے **مشرف وممتاز** تھے.

اس بزرگ نے سلطان المشائخ کے چند ملفوظات ایک جگہ مرتب کر کے ایک دیوان میں جمع کیے ہیں اور اون کا نام **مجموع الفواید** رکھا ہے.'' (۴۶)

**۲۲- کلمات الصادقین**

محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی کی تالیف. سال تالیف ۱۰۲۳ھ. اس کا فارسی متن ڈاکٹر محمد سلیم کی تصحیح وتدوین اور مفصل انگریزی مقدمے کے ساتھ ۱۹۸۸ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور انتشارات القریش لاہور کے اشتراک سے شایع ہوا. اگست ۱۹۹۵ء میں نشر المعارف کراچی سے اس کا اردو ترجمہ (مترجم: پروفیسر لطیف اللہ) بھی طبع ہو چکا ہے.

**۲۳- سیر العارفین**

حامد بن فضل اللہ جمالی کی تالیف (سال تالیف: ۹۳۷-۹۴۲ھ کے درمیان). اس کا فارسی متن ۱۳۱۱ھ میں مطبع رضوی دہلی سے طبع ہوا اور اولین اردو ترجمہ (مترجم: شیخ غلام احمد سنبھلی) شمس المطابع وعرش المطابع مراد آباد سے ۱۳۱۹ھ میں شایع ہوا. اس کا ایک جدید اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے کیا، جس کے اب تک دو اڈیشن (لاہور، ۱۹۷۶ء/۱۹۸۹ء) شایع ہو چکے ہیں. ڈاکٹر حامد آفاق قریشی (لکھنؤ) اس کا انگریزی ترجمہ مکمل کر چکے ہیں.

**۲۴- فواید السالکین**

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات کا مجموعہ جسے شیخ فرید الدین الدین مسعود



نے جمع کیا. اس کا فارسی متن اور متعدد اردو تراجم بارہا طبع ہو چکے ہیں. (۴۷)

## (IV)

سید نور الدین مبارک غزنوی کے احوال کے سلسلے میں **مبارک نامہ** واحد ایسا مأخذ ہے جس میں ان کے بارے میں ممکنہ حد تک خاصی معلومات جمع کر دی گئی ہیں. مقدمے کے اس حصے میں ارادہ تھا کہ سید غزنوی کے احوال پہ زمانی اعتبار سے دستیاب غیر مطبوعہ و مطبوعہ مآخذ اور **مبارک نامہ** کے مندرجات پہ بحث کروں گا، لیکن کتاب اور مقدمے کی بڑھتی ہوئی ضخامت آڑے آ رہی ہے. اسی طرح خیال تھا کہ ایک ضمیمہ ان بنیادی و ثانوی مآخذ کی فہرست کا بھی شامل کیا جائے گا، جن میں شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی کا ذکر خیر آیا ہے. آخر میں یہ اطلاع بھی عرض کرتا چلوں کہ ڈاکٹر عطا خورشید کے بہ قول: جامعہ علی گڑھ کے شعبۂ فارسی کی سربراہ ڈاکٹر آذرمیدخت صفوی اپنے ادارے سے **اخبار الجمال** کا فارسی متن شایع کرنے جا رہی ہیں.

**حسن نواز شاہ**

—سہرورد—

ترائی/تحصیل: گوجر خان

۱۰ دسمبر/۲۰۱۴ء

(باباصاحب کی اناسویں سال گرہ کے موقعے پر)

**اضافات:** ۱۸ مئی ۲۰۱۵ء

## حوالہ جات وحواشی

۱. راجی محمد، اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال، خطی، علی گڑھ، مزمل اللہ خان لائبریری، ۱۹۶الف، ۱۹۸الف

۲. ایضاً، ۸۴ب، ۹۶ب

۳. ایضاً، ۱۹۸الف　۴. ایضاً

۵. ایضاً　۶. ایضاً

۷. ایضاً، ۱۹۸الف ب　۸. ایضاً، ۹۸ب

۹. ایضاً　۱۰. ایضاً

۱۱. ایضاً　۱۲. ایضاً، ۹۸ب-۱۹۹الف

۱۳. ایضاً، ۱۹۹الف　۱۴. ایضاً، ۱۹۹الف ب

۱۵. ایضاً، ۱۰۱ب　۱۶. ایضاً، ۱۰۱ب-۲۰۲الف

۱۷. ایضاً، ۱۲۷الف　۱۸. ایضاً

19.Ivanow,Wladimir,**Consize Descriptice Catalogue of the Persian Manusripts in the Curzen collection of Asiatic society of Bengal**, Calcutta,Asiatic society of Bengal,1926,p84

۲۰. انجم، ڈاکٹر غلام یحییٰ، اخبار الجمال، تاریخ علی گڑھ کا قدیم ماخذ، مشمولہ، مجلہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ، ۱۹۸۹ء، ج ۱۵: ش ۱، ۲، ص ۱۰۷

۲۱. جمالی، حامد بن فضل اللہ، سیر العارفین، اردو ترجمہ وحواشی، مقدمہ، محمد ایوب قادری، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، اپریل ۱۹۷۶ء، اول، ص ۲۷۶

۲۲. الانصاری الندوی، کتابیات، مشمولہ، نزہتہ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، ۸/ ۵۸۵



23.Shaukat Ali Khan, **A Descriptive Catalogue of Persian Manuscripts**, Tonic, Arabic and persian research Institute of Rajasthan, 1987, 1/228

شوکت علی خان، عرب اینڈ پرشین ری سرچ انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ تصوف کے چند اہم مخطوطات، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، ص ۳۹۳

24.Rizvi, M.H, M. H. Qaisar, **Catalogue of Manuscripts in the Maulana Azad Library Aligarh Muslim University Aligarh**, Aligarh,Maulana Azad Library Aligarh Muslim University, 1985, 1/284-285

ہندوستان کے کتاب خانوں میں مخطوطات تصوف، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، ص ۶

ہندوستان کے کتاب خانوں میں تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ مخطوطات، مشمولہ، تاریخ ہند عہد وسطیٰ غیر مطبوعہ آخذ، ص ۲۸۵

۲۵. ہندوستان کے کتاب خانوں میں تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ مخطوطات، مشمولہ، تاریخ ہند عہد وسطیٰ غیر مطبوعہ آخذ، ص ۲۸۵

۲۶. راجی محمد، ۱۵الف

۲۷. تراب علی، مولانا شاہ، اصول المقصود، خطی، تہران، مرکز مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، ۱۶۵۷۷، ص ۳۴: -اصول المقصود، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء، اول، ص ۴۴

۲۸. علوی، شاہ زین الحمید ر، تحریری مکالمہ از راقم، کاکوری، ۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ء

۲۹. ۱۸ مئی ۲۰۱۵ء کو جناب شاہ زین الحمید رعلوی نے رسالہ غوثیہ کی جستجو میں لاہر پور کا سفر کیا۔ کتب خانے کی کیفیت (جو نہایت ناگفتہ بہ ہے) نیز مخطوطات کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور کتب خانے کی فہرست کا برقی عکس بھی مہیا کیا۔

۳۰. راجی محمد، ۶۶الف

۳۱. ملاحظہ کیجیے:

ا
ختر راہی، **ترجمہ ہای متون فارسی بہ زبانھای پاکستانی**، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۶ھ/ ۱۳۶۵ش/ ۱۹۸۶ء، ص ۱۶۹-۱۷۰

۳۲. احمد منزوی، **فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان**، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۸ھ/ ۱۳۶۷ش/ ۱۹۸۸ء، ۱۰/ ۵۷۰-۵۷۱

۳۳. ایضاً

34.Story,C.A,**PERSIAN LITTERATURE**,London, The Royal Asiatic society of Britain and Ireland, 1970, vol.1, pt,1,p134-135

۳۵. اس کے قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن اور مولانا آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں ہیں. ( **ہندوستان کے کتاب خانوں میں تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ مخطوطات**، مشمولہ، **تاریخ ہند عہد وسطی غیر مطبوعہ مآخذ**، ص ۲۹۳ )

۳۶. اختر راہی، ص ۲۰۳-۲۰۴

رانجھا، محمد نذیر، **برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات**، لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص ۸۶، ۲۳۲-۲۳۳

۳۷. اختر راہی، ص ۹۰

رانجھا، ص ۱۲۶-۱۲۷، ۲۸۲-۲۸۳

**راحت القلوب** کی استنادی حیثیت کے لیے ملاحظہ کیجیے:

دہلوی، مولانا اخلاق حسین، **شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مجموعۂ ملفوظات راحت القلوب کا مطالعہ**، مشمولہ، **معارف**، اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۱ء/ محرم ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۸: ش ۵، ص ۳۲۵-۳۴۸

-**شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مجموعۂ ملفوظات راحت القلوب کا مطالعہ**، مشمولہ، **معارف**، دسمبر ۱۹۸۱ء/ صفر ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۸: ش ۶، ص ۴۲۹-۴۴۸



-**شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مجموعۂ ملفوظات راحت القلوب کا مطالعہ**، مشمولہ، **معارف**، جنوری ۱۹۸۲ء/ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۹: ش ۱، ص ۴۳-۶۵

دہلوی، علامہ اخلاق حسین، **راحت القلوب**، مشمولہ، **آئینۂ ملفوظات**، دہلی، کتب خانہ انجمن ترقی اردو، ۱۴۰۳ھ/ مئی ۱۹۸۳ء، اول، ص ۲۱۵-۲۷۶

فاروقی، نثار احمد، **راحت القلوب، ایک تنقیدی جائزہ**، مشمولہ، **ماہ نامہ منادی، حضرت بابا فرید نمبر**، دہلی، ۱۹۷۴ء، ج ۴۹: ش ۴-۶، ص ۱۳۳-۱۵۹

۳۸. اختر راہی، ص ۳۹۹

رانجھا، ص ۲۸۰

۳۹. اختر راہی، ص ۷۱

رانجھا، ص ۹۲، ۲۴۰، ۲۸۳

**افضل الفواید** کی استنادی حیثیت کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے:

صباح الدین عبد الرحمان، سید، **امیر خسرو اور افضل الفوائد**، مشمولہ، **معارف**، مارچ ۱۹۷۹ء/ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۳، ص ۱۶۵-۱۸۸

-**امیر خسرو اور افضل الفوائد**، مشمولہ، **معارف**، اپریل ۱۹۷۹ء/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۴، ص ۲۴۵-۲۶۰

-**امیر خسرو اور افضل الفوائد**، مشمولہ، **معارف**، مئی ۱۹۷۹ء/ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۵، ص ۳۴۶-۳۶۴

۴۰. اختر راہی، ص ۱۰۳-۱۰۴

رانجھا، ص ۱۲۲، ۳۱۳-۳۱۴

۴۱. اختر راہی، ص ۸۱-۸۲

رانجھا، ص ۱۱۴، ۲۶۷-۲۶۸

۴۲. راجی محمد، ۶۹ ب

۴۳. ایضاً

۴۴. اختر راہی، ص ۱۷۴-۱۷۵

۴۵. میر خرد، سید محمد بن مبارک علوی کرمانی معروف بہ، **سیر الاولیا**، دہلی، مطبع محب ہند، شعبان ۱۳۰۲ھ، اول، ص ۲۰۲

– **سیر الاولیا**، اردو ترجمہ، غلام احمد خان بریاں، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۰ھ، اول، ص ۲۰۷

۴۶. میر خرد، ص ۲۰۷

اردو ترجمہ، ص ۲۱۲

۴۷. اختر راہی، ص ۱۰۲-۱۰۳

رانجھا، ص ۱۶۲، ۳۱۲-۳۱۳

**فوایدالسالکین** کی استنادی حیثیت کے سلسلے میں ملاحظہ کیجیے:

دہلوی، مولانا اخلاق حسین، **حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مجموعۂ ملفوظات فوائد السالکین کا مطالعہ**، مشمولہ، **معارف**، مارچ ۱۹۸۰ء/ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ، ج ۱۲۵: ش ۳، ص ۱۸۴-۲۰۱

– **حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مجموعۂ ملفوظات فوائد السالکین کا مطالعہ**، مشمولہ، **معارف**، اپریل ۱۹۸۰ء/ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ، ج ۱۲۵: ش ۴، ص ۲۶۳-۲۸۹

دہلوی، علامہ اخلاق حسین، **فوائدالسالکین کا مطالعہ**، مشمولہ، **آئینۂ ملفوظات**، ص ۹۶-۱۴۰

فاروقی، نثار احمد، **فوائدالسالکین، ایک تنقیدی جائزہ**، مشمولہ، **ماہ نامہ منادی، حضرت بابا فرید نمبر**، ص ۱۷۷-۱۸۸

فاروقی، پروفیسر نثار احمد، **فوائد السالکین، ایک تنقیدی جائزہ**، مشمولہ، **نقد ملفوظات**، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء، اول، ۴۷-۵۲



# متن

سید السادات میر نورالدین مبارک غزنوی امیر دہلی (۱) قدس سرہ ونسب کرام ایشان از دہ واسطہ بہ حضرت زید شہید بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ انتظام وقیام دارد. چون کہ پدر بزرگوار ایشان سید عبد اللہ ابوالفضل حاج ابن سید شرف الدین محدث ابن سید محمد ابوالحسن سالوی ابن سید حسن ابومحمد الفارسی نقیب کوفہ ابن سید یحییٰ ابو الحسن ابن سید حسین ابوعبداللہ انساب الرمس النقیب بالکوفۃ المشتہر بنہرہ السالوی ابن سید احمد المحدث الشاعر ابن سید عمر ابن سید یحییٰ المحدث ابن سید حسین العبرۃ ابن سید زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ است. (۲)

ملفوظ عز الدین (۳) وغوثیہ نجم الدین قلندر (۴) ونساب الاتقیا عبد اللطیف (۵) چنان بہ اثبات واستقرار می رسانند کہ اصل مولد ومنشاءِ سید السادات سید نورالدین مبارک غزنوی شہر بغداد، (۶) خلیفہ وخواہرزادہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی است (۷) وشیخ الشیوخ ایشان را برای ارشاد وتلقین مردم بہ غزنین اجازت فرمود کہ تا در آنجا مدتی قیام داشتہ، اکثری انام را بہ پایہ ہدایت کہ نہایت ولایت است رسانیدند.

در آن ایام بادشاه معزالدین محمد سام عرف شهاب الدین غوری از پتھور[ا]
نام راجهٔ هندوستان انهزام یافته به غزنین که شتافت از سید السادات استدعاءِ فتح و
نصرت هندوستان درخواست. سید نورالدین مبارک موقوف بر اذن حضرت شیخ الشیوخ
داشت. چون بادشاه عرایض متضمن به طلب فتح و نصرت و یکی از خلفا نیز به رفاقت خود
تحایف و هدایا در جناب حضرت شیخ الشیوخ به بغداد ارسال نمود. حضرت شیخ الشیوخ
نقول نصرت بخشیده در باب ارسال خلیفهٔ خود فرمود که **هو المبارک، مبارک القدوم**.
حسب الامر حضرت شیخ الشیوخ لزوم دانسته سید نورالدین مبارک مع اقربا خویش مقدم
الجیش بادشاه شهاب الدین غوری بوده به هندوستان رسیدند که تا سلطان مذکور به برکت
قدوم ایشان و نقول میمنت لزوم حضرت شیخ الشیوخ دانسته در سنه ثمانیه و ثمانین و خمسمائة
هجریه مصطفویه بر کنارهٔ آب سرستی [سرسوتی] هفت کروهی قصبه تهانیسر (۸) بر راجه پتھورا
مظفر و منصور گشت. بعد از ان جناب ایشان به دهلی [۶۶ الف] تشریف آوردند. (۹)
بنابر آن با استرضاء بادشاه معزالدین محمد سام، سید نورالدین مبارک غزنوی شیخ
الاسلام تمام انام هندوستان و ملقب به امیر دہلی شدند، تا ایشان به اظهار شعار اسلام
هندوستان را مزین و منور ساختند که درین شان، بیت:

ظلمت هندوستان را کرد روشن زانکه هست
شمع از بیت الله و قندیل از بیت الرسول

چنانچه در تاریخ ضیا برنی و تاریخ فرشته مرقوم است که سلطان غیاث الدین
بلبن به فرزند خود می گفت که سلطان شمس الدین می فرمود که من دو مرتبه از سید نورالدین
مبارک غزنوی در مجلس شهاب الدین محمد سام شنیده ام که می فرمودند که اکثر آنچه



بادشاهان می کنند همه شرک با خدا و خلاف سنت مصطفی [صلی الله علیه وسلم] است و نجات ایشان از
آتش دوزخ به چهار چیز متصور است اگر در آن هم خلل باشد یقین که برای عقوبت
سزاوارتر ایشان نخواهد بود. اول آنکه سطوت خود را در محل خویش مصروف دارند و خبر از
رفاهیت خلق و ترس حق در نظر نباشد. دوم آنکه نگذارند که در ممالک او فسق و فجور علانیه به
وقوع آید که فاسقان و بی باکان را دایم منکوب و مخذول دارد. سوم آنکه عمل و شغل به مردم
دانا و شایسته و با امانت و خداترس تفویض نمایند و مردم بداعتقاد را در ملک خود جاندهد که
سبب اختلال عقیدهٔ خلق شوند. چهارم آنکه در عدالت و داددهی استقصار به مرتبه نمایند که
آثار ظلم و تعدی در دیار او نماند، بیت:

پایداری به عدل و داد بود
ظلم شاهی چراغ باد بود
(۱۰)

و به ارقام تاریخ تنقیح الاخبار خلافت و خواهرزادگی ایشان نیز از شیخ الشیوخ
شهاب الدین سهروردی ثبوت و قیام دارد. (۱۱)
و در اخبار الاخیار مکتوب است که ایشان خلیفه شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدین
سهروردی بودند. (۱۲)
و باخبار بعضی کتب سید نورالدین مبارک از مریدان شیخ عبدالواحد بن شیخ احمد
غزنوی باشند. (۱۳) به خاطرم رسید شاید که شیخ [عبدالواحد بن] احمد غزنوی آن باشد که
حضرت خواجه معین الدین چشتی قدس سره او را در غاری بیرون شهر شام دریافته که [بر]
دروازهٔ او دو شیر ایستاده بودند و از نصایح گرفته اند (۱۴) چنانچه به صدر گذشت.

واز شیخ نصیرالدین محمود منقول است که سید نورالدین مبارک به طفولیت نعمتی از شیخ اجل سرزی دریافته. بازرگانی که درآن وقت ازمریدان شیخ اجل سرزی بودند به خدمت شیخ آمده[ و] گفت درخانهٔ من پسری که تولد شده است، بنده زادهٔ تست باو نعمتی عطا کنند. شیخ اجابت نموده فرمود که چون فردا نماز بامداد بگذارم پسرک را بیار و از جانب راست به نظر من بدار حاضر. آن وقت پدر سید نورالدین مبارک این حدیثی می شنید، وقت نماز بامداد بازرگان را درنگ گردید. پدر سید نورالدین مبارک که از پگه تر برخاسته بود. بعد اتمام نماز شیخ از جانب راست در رسید و پسر خود سید نورالدین مبارک را در [٦٦ ب] نظر شیخ داشت. دروی به نظر خود که دید، این همه نعمتی ازان یک نظر پدید. بعد ازان بازرگان که درآمد، شیخ گفت: نعمتی نصیب سیدزاده گردید. وقبر شیخ اجل سرزی مذکور اگرچه درغزنین واقعه[ واقع] ومشهور است، (۱۵) امامدتی در بغداد نیز قیام داشته اند. چنانچه در راحت القلوب از شیخ فریدگنج شکر منقول است. (۱۶)

بهرحال به جمیع کتب معتبره که متضمن احوال مشایخ اهل کمال اند ثبوت بالاستقلال برمی توان است که سیدالسادات سید نورالدین مبارک غزنوی روشن ضمیر، مقتدیٰ و شیخ الاسلام درایام سلطان شمس الدین ملقب به امیر دہلی بودند. (۱۷)

ودرنسخه شرف السادات منقول است که سلطان شمس الدین همیشه در بار عام و خاص سید نورالدین مبارک را متصل خود نشانده، دست ایشان بوسیدی و به دست خود دامن ایشان گرفته، به عجز وانکسار گفتی که من ترکی عجمی ام به برکتِ جد شما به سلطنت رسیدم (۱۸) وشما که فرزند و جگر گوشهٔ رسول اید، دامن شما گرفته ام، فردا قیامت این قاضی [عاصی] را از دست خود نگه دارید که تا از سید نورالدین مبارک عهد نامه شفاعت از



رسول مقبول ﷺ نویسانده گفته بود که در قبر بر سینهٔ من نهند. (۱۹)

ودر درر نظامی از سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا منقول است: درآن ایام که سید نورالدین مبارک نورالله مضجعه در دہلی فرود فرمودند، اکثر انام بمالایعنی اشتغال که داشتند به خطور کشند[ کشید] که به حدیث صحیح درمیان چهل مومن یکی ولی خدا باشد. موافق آن ازین شهر ولی کی خواهد بود؟ پیشی که درین اندیشه خفته شخصی بآخر شب آمده و ایشان رابزد. چون سید نورالدین بیرون رفت. آن شخص به سید گفت: ترا با اولیای خدا چه کار است؟ بدانچه من وتو از اولیای خدا نباشم[ نباشیم] چه گمان که ولی درین مکان نباشد؟ (۲۰)

ودر بحر المعانی ملفوظ چشتیه[ مکتوبات سید محمد بن نصیرالدین جعفر المکی] منقول است: وقتی که حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی قدس سره به دهلی که رسیدند اولاً سماع به استصواب سید نورالدین مبارک شنیدند. (۲۱)

ودر افضل الفواد[ الفواید] از سلطان المشایخ منقول است که سید نورالدین مبارک غزنوی نورالله مرقده درهر پنجشنبه تذکیر که می نمود. روزی تعذید[ کذا: تذکیر] که روی سوی خلق کرده، فرمود که ای عزیزان! در پنجشنبهٔ آینده ما ازین جهان سفر خواهم [خواهیم] نمود. این هفته مهمان شما ایم که درین اثناء حاضر المجلس مولانا علاء الدین کرمانی (۲۲) برخاست وگفت که روز پنجشنبه نقل سید است و روز جمعه نقل ما است که مجلسیان نعر[ ه] ها برداشت. آخر همچنان شد که سید نورالدین ومولانا علاء الدین فرموده بودند. (۲۳)

ودر فواد[ فواید] الفواد مرقوم است که روز یکشنبه هیزدهم ماه ربیع الآخر سنه ثمان

عشر وسبعمایه سلطان المشایخ در بزرگی شیخ نظام الدین ابوالموید رحمة الله حکایت فرمود:
وقتیکه امساک باران شد اورا الازم گرفتند که دعای باران بگو[ید] برسر منبر برای دعای
باران بخواند. بعد از ان [۶۷ الف] روی بسوی آسمان کرد و گفت: اگر باران نفرستی من
بیش در هیچ آبادانی نباشم! این بگفت [و] فرود آمد. حق تعالی باران فرستاد و بعد از ان
سید قطب الدین (۲۴) با او ملاقی شد [و] این سخن با او گفت که مارا در حق تو اعتقاد راسخ
است و می دانم که ترا با حق نیازی تمام است. اما این لفظ بر چه گفتی که اگر تو باران نفرستی
من بیش در هیچ آبادانی نباشم؟ شیخ نظام الدین ابوالموید گفت که من می دانستم که باران
خواهد فرستاد، آن گاه گفتم. سید قطب الدین گفت: از کجا می دانستی؟ گفت: مرا با سید نور
الدین مبارک نور الله مرقده در پیش سلطان شمس الدین از برای زیردستی نشستن نزاعی
رفته بود، من سخنی گفته بودم که او گرفته شده بود، درین چه مارا دعای باران فرمودند. گفتم: تو
از من کوفته، اگر تو با من آشتی کنی، من دعا بخوانم و اگر تو آشتی نکنی، نتوانم خواند. از روضهٔ او
آواز برآمد که ما [من] با تو آشتی کردم برو دعا بخوان. (۲۵)

اگرچه از اکثر کتب ضمناً مفهوم [شده] لیکن [در] اسرار العارفین و جواهر فریدی
و تاریخ فرشته بالتصریح چنان مرقوم است که حضرت بی بی ساران نام والدهٔ شیخ نظام
الدین ابوالموید رابعهٔ عصر که در آن ایام عفت و عظمت تمام داشت، همشیرهٔ حقیقی سید نور
الدین مبارک غزنوی بودند. به سبب برادر و پسر خود مذکورین از غزنین آمده به دهلی که
ماند. حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی را برادر خواند (۲۶) و شیخ جمال کولوی که از اهل
کمال مشهور است، نبیرهٔ حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید مذکور است و به روایت اکثر
کتب مشهور این شیخ نظام الدین ابوالموید نبیرهٔ شمس العارفین است که مزار ایشان در



غزنین است.

و وفات سید نور الدین مبارک در بعضی نسخه غرّهٔ محرم سنه اثنی و ثلثین وستمایه به نظرم
رسید. چنانچه به حساب ابجد:

آه! نور الدین مبارک بود

تاریخ وفات گردید. (۲۷) مقبرهٔ منوره سید نور الدین مبارک در دهلی قدیم به
جانب شرقی حوض شمسی و بازار مینا به مسافت تیرانداز اشتهار دارد. (۲۸)

وقبر بی بی ساران نیز به دهلی قدیم در پهلوی چپ نمازگاه کهنه که قبر خواجه قطب
الدین قدس سره هم پس پشت آن واقع شده و قبور شیخ نظام الدین ابوالموید و شیخ جمال به
جانب غربی بیرون قصبه کول (۲۹) مشهور اند. (۳۰) واین مولف راجی محمد از اولاد شیخ
جمال کولوی بارها در شب و روز به شرف زیارت جمیع مزارات ایشان مشرف......می شود
[شد]. عجایب مکان فیض نشان اند که عنان قلم و لسان تاب و رقم بیان ندارد.

واز نساب الاتقیا و تکملة الانساب اثبات اسما و قبور قبایل سید نور الدین مبارک
چنانکه مسطور است که قبر روضه [کذا] سید نور الدین مبارک پائین مزار ایشان قدری
مایل به شرق است و حضرت سید نور الدین مبارک را سه فرزندان بودند: یکی سید جلال،
دوم سید نظام الدین، سوم سید عزیز الله (۳۱) صاحب تاج.

سید جلال که بزرگ ترین پسر است. مزار ایشان [۶۷ ب] نیز در دهلی به جانب
شرقی متصل و برابر پدر بزرگوار ایشان ست. اگرچه میر معانی خان سامانی نبیرهٔ سید عزیز
الله صاحب تاج در تکملة الانساب بیان وارقام چنان نمود که آن سال سید جلال
متفرق گشته باطراف نارنول (۳۲) سکونت و قیام دارند. لیکن چون دو کس از آنها یکی سید

فرخ بن سید منصور، دوم سید نعمت اللہ بن حبیب اللہ از نارنول بہ دھلی کہ رسیدند و بدم کہ از ایشان چنان شنیدم کہ اول از اجداد نظام الدین سید فرخ نام بن سید عزیز الدین بن سید امیر الدین از دھلی در زمین نارنول ورود فرمود. بنا بر این اشتباہ اسامی اجدادِ مذکورہ ایشان خاطرم بر آن خطور نمود کہ شاید سید سرخ [فرخ] مذکور برادر ابوالمکارم بن سید عزیز الدین بن سید امیر کبیر بن سید منصور بن سید عزیز اللہ صاحب تاج بن سید نور الدین مبارک باشد. والحال از انجماعۃ بست و پنج کس در نارنول باشد، ہمہ مسمیٰ وملقب بہ جکھنی وال اند. وجہ تسمیہ گویند کہ سید سرخ [فرخ] مذکور اولاً در موضع جکھنی کہ از عملہ نارنول است (۳۳)، سکونت نمودہ بود. بعد از آنجا اولادش در نارنول تشریف فرمود، و یا از موضع مذکور علاقہ ملکیت داشتہ باشد. و عرس سید نور الدین مبارک بہ قول آنھا در نارنول بہ شب و روز دوازدھم جمادی الاول می کند [می کنند].

سید نظام الدین کہ پسر دوم سید نور الدین مبارک است. مزار ایشان نیز در دہلی بہ جانب غربی متصل و برابر مزار پدر بزرگوار خود است و ایشان را پسری بود نجم الدین قلندر نام. چنانچہ اخبار اکثر کتب گلزار الابرار [گلزار ابرار] از تحت شاہ نجم الدین مندوی خدیو دل خرسند خداوند، ہمت بلند، پور سید نظام الدین بن سید نور الدین مبارک غزنوی است. و نسبت ارادت از شیخ خضر رومی کہ مرید خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بودند درست ساختہ، غوث و قطب بودند. کہ در اندم ہندوستان سلسلہ قلندریہ بہ ایشان انتساب و انتظام دارد. و...... دویست سال عمر دریافتہ. در ایام سلطان ہوشنگ غوری بن دلاور خان بہ وقت نماز دیگر در سنہ ہشت صد و پنجاہ [و دو] ہجری در صوبہ مالوہ وفات یافت و قبر در مندو مشھور است. (۳۴)



وگفتار جماعۃ اولاد سید نور الدین مبارک مرا بدست است کہ آن سال سید نجم الدین قلندر درین روزگار باقی نیست و نماندہ. و سید محمد معظم و محمد حفیظ وغیرہما چند کس سکان محلہ سید واڑہ و محلہ پھلواری کہ از محلہ ہای دہلی کہنہ اند.

سید حسام الدین نام را برادر نجم الدین قلندر مذکور قرار دارند و خود ہا را از نسل سید حسام الدین مذکور بن سید نظام الدین بن سید نور الدین مبارک می شمارند. و میر کریم الدین بن سید زین العارفین کہ از چند سال او را بہ قصبہ کول سکونت و فرود است. برادر زادۂ سید محمد معظم است.

سید عزیز اللہ صاحب تاج کہ خردترین ہر سہ پسران سید نور الدین مبارک غزنوی است [۶۸ الف]، مرید و خلیفۂ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی است، بودند. و مزار ایشان نیز در روضۂ پدرِ خود سید نور الدین مبارک بہ جانب غربی متصل و برابر مزار برادر خود سید نظام الدین است. و سید منصور کہ پسر سید عزیز اللہ صاحب تاج مشھور است، مزار ایشان نیز بہ جانب غربی متصل و برابر مزار پدر بزرگوار خود مسطور است.

و ایشان را پسری بود مسمیٰ بہ امیر کبیر کہ مزارش نیز بہ جانب غربی متصل و برابر مزار پدر بزرگوار خود است. و سید عزیز الدین نام بن سید امیر کبیر کہ در آن ایام بہ قدرت قدیر مقتدای تمام انام بود. چنانچہ ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاہی ارقام نمود کہ عصر سلطان غیاث الدین بلبن خیر المعاصر بود کہ در عصرش شیخ الاسلام سید قطب الدین جد بزرگوار قضات بداؤن و سید جلال پسر سید نور الدین مبارک و سید عزیز الدین و سادات گردیز بہ حسب و نسب صاحب کمال و عدیم المثال بودند. و بہ تحریر سیر العارفین، سید قطب الدین مذکور برادر زادۂ سید نور الدین مبارک مسطور است. (۳۵) و مزار سید عزیز

الدین مزبور نیز در دهلی به جانب غربی متصل و برابر مزار پدر بزرگوار خود مشهور است.

اگر چه موافق ارقام نساب الاتقیا و تکملة الانساب بزرگ ترین پسران سید نور الدین مبارک سید جلال است. لیکن در معاصرت سید جلال مذکور سید عزیز الدین بن سید امیر کبیر بن سید منصور بن سید عزیز الله صاحب تاج بن سید نور الدین مبارک در یک عصر مسطور منقضی و مستدل براین ست که سید جلال خرد و سید عزیز الله صاحب تاج بزرگ ترین پسران سید نور الدین مبارک باشند. یا سید جلال عمر طویل کمال یافته باشد. و یا سید عزیز الدین معاصرش که در ضیا برنی مرقوم است (۳۶)، شخصی دیگر باشد.

و سید عزیز الدین را پسری بود سید قمر الدین ابو المکارم که مزارش نیز در روضهٔ سید نور الدین مبارک در دهلی است. و از ایشان سید محمد سیوری که متولد شد، مزارش در سیور نواح پورب واقعه [واقع] شد. (۳۷)

و ایشان را پسری بود و سید نظام الدین که قبرش نیز در روضهٔ منوره جد خود سید نور الدین مبارک در دهلی است و سید نظام الدین مذکور را سه پسر بودند: یکی سید جلال الدین، دوم سید جمال الدین، سوم سید معز الدین که هر سه از دهلی منتشر و متفرق شدند. اما قبر سید معز الدین [در] قصبه اندری (۳۸) است. (۳۹) و پسر ایشان حضرت مخدوم سید فرید الدین نام در سامانه (۴۰) تشریف برده، سکونت و قیام فرمودند که در انجا مدفون اند. (۴۱) و از ایشان سید برهان الدین متولد شدند. (۴۲) و ایشان را پسری بود سید عبد اللطیف ملقب به سید منجها که درین ایام تمام اولاد سید فرید الدین در سامانه صد کس که باشند این جماعت سادات ملقب به [۶۸ ب] قبیلهٔ سید منجها مشهور اند. و از تبرکات پیراهن سید نور الدین مبارک که آن را در شب از حضرت علی کرم الله وجهه نسبت می شدند و پیراهن



و دستار خواجه قطب الدین که سید عزیز الله صاحب تاج را به خلافت عطا نموده بودند، به خانهٔ سید جمال ولد سید شمس الدین در سامانه موجود دارند.

و سید عبد الوهاب نام از نبایر سید فرید الدین مذکور به طلب علمی که رفته بودند از مدتی در سهارن پور سکونت نمود. اولادش نیز در سهارن پور (۴۳) موجود است. (۴۴)

و بعضی از اولاد سید فرید الدین از سامانه رفته در سرهند (۴۵) نیز سکونت نموده اند. و از ابتدا تا این زمان ازین جماعت سامانیه مردم اهل علم و عمل و عمدة الاعیان بوده، مستثنٰی و ممتاز شرفای هندوستان اند.

چنانچه میر محمد احسن عرف معانی خان شاعر که تخلص ایشان ایجاد (۴۶) است، نسب شریف ایشان از هفت واسطه به مخدوم سید فرید الدین سامانی بن سید معز الدین مذکور بن میران. چنانچه پدر بزرگوار ایشان سید محمد محسن ابن سید محمد تقی ابن سید ابن الرسول ابن سید رفیع الدین ابن سید محمود حافظ ابن سید عبد اللطیف عرف سید منجها ابن سید برهان الدین ابن حضرت مخدوم سید فرید الدین سامانی قدس سرهم است. و ایشان به سبب روزگار سرکار سلاطین در سامانه تشریف آورده که به دهلی سکونت و قیام فرمودند. روضهٔ متبرکه جد خود حضرت سید نور الدین مبارک را از سر نو ترتیب و انتظام دادند. و اکثر قبور در روضهٔ مذکور که منهدم و مستور شده بودند. موافق ارقام سطور نساب الاتقیا باز به ظهور رسانید، و عرس سید نور الدین مبارک تاریخ سیزدهم ربیع الآخر می نمودند. و نسخهٔ تکملة الانساب و شاهنامه بادشاه محمد فرخ سیر ایشان درست ساخته اند. (۴۷) و وفات میر احسن بیست و هفتم ربیع الاول سنه یک هزار و یک صد و سی هجری به سال اول محمد شاه بادشاه در دهلی اتفاق افتاد. و قبر ایشان نیز اندرون روضهٔ سید نور الدین مبارک در دهلی

مقابل دریچۂ روضۂ مذکوره واقعه [واقع] شده. بنده درحین حیات استحضار ایشان قدم بوسی کرده بودم، حالا زیارت مزار نیز نمودم.

میر محمد اصلح پسر ایشان نیز نیک کردار که درین روزگار منصب دار بوده، درحویلی پدر خود نزد کابلی دروازه دہلی کہنه به سکونت بحال و برقرار است. خدای تعالیٰ ایشان و اولاد ایشان راالیٰ یوم القیام بسلام دارد، چنانچه رباعی ساختم:

ز نور الدین مبارک نسل بسیار
ازان اصلح محمد اصل اخیار
پدر او میر احسن اہل معنی
معانی خان خطابش شد سزاوار

وبنده [**۶۹الف**] از اکثر اولاد سید فرید الدین سکان سامانه به ملازمت رسید. سید عبدالرزاق نام ولد سید حسین فیما بین این جماعت نیز موصوف به جمیع صفات دید. و بعضی سادات سکان شاه آباد (۴۸) سید ابا بک نام را برادر مخدوم سید فرید الدین سامانی قرار می دهند (۴۹) وخود را از نسل سید ابا بک بن سید معز الدین بن سید نظام الدین مذکورین می شمارند. (۵۰) لیکن جماعت ایشان سید فرید الدین سکان سامانه بر آنها به عدم علم خود اظهار دارند.

سید جلال الدین و سید جمال الدین هر دو برادران سید معز الدین مذکور ابنای سید نظام الدین ابن سید محمد سیوری ابن سید قمر الدین ابوالمکارم ابن سید عز الدین ابن سید امیر کبیر ابن سید منصور ابن سید عزیز الله صاحب تاج ابن سید نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہم، از دہلی ...... منتشر و متفرق شدند و قبور هر دو برادران مذکوران در نواح



قصبه خورجه (۵۱) شمرده. وایشان هر دو برادر [در] موضع پنکھور از توابع پلول (۵۲) میوات (۵۳) که به ثبات الحال جماعت مردم یک هزار باشند، سکونت بحال وقرار دارند. و بعضی از انجا در قصبه پلول، در موضع محی الدین پور عمله پرگنه تپل سکونت نیز اختیار نموده.

قطب الدین علی خان نام که یکی از امرای ناموران است. و در اوایل ایام بادشاه محمد شاه به فوجداری مندو (۵۴) مالوه (۵۵) قیام داشت. از اولاد کثیر سید جلال الدین ابن سید نظام الدین مذکورست. واز جماعت ایشان سید جمال الدین ابن سید نظام الدین مسطور سید میر مروان سنی مشهور است، چنانچه رباعی ساختم:

چو سید اصل قطب ا لدین علی خان
ز نور الدین مبارک نسل می دان
ازان مردم که در پنکھور باشد
دران مشهور و سنی میر مروان

و هر دو جماعت مذکوره سکان سامانه و پنکھور معروف و مشهور ترین ایشان سید عزیز الله صاحب تاج بن سید نور الدین مبارک غزنوی اند که تمام انام بر ثبوتِ نسب کرام ایشان حرفی و حکایتی ندارد. اما از ینها جماعت سامانه که اہل کتب و خبر دارند، بر سکان نارنول از ایشان سید جلال بن سید نور الدین مبارک اقرار و اخبار می دهند، لیکن سید محمد معظم و محمد حفیظ وغیر ہما مذکوره سکان دہلی که خود را از ایشان سید حسام الدین بن سید نظام الدین بن سید نور الدین مبارک شمار و قرار می دهند. هر دو جماعت سامانه و پنکھور بر آنها به عدم علم خود اظهار دارند، بلکه به دلیل عدم قبضیت آنها بر روضۂ متبرکه سید نور الدین مبارک باوجود سکونت آنها از ابتدا تا بدین ایام در دہلی انکار عام و تبرای تام دارند.

واین مؤلف راجی محمد از اولاد شیخ جمال کولوی نبیرهٔ شیخ نظام الدین ابوالموید که از
کتب[۶۹ ب] معتبرین مذکورین خواهرزاده مقربی حضرت سید نورالدین مبارک
غزنوی است، چنان گوید که از ابتدا تا انتها اولاد سید نورالدین مبارک هر دو جماعت
سامانه وپنکھور از آباواجداد خود مستمندم. حالا جماعت دیگران نیز دیدم وشنیدم چون
این مبارک نامه از احوال نورالدین مبارک بروزی یکشنبه بست ونهم شعبان سنه یک
هزار ویک صد وپنجاه ہجری اختتام وارقام گردید، موافق آن یک بیتی به خاطرم رسید،
بیت:

هزار یک صد و پنجاه سال از ہجرت
شد این مبارک نامه ز نور دین مثبت

[۷۰ الف]



## ضمیمه: الف

شیخ الاسلام، شیخ وقت، حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید نبیره حضرت خواجه عبد
الرحمٰن شمس العارفین غزنوی(۱) وخواهرزاده سید السادات امیر سید نورالدین مبارک
غزنوی امیر دہلی وجد قریب حضرت شیخ جمال شمس العارفین کولوی قدس سرہم العزیز، از
غزنین به ہندوستان تشریف آورده. به علاقه شیخ الاسلامی وصاحب ولایتی میان دوآب
ہمچو آفتاب اندرون قلعه قصبه کول مذکور که معروف به کول وجلالی است، سکونت ورزیده.
وبیرونش به خواب گاه ومقبره آن سرزمین را زیب وزینت بخشیده. وچشمهٔ فیض به خارق
[خوارق] وکرامات از مزار شریف ایشان مثل حین حیات جاری است، بلکه تسخیر قلعه
مذکور به برکت قدوم حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید مسطور معروف ومشهور است.
چنانچه از ملفوظ عزالدین [۴ب] دہلوی که از نبایر سید السادات، امیر سید نور
الدین مبارک غزنوی است وآن تصنیف محمود بن مسعود اصفهانی المکتوبه به سنه ثلثین و
سبعمایة که به نظر درآمده بالتصریح چنین معلوم می شود که جناب سید السادات آن امیر سید
نورالدین مبارک غزنوی خواهرزاده وخلیفهٔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شهاب الدین
سهروردی. باحکام شیخ الانام مسطور ماموراً بالهام اعانة للاسلام مع اقربا خویش در جنگ
مذکوره مقدم الجیش لشکر سلطان معزالدین محمد سام بودند که تا به اذن حضرت شیخ الشیوخ و
به برکت قدوم ایشان نصرت وفتح گشت. بنا برآن سید السادات ملقب به لقب شیخ
الاسلامی وامارات دہلی معروف ومشهور شد.
ورفتار اخبار کتاب غوثیه ملفوظ نجم الدین قلندر غوث الدهر مندوی ولد سید نظام

الدین ابن سید السادات امیر سید نور الدین مبارک غزنوی امیر دہلی نیز بر این گفتار
است، پس ازین کنایہ معلوم می شود کہ حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید ہمراہی مرشد و
خال خود کہ سید السادات امیر سید نور الدین مبارک غزنوی امیر دہلی است بودند. چونکہ
ایشان اقربا سید السادات مذکور مقرری اند لیکن زبدۃ الواصلین، حضرت مخدوم شیخ جمال
شمس العارفین کولوی کہ مزار شریف ایشان نیز پائین مزار جد بزرگوار خود حضرت شیخ
نظام الدین ابوالموید مذکور است، درہمان مقبرہ مسطورہ در کول است.

برغم و زبان انام آن دیار بہ اسم و رسم و کشف و کرامات و خرق عادات بسیار
اشتہار دارند کہ سکان نواحی آنجا ہمہ اقوام از ہنود و اہل اسلام بہ اطاعت و انقیاد بہ
زیارت مزار شریف ایشان شب و روز اژدہام علی الدوام قیام دارند. تا آنکہ نسبت
مقبرۂ مذکورہ بہ زبان عوام بہ اسم حضرت شیخ جمال مذکور زبان مسمیٰ و مشہور است. و از
ابتدا مدت مذکورہ تا حال اولاد حضرت شیخ در قصبہ کول و جلالی مذکورہ ہزاران ہزار
جماعت کثیر بہ اقسام [و] انواع فقیر صاحب ولایت و اسرار و ہمہ امیر وہم......شہرہ
شدہ. بہ کامرانی سکنہ آنجا بالاختیار مدار کار و بہ شرافت و نجابت اہل اعتبار کہ دران نواح
بہ افتخار حسب و نسب نہایت ممتاز و آشکارند. [۵ الف]

**(اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال، ۴ب-۵ الف ب)**



## ضمیمہ: ب

شیخ نظام الدین ابوالموید قدس سرہ، نبیرہ شمس العارفین، جد قریب شیخ جمال
کولوی کہ معاصر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی است. از غزنین بہ ہندوستان تشریف
آوردہ، بہ قصبہ کول کہ واقعہ [ واقع ] درمیان دوآب فیما بین دہلی و آگرہ است،
سکونت فرمود. اگر [چہ] نسل ایشان در قصبہ کول و دہلی و اندوبی و مواضع پلکھنہ و نانون
عملہ پرگنہ جلالی، قریب پانصد کس باشند، لیکن چون حوادث ہلاکو خان و سلطان علاء
الدین جہان سور غوری و ہدف بارہا کہ بر غزنین واقعہ [ واقع ] گشت بہ مکان آنجا بارہا
بہ ہلاکت و فرار و انتشار رسیدہ اند. تاہم درین ایام کہ سنہ یک ہزار و یک صد و پنجاہ ہجری
است، خواجہ محمد طالب ولد خواجہ محمد غالب و خواجہ محمد برقی ولد خواجہ افضل و غیرہا ہمہ دہ
کس باشند از اولاد پسری شمس العارفین در غزنین سکونت و قیام دارند. و اولاد دختر شمس
العارفین درانجا بسیار، اما ازانہا خواجہ محمد سعید ارباب غزنین ولد خواجہ اسمٰعیل ابن خواجہ
محمد نجات نامدار و اشتہار دارد. و چون خواجہ محمد سعید مذکور و ملک رضی خان کہ از اقرباء
ایشان است از غزنین بہ دہلی رسید. دعا گوی ایشان را دید و بعضی تحقیقات از ایشان شنید
، موافق آن کلک رقم کشید. ملا عبد الرحمٰن در زمان بابر سلطان از اکابر غزنین مردی
دانشمند متقی و متدین بسیار و مدرس پرہیزگار بود. چنانچہ در واقعات بابری ارقام نمود. (۱)

بہ زبان ملک رضی خان چنان استماع و اظہار کہ ملا عبد الرحمٰن مذکور از اولاد
حضرت خواجہ شمس العارفین نیز بالیقین مشہور و نسب این مولف راجی محمد نبیرہ شیخ جمال
کولوی بہ نوزدہ واسطہ از شمس العارفین انتساب دارد کہ مفصل بہ ظہور خواہد گردید. چنانچہ،

بیت:

چون داعی با وسایط نوزده کس<br>
بحضرت خواجه منسوب است پس بس

شیخ نظام الدین ابوالموید قدس سره، زبدة العارفین وعمدة المحققین، نام شریف نظام الدین وآن ناظر وجود مطلق درمقید، کنیت ایشان ابوالموید است. چنانچه، ابیات:

آن عرعر بوستان عرفان<br>
وان خاصه ز خواجگان رحمان<br>
اورنگ نشین کشور شرع

[۷۷الف]

سلطان طریقت است در ورع<br>
سر حلقه عارفان قدما<br>
سر دفتر مقبلان بینا<br>
گلدسته بوستان توحید<br>
نوخاسته نخل باغ تفرید<br>
می بود امام در شریعت<br>
آگه ز طریقت و حقیقت<br>
شاه بدو عالم است بی تاج<br>
عالم بدعای اوست محتاج<br>
فرمان روای ملک تمکین



اعنی که نظام ملت دین<br>
در طاعت حق ز جان مقید<br>
مقبول ازل ابو الموید

ونسب کرام از چهار واسطه اجداد عظام به صدق و یقین بخواجه عبدالرحمٰن شمس العارفین غزنوی که به پنج واسطه نسل ابوعبیده جراح قریشی الفهری که از صحابه کرام عشره مبشره امین امت است (۲) انتظام قیام دارد. چنانچه پدر بزرگوار ایشان شیخ جمال الدین ابوسعید ابن شیخ جلال الدین ابونصر ابن شیخ جمال الدین ابومحمد تاج العارفین ابن خواجه تاج الاولیا ابن خواجه عبدالرحمٰن شمس العارفین قدس سرهم العزیز است. ومزارات هر پنج کس از [در] غزنین است. چنانچه، ابیات:

نظام الدین حضرت بو الموید<br>
ز شمس العارفین نسل جید<br>
جمال الدین پدر وش هم<br>
لقب او بو سعید و بود فافهم<br>
ز بونصر جلال الدین پسر او<br>
جمال الدین ابو محمد پدر او<br>
چو تاج العابدین القاب او شد<br>
ز تاج الاولیا انساب او شد<br>
خلف حضرت که خواجه عبدالرحمٰن<br>
به شمس العارفین غزنین لقب دان

به پنج اوساط نسل بو عبید جراح
امین امت از اخبارات صراح
ز ده یار بهشتی بالیقین است
ردیف حج وداع مرسل همین است

که اشراف قریش او بود. چون فهر ز اجداد نبی او هم ازین ظهر. اگر چه از اکثر کتب ضمناً مفهوم لیکن در سیر العارفین و جواهر فریدی و تاریخ فرشته بالتصریح چنان مرقوم که والده ماجدهٔ ایشان حضرت بی بی ساران نام بنت سید عبدالله ابوالفضل حاج که دران ایام عفت و عظمت تمام داشت. این همشیرهٔ حقیقی شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی امیر دهلی بودند (۳) که نسب شریف ایشان از ده واسطه به حضرت زید شهید بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی الله عنه می رسند. چنانچه در احوال سید نور الدین مبارک بالتفصیل به صدر گذشت.

وحضرت بی بی ساران به سبب برادر و پسر خود از غزنین تشریف آورده به دهلی که ماند حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی را نیز برادر خواند و قبر بی بی ساران به دهلی قدیم در پهلوی چپ نماز مسجد گاه کهنه که قبر خواجه قطب الدین بختیار پس پشت آن واقعه [واقع] شده. (۴)

و از ملفوظ عزالدین و غوثیه نجم الدین قلندر و تاریخ تنقیح الاخبار، سید نور الدین مبارک خلیفه و خواهر زادهٔ حضرت شیخ الشیوخ [۷۷ب] شیخ شهاب الدین سهروردی مقرر باشد. پس حضرت بی بی ساران نیز به طریق اولیٰ خواهر زادیِ شیخ الشیوخ مقرر اند. چنانچه، ابیات:



چو بی بی ساره مادر آن نکو اصل
که دختر سید عبد الله ابو الفضل
بود همشیره خوانده قطب کاکی
بدهلی مرقدش نزدش بپاکی
چو حالش مقتدایش معنوی بود
که نور الدین مبارک غزنوی بود
بدین اکثر ز ملفوظات عالی
چو سیر العارفین ملا جمالی
شهاب الدین شیخ از سهروردی
که خال خال بودزان شی پرورد [کذا]
ثبوتش می کنند تنقیح اخبار
هم از ملفوظ عزی گشته اظهار
هم از غوثیه نجم الدین قلندر
همین ملحوظ گردید ای برادر!

در مجموع الفواید (۵) عبدالعزیز ابن ابا بکر مصلّی برادر [بردار] سلطان المشایخ [شیخ نظام الدین] اولیا و در شمس المفاخر محمد رضا پانی پتی می آرند که در تحفة الابرار فی کرامات الاخیار (۶) که از ملفوظات معتبره سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا بداونی قدس سرهٔ است گذارش یافته که قطب الابرار خواجه اجل سرزی قدس سرهٔ روزی به وقت شام به خانهٔ والا شیخ نظام الدین ابو المؤید تشریف که فرموده والدهٔ شیخ نظام الدین ابو

المویدنشستہ بود، چند دانۂ انار در دامن آن قدسیہ فرو ریختہ بازگشت وفرمود کہ ترا فرزندی بزرگ وار نصیب خواہد شد. ازان است کہ بعد مرور ایام بہ خانۂ شیخ الاولیا شیخ جمال الدین ابوسعید قدس سرہٗ خلف رشید شیخ نظام الدین راابوالموید در بلدہ غزنین کہ دراصل زابل نام دارد تولد وظہور نمود.

ونسبت ارادت شیخ نظام الدین ابوالموید آبای بہ دو جہت است: یکی از جانب پدر بزرگوار بہ خواجہ شمس العارفین غزنوی می رسد. دوم از جانب خال خود سید نورالدین مبارک بہ خال خال ایشان کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی است می رسد.

چنانچہ بعینہٖ عبارت کلمات الصادقین و گلزار الابرار [گلزار ابرار] است کہ شیخ نظام الدین ابوالموید نبیرۂ شمس العارفین از مشاہیر بزرگان زمان سلطان شمس الدین ایلتمش [ایلتتمش] ومعاصر خواجہ قطب الدین است. (۷) از خدمت پدر بزرگوار و خال فرخندہ آثار خود اکتساب فضایل صوری وکمالات معنوی کردہ تلقین طریقت یافتہ و بہ ملازمت بر خال خود شیخ عبدالواحد ابن شیخ احمد غزنوی کہ پیر سید نورالدین مبارک بود رسیدہ نیز فیض فراوان گرفت (۸) وخواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ دیدار او را فرخ آیینۂ یزدانی دانستند وپیوستہ عاشق صحبت وی بودند، بہ خاطرم رسید کہ شیخ [شیخ عبد الواحد ابن] احمد غزنوی آن باشد کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اورادر غاری بیرون شہر شام دریافتہ کہ بر [۷۸ الف] دروازۂ او دو شیر قیام داشتند، واز نصایح گرفتہ اند. چنانچہ در احوال خواجہ معین الدین چشتی گذشت.

اگر چہ از سیر العارفین و جواہر فریدی ضمناً معلوم. اما در تاریخ فرشتہ بالتصریح چنان مرقوم است کہ شیخ نظام الدین ابوالموید خلافت از حضرت خواجہ بختیار اوشی قدس



سرہ، تعجب ندارد کہ از ایشان نیز خلافت رسیدہ باشد. (۹)

ودر فواید السالکین شیخ فرید گنج شکر قدس سرہ منقول است کہ روزی خواجہ قطب الاسلام در فواید بودند کہ طعام آوردند، خواجہ و درویشان بہ خوردن طعام مشغول شدند کہ شیخ نظام الدین ابوالموید در آمد وسلام [کرد]. [خواجہ قطب الاسلام] بروہیچ التفات نکرد و جواب سلام ہم نگفت. شیخ نظام الدین ابوالموید را گفتن از حد دشوار نمود. چون از طعام فارغ شدند. شیخ نظام الدین ابوالموید سوال کرد وگفت کہ ما در آمدیم وسلام کردیم، شما چرا جواب سلام باز ندادید؟ خواجہ قطب الاسلام فرمود کہ ما در طاعت بودم، چگونہ شمارا جواب سلام گویم، زیرا کہ درویشان کہ طعام می خورند از برای قوت عبادت می خورند، چون نیت ایشان این باشد پس گوی ایشان در عین طاعت باشند وکسی در طاعت باشد او را نبود کہ جواب سلام گوید و بندہ را نیز روا نیست کہ سلام گوید. فاما باید شنید در طعام خوردن مشغول باشد، چون از طعام فارغ گردد. بعد ازان برخیزد وسلام گوید." [۷۸ ب] (۱۰)

......ومعاصرت شیخ نظام الدین ابوالموید بہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہما از زمان شمس الدین ایلتمش [ایلتتمش] بالیقین است، چنانچہ گذشت لیکن بہ خاطرم چنان رسد کہ جناب شیخ نظام الدین ابوالموید ہمراہی مرشد وخال خود سید نورالدین مبارک غزنوی اولاً در ایام سلطان معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری از غزنین بہ دہلی تشریف آوردہ باشند. چنانچہ در احوال میر سید نورالدین مبارک بہ ارقام رسیدہ کہ جناب شیخ الاسلام سید نورالدین مع اقربا [و] خویش مقدم الجیش سلطان معز الدین محمد سام بودہ، [بہ] ہندوستان اقدام فرمودہ اند. بعد ازان چون

جناب شیخ الاسلام، شیخ نظام الدین ابو المويد قدس سره به علاقه شیخ الاسلامی وصاحب ولایتی میان دو آب از دہلی تشریف آورده به قصبه کول که واقعه [واقع] درمیان دو آب گنگ وجمن فیما بین دہلی وآگره است، ہچواقناف [اکناف] سکونت وقیام فرمود که تا رواج اسلام درانام آنجا ظاہر نمود. چنانچه، بیت:

ز قطب الدین، شمس الدین معاصر

بکول آمد ز غزنین دین ناصر

لیکن درعرف عوام سکان قصبه کول مشہور......" [۸۰الف]

(**اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال**، ۷۷الف-۸۰الف)

## ضمیمہ-ج

ماه ذی الحجه سنه اربع وثمانین وخمس مایة دولت پای بوس حاصل شد. سخن درج گذاردن افتاد. قاضی حمید الدین ناگوری ومولانا علاء الدین کرمانی وسید نور الدین مبارک غزنوی وسید شرف الدین وشیخ محمود موزه دوز ومولانا فقیه خدای داد وہر یکی کسانی بودند که از عرش تاتحت الثریٰ پیش نظر ایشان حجاب نبود وصاحب کشف و کرامات بودند.

(گنج شکر، شیخ فرید الدین، **فواید السالکین**، دہلی، مطبع مجتبائی، ذی الحجه ۱۳۱۰ھ، ص ۲۵)



## ضمیمہ-د

سید مبارک غزنوی از خلفای شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین السہر وردی است. چون به وجود آمد، والد ماجد اورا به خدمت شیخ برد. شیخ دید وفرمود: ہومنا. چون به خانه آمد. بعد چند روز بیمار شد وبه ظاہر چنان شد که گویا مرده است، مگر والد او در تدفین توقف ساخت وگفت که شیخ درحق او فرموده است: ہومنا، واورا از شیخ نصیبی خواہد بود. او چگونه پیش ازین به میرد وبه خدمت شیخ حاضر شده، حال به عرض رسانید. حضرت شیخ فرمود که شاید سکته باشد ویاران را گفت: بیایید! به بینم. آمده، دید وچادر از روی او کشید وفرمود: صحیح است. پس به افاقت آمد وگریه کرد، وہرگاه به بلوغ رسید، شیخ تربیت فرمود وخلیفه خود گردانید وبه غزنین برای ہدایت وارشاد فرستاد.

(قلندر، مولانا محمد علی انور، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح**، لکھنؤ، مطبع مجمع العلوم، ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء، اول، ص ۱۹:

-**انتصاح عن ذکر اہل الصلاح مع تتمہ المسمی بہ ایضاح فی ترجمة اہل الصلاح**، تتمہ، شاہ مولانا محمد حبیب قلندر، لکھنؤ، اصح المطابع آسی پریس، ۱۳۲۷ھ، دوم، ص ۲۶-۲۷)

## ضمیمہ-ہ

اضعف العباد، تراب اقدام خاندان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احمد معین سیاہ پوش علوی (۱) ساکن خطۂ ایرج نبیرۂ سید السادات، منبع العلوم والسعادات، فخر آلِ یٰسین، فلذۃ کبد البتول، نورعین الزہرا، انور الارض والسماء، متبرک الخلق فی العٰلمین، ناصح الملوک و السلاطین، المخصوص بعنایت رب العٰلمین، نورالحق والدین سید مبارک غزنوی اظلہٗ اللہ تحت ظلال مغفرتہ ونور قبرہٗ بنور رحمۃ کہ یکی از بزرگان ساداتِ خطۂ حضرت دارالملک دہلی بودہ اند.

(احمد برنی، شیخ، **سراج الهدایه**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، دہلی، انڈین کاونسل آف ہسٹاریکل ری سرچ، ۱۹۸۳ء، ص ۲۰)

## ضمیمہ-و

آن سید عالی مقام، آن متکلم بہ کلام والہام، آن ناظر جمال معنوی، پیر وقت سید نورالدین مبارک غزنوی قدس سرہ، مقتدای روزگار و شیخ الاسلام حضرت دہلی بود.

(چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، خطی، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، کامران بیگ ساکن بلدہ برہان پور، ۲۱ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ، نمبر ۶۵۴ س س، ۱/۲۵۰ الف:

-**مراۃ الاسرار**، تحقیق و اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، رجب ۱۴۱۲ھ، ص ۶۷۵)



## ضمیمہ-ز

خلاصۂ دودمان، سید نورالدین مبارک غزنوی مرید شیخ شہاب الدین سہروردی، عزیز با کمال، صاحبِ وجد و حال، مسند نشین بساط ہدایت، صدر نشین صفۂ رشادت بودہ.

(حبیب اللہ، **ذکر جمیع اولیای دہلی**، بہ تصحیح و تعلیقات، دکتر شریف حسین قاسمی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ری سرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ۸۸-۱۹۸۷ء، اول، ص ۱۵)

## ضمیمہ-ح

آن سید والا منزلت، آن ولیِ معلّیٰ منقبت، آن مستغرق بہ جمال معنوی، پیر وقت سید نورالدین مبارک غزنوی، مقتدای روزگار شیخ الاسلام حضرت دہلی بود......

کمالیت سید نورالدین زاید از حوصلۂ تحریر است، بہ غرہ محرم شش صد وسی و دو آبہ دہلی وفات، متصل [حوض] شمسی مدفن یافت.

(اشرف، وجیہ الدین، **بحر زخار**، تصحیح و تدوین، آذرمیدخت صفوی، علی گر، مرکز تحقیقات فارسی دانشگاہ اسلامی/ دہلی نو، مرکز تحقیقات فارسی رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی، اسفند ماہ ۱۳۹۲ش/ مارس ۲۰۱۴ء، ۲/۳۱۴)

## ضمیمہ-ط

سید نورالدین مبارک غزنوی مرید وخلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی بود واز شیخ اجل شیرازی نیز نعمت یافتہ. مقتدا و شیخ الاسلام دہلی بود در زمان سلطان شمس الدین التمش [ ایلتتمش ]، و او را امیر دہلی می گفتند. مقبرۂ او در دہلی جانب شرقی حوض شمسی است. ووفات او غرہ محرم سنہ شش صد وسی ودو بود.

(بدخشی، عبدالفتاح بن میر محمد نعمان، **مفتاح العارفین**، خطی، لاہور، جامعہ پنجاب لائبریری ،ذخیرۂ شیرانی، ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ، نمبر ۱۶۱۳/۴۲۶۳، ۱۴۳ب)

## ضمیمہ-ی

در رسالہ غوثیہ مذکور است کہ حضرت غوث [ سید نجم الدین قلندر ] می فرمود کہ چون شیخ المشایخ فرید شکرگنج بہ زیارت شیخ قطب الدین بختیار اوشی آمدند. پدر بزرگوار من شیخ نظام الدین غزنوی مرا نزد شیخ برد، در قدمش افگند. شیخ کلاہ خود بر سر من نہاد و گفت: این یکی از ما خواہد بود. و من در آن وقت دہ سالہ بودم...... وہم در رسالہ غوثیہ است از کہ حضرت غوث نخست از بدلا بود، پس قطب شد، پس غوث شد، در زمین و آسمان فرد الفرد شد.

(کاکوروی، شاہ تراب علی قلندر علوی، **مجاہدات الاولیا**، لکھنؤ، حسن برقی پریس، ۱۸۷۶ء، ص ۲۱۰، ۲۱۲: ایضاً، **اصول المقصود**، خطی، ص ۳۳: مطبوعہ، ص ۴۳)



## ضمیمہ-ک

حضرت غوث [ سید نجم الدین قلندر ]......اجازت و خلافت سلسلہ قادریہ و سہروردیہ از پدر بزرگوار خود سید نظام بن سید مبارک غزنوی یافتہ وایشان از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی یافتہ. وایشان سلسلہ سہروردیہ از عم خود ابوالنجیب سہروردی یافتہ. و سلسلہ قادریۂ از حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی بلا واسطۂ عم خود یافتہ. و روایت دیگر اینست کہ سلسلۂ قادریہ ابونجیب سہروردی از قطب ربانی محبوب سبحانی و شیخ شہاب الدین سہروردی از عم خود یافتہ وہر دو ثابت و متحقق و در نفحات وغیرہ آن مذکور است.

(قلندر، شاہ مسعود علی، **فصول مسعودیہ**، ص ۴۷)

## ضمیمہ-ل

بحق قبلۂ عرفان نوردی
شہاب الدین امیر سہروردی
بحق سید حامی اسلام
کہ بود او را مبارک غزنوی نام
بحق پیرو سالار مدنی
نظام الدین رئیس ملک غزنی
بحق روح نجم الدین قلندر
بغوث الدہر در آفاق اظہر

(**بیاض**، نژالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، ص ۳۷-۳۸)

## ضمیمہ-م

مرزا محمد احسن ایجاد تخلص از سادات صحیح النسب است، از سامانہ من مضافات سرہند. سید صاحب کمال ہنرمند بود. سلسلۂ نسبش بہ سید نور الدین مبارک غزنوی کہ ذکرش در اخبار الاخیار مسطور است می رسد. یکی از اجدادش در دہلی بہ موضع اندری واز آنجا بہ قصبہ سامانہ رفتہ ساکن شد. ولادتش در انجا رونمودہ. بعد تحصیل علوم متداولہ بہ دہلی آمدہ و چندگاہ با مرزا بیدل بودہ؛ من بعد رفیق خیر اندیش خان عالمگیری حاکم اودھ گشت. در زمان شاہ عالم بہادر شاہ بہ خدمت نظام الملک آصف جاہ پیوستہ ملحوظ نظر عنایت نواب عالی قدر گشتہ بہ وکالتش در سرکار شاہزادہ عظیم الشان بن شاہ عالم بہادر شاہ ماند. از حاضر باشی بسیار بہ توجہ شاہزادہ بہ منصب شش صدی سرفراز شد. ودر زمان محمد فرخ سیر بادشاہ مورد الطاف سلطانی گشتہ مخاطب بہ معنی یاب خان و مامور بہ نظم حالات آن بادشاہ گردید، بعد ہفتہ آنچہ نظم می کرد. از نظر بادشاہ می گذرانید و ہزار روپیہ انعام می یافت. در سنہ یک ہزار و یک صد وسی وسہ در اکبرآباد وفات یافتہ، از وست.

گرفتاری و زیبای بہ یک انداز می تازد
تو گر از زلف می گوئی من از زنجیر می گویم

---

(ہندی، بھگوان داس، **حدیقۂ ہندی**، خطی، قم، کتابخانۂ عمومی حضرت آیۃ اللہ العظمی سید شہاب الدین مرعشی نجفی، ۲۰ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ/ ۲۱ نومبر ۱۷۹۶ء، نمبر ۷۹۰، ۱۸۱الف:
فوٹو کاپی: ڈاکٹر عارف نوشاہی، اسلام آباد)



## ضمیمہ-ن

میر محمد احسن ایجاد، از نجبای سادات سامانہ است. در خوش خیالی و نازک بندی یگانۂ زمانہ صاحب فکر ہای بلند است واز علوم متداولہ نیز بہرہ مند. غزلہای طرحی را بہ قدرت و سامان تمام می گوید ونثر را بہ طرز خاص خود می نگارد. (مردیست بہ اخلاق حمیدہ متصف وظاہر و باطن آراستہ. وصحبت ہای بزرگان دریافتہ وہمہ جا مقبول بودہ واین چند بیت آئینہ دار افکار اوست):

بسکہ پر گردید گوشم از صدای عندلیب
بوی گل گر بشنوم دانم نوای عندلیب
گر سراغی گیری از عاشق فغان آئینہ است
در غبار نالہ باشد نقش پای عندلیب

---

شب نالۂ دوزخ شررم گرم اثر شد
خاکستر دل بال و پر افشاند سحر شد
طومار ہوا یک قلم از شعلۂ آہم
چون کاغذ آتش زدہ افشان شرر شد

---

جلوۂ معنی ندیدم در صفای قیل و قال
سبز شد ہر جا سخن آئینۂ دُر زنگ بود

---

شد غبار آلود کلفتہا زلال زندگی
مشت خاکی از بدن تا بر سر ما ریختند

---

حال سنگینیِ ہجرانِ تو انشا کردم
سطر در صفحہ فرو رفت چو زنجیر در آب

(سرخوش، محمد افضل، **کلمات الشعرا**، بہ تصحیح، صادق علی دلاوری، لاہور، شیخ مبارک علی تاجر کتب، [۱۹۴۲ء]، ص ۸-۹)



## ضمیمہ-س

میر محمد احسن سامانوی ایجاد، شعر کاراوست واختراع انشا شعار. اواز اولادِ سید نور الدین مبارک غزنوی است کہ شیخ عبدالحق دہلوی در اخبار الاخیار ترجمۂ او بہ قلم آوردہ. بعض اجداد ایجاد از دہلی بہ موضع اندری واز آنجا بہ شہر سامانہ نقل کردہ توطن گرفت. ایجاد بعد تحصیل علم از وطن برآمدہ، چندی با میرزا عبدالقادر بیدل عہد رفاقت بست. سپس در سرکار خیر اندیش خان کنبوہ عالمگیری ساکن میرٹھ کہ بہ حکومت چکلہ اٹاوامی پرداخت، رفتہ کمال رشد بہم رساند. و در عہد شاہ عالم ملقب بہ خلد منزل خلف شاہ اورنگ زیب ملقب بہ خلد مکان دامن دولت نواب نظام الملک آصف جاہ کہ ترجمۂ او بالاستقلال می آید گرفتہ وکالت نواب در سرکار شاہزادۂ عظیم الشان خلف شاہ عالم برگزید و بہ این تقریب روشناسی پیدا کردہ از پیش گاہ شاہزادہ بہ منصب سی صدی امتیاز یافت.

و در زمان محمد فرخ سیر بادشاہ ملقب بہ شہید مرحوم ترقی نمودہ بہ معنی یاب خان مخاطب گشت و بہ تحریر شاہ نامہ مامور گردید. آنچہ می نوشت، بعد ہر ہفتہ از نظر بادشاہ می گذرانید، ہزار روپیہ وخلعت وانعام می یافت و حالات بادشاہی تا آخر عہد انجام رسانید. وخود عنقریب در سنہ ثلث وثلثین ومائۃ والف باتمام رسید. او می گوید:

---

شوخ چشمی ہا تماشا کن کہ بازی گوش ما
بعد مردن بر مزار ما گل بادام ریخت

---

رونق محشر شود کثرت عصیان ما
ابر گلستان عفو دامن آلودہ است

---

از اثر خیال او شام و سحر نمودہ ام
صفحۂ صورت پری آئینۂ نگاہ را

---

تا کدامین گوہر نایاب در خود دیدہ بود
گردِ خود گردیدنی ہر حلقۂ گرداب داشت

---

(آزاد بل گرامی، مولانا میر غلام علی، **خزانۂ عامرہ**، کان پور، منشی نول کشور، مئی ۱۹۰۰ء، دوم، ص ۲۸)



## ضمیمہ-ع

''میر محمد احسن ایجاد، از اولاد سید نور الدین مبارک غزنوی است کہ ذکرش در ''اخبار الاخیار'' مسطور است. بعضی اجدادش از دہلی بہ موضع اندری واز آنجا بہ شہر سامانہ نقل نمودہ، وطرح توطن انداخت. میر محمد احسن بعد تحصیل علوم از وطن بر آمدہ، چندی با ''میرزا بیدل'' بسر برد. بعد ازاں رفاقت خیر اندیش خان کنبوہ عالمگیری برگزید، ورشدی تمام بہم رساند، در عہد شاہ عالم دامن دولت نواب آصف جاہ نظام الملک گرفت، ووکالت نواب در سرکار شاہزادۂ عظیم الشان بن شاہ عالم اختیار کرد ودولت روشناسی شاہزادہ حاصل نمود. واز پیش گاہ شاہ عالم بہ منصب شش صدی امتیاز یافت؛ و درزمان محمد فرخ شاہ سیر بادشاہ ترقی کرد و بہ 'معنی یاب خان' مخاطب گشت، و بہ تحریر شاہنامہ مامور گردید. بعد ہر ہفتہ آنچہ می نوشت از نظر بادشاہی می گذرانید، و ہزار روپیہ خلعت وانعام می یافت. وشاہنامہ را تا آخر عہد بہ انجام رسانید. ودر اکبر آباد سنۂ ثلث و ثلثین ومائتہ والف ونسخۂ حیاتش اتمام پذیرفت. اونخل موزون می بندد:

ز تو بود چشم آنم کہ نظر کنی، نکردی
بہ رہ تو خاک گشتم کہ گذر کنی، نکردی
حرف سنگینی ہجران تو انشا کردیم
سطر در صفحہ فرو رفت چو زنجیر در آب

(افتخار، سید عبد الوہاب، **تذکرۂ بے نظیر**، بہ ترتیب وتصحیح، سید منظور علی، الہٰ آباد، سنیت ہاؤس، ۱۹۴۰ء، ص ۲۰)

## ضمیمہ-ف

زبدۂ واصلان درگاہ، شاہ قلندر اللہ خلف شاہ فتح قلندر(۱) کہ بہ سلسلہ سہروردیہ (تعلق داشت کہ) بہ سید السادات سید نور الدین مبارک غزنوی می رسد. مرشد کامل، ہادیِ واصل، بر جادۂ عشق و محبت ثابت قدم، و بر سادۂ تجرید و تفرید مستحکم. ایام طفولیت بہ سیر کوچہ و بازار و نظارۂ ماہ رویانِ گل عذار، شغف تمام داشت و ہم تخم محبت و جذبۂ شوق از تربیت و صحبتِ پدر بزرگ خویش در زمین دل می کاشت. وقت جوانی بہ سمتِ برہان پور رفتہ. بہ ذوقِ یادالٰہی گذرانید و از آنجا سر و پا برہنہ بہ خیرآباد رفت و بعد یک ماہ بہ دہلی رسیدہ. ہموارہ در عرسِ بزرگان برای دیدنِ درویشان و مشائخان می رفت. گاہی با یک لنگ سرخ، سر و پا برہنہ، ژولیدہ موی گرد آلود بہ نظر می آمد و ہنگامی بہ جامۂ قادری قیمتی و شلوار کم خاب سرخ، پیادہ و پالکی سوار گل گشت بازار می نمود. اکثری در مقبرۂ سید السادات، در جوار قطب الاقطاب، در موسم گرما، در برج پیشین بر بستر زمین و بالین خشت خواب می کرد. با اہل دول بہ استغنا پیش می آمد و اگر کسی سوال چیزی یا درخواست سفارشی از و نمودی بی انجاحِ مرام او را از خود جدا نساختی. دوازدہم محرم سنہ یک ہزار و یک صد و سی (۱۱۳۰ھ) ازین جہان بی ثبات بہ عالم بقا شتافت و نزدیک بارہ پلہ در تکیۂ قلندریہ کہ خود بنا کردہ بود، مدفون گشت.

(حبیب اللہ، ذکر جمیع اولیای دہلی، ص ۱۲۸-۱۲۹)



## ضمیمہ-ص

سید نور الدین مبارک غزنوی کے مزار شریف کا دروازہ جنوب کی طرف ہے. دروازے پر ہی بائیں ہاتھ پہ ایک قبر ہے. اندر داخل ہونے کے بعد جالی کے اندر شرقی سمت پہ ایک قبر ہے اور جالی سے باہر غربی سمت میں بھی ایک قبر موجود ہے. دروازے کے باہر مشرق کی طرف کھلی جگہ میں شمالاً جنوباً پختہ قبور کی آٹھ قطاریں ہیں. شمالاً جنوباً ہر رو میں قبور کی تفصیلات کچھ یوں ہیں: پہلی رو میں ۲، دوسری میں ۷، تیسری میں ۲، چوتھی میں ۷، پانچویں میں ۱۲، چھٹی میں ۱۲، ساتویں میں ۱۱، آٹھویں میں ۱ قبر اور ایک درخت ہے. سب سے نئی قبر درگاہ کے خادم کلومیاں کی ہے، جن کا انتقال تین مہینے قبل ہوا. (قبر کے کتبے پہ ان کا نام فتح محمد عرف کلو، تاریخ ولادت ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء اور تاریخ وفات ۱۴ مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ کندہ ہے) مرکزی دروازے سے مغرب کی طرف صحن میں تین قبور ہیں. درگاہ کے عقب میں شمال کی طرف ایک درخت ہے. درگاہ کے مرکزی دروازے سے شرقی سمت تقریباً ۱۰۰ میٹر کی دوری پہ جھونپڑی نما مکان میں درگاہ کے خادم کلومیاں کا خاندان رہائش پذیر ہے. اب درگاہ کے نئے خادم کلومیاں کے صاحبزادے مختیار محمد ہیں جو درگاہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں.

(سمن مشرا، برقی رقعہ بہ نام راقم، دہلی، ۱۹ اگست ۲۰۱۴ء)

## ضمیمہ-ق

### شجرۂ طریقت/سہروردیہ غزنویہ

خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلہٗ العالی

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا خاں ملقب بہ اسد جہاں گیری

شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شاہ محمد مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مھدی فاروقی

حکیم شاہ مظہر حسین

حکیم فرحت اللہ شاہ مخاطب بہ حسن دوست

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم



میر سید خلیل الدین قطبی

میر سید دیوان جعفر محمد القطبی

میر سید اہل اللہ بہاری

میر سید نظام الدین بہاری

میر سید تقی الدین بہاری

میر سید نصیر الدین بہاری

میر سید محمود بہاری

میر سید فضل اللہ عرف سید گسائیں

شاہ قطب الدین بینادل قلندر سر انداز غوثی

میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

میر سید نظام الدین

شیخ الاسلام میر سید نور الدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی

ضمیمہ-ر

## منقبت

**(شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی)**

ولیِ کردگار نور الدین
صاحبِ اختیار نور الدین

مجمعِ علم و مخزنِ اسرار
مرشدِ با وقار نور الدین

مونسِ دوستانِ صاحبدل
یک دو ساغر بہار نور الدین

صبحِ روشن گر و صفا افشان
نخلِ صبر و قرار نور الدین

در مصافِ تصوف و عرفان
فاتحِ تک سوار نور الدین



می دھد از سبوی خود ہر دم
بادۂ خوشگوار نور الدین

مخلصین طریقت حق را
می کند بیقرار نور الدین

کاروانِ خرد سپہرِ عقل
زبدۂ روزگار نور الدین

رائدا! من چہ گویم از انسش
با شدم نیک یار نور الدین

(سید فیض الرحمان راید قریشی/غزنی)(۱)

ضمیمہ-ش

## منقبت

مرا ببر بہ مزار و دیارِ نور الدین
بہ جوی و گلشن و باغ و بہارِ نور الدین

مرا کہ گشتہ روانم ز فکرِ او مختار
ببر، کہ می روم ای نیک یارِ نور الدین

کسی کہ خاک درش می شود نصیب او
بود بہ دیدہ ی او گل، ز خارِ نور الدین

ز بادہ ای کہ دہد خلق، کارِ ما نشود
بدہ مرا ز شراب و خمارِ نور الدین

طبیب بی خبر از من برو کہ باشد دل
ز عشوہ ھای پیاپی، نگارِ نور الدین

بہ صید گاہِ تو صد مرغ باشد، اما ہست
دلم بہ سانِ تو رائد شکارِ نور الدین

(سید فیض الرحمان راید قریشی)



ضمیمہ-ت

## منقبت

ہو کرم بہر خدا شاہِ مبارک غزنوی
آپ کا ہے آسرا شاہِ مبارک غزنوی

زندگی کی مشکلیں آسان فرما دیجیے
آپ ہیں مشکل کشا شاہِ مبارک غزنوی

میری دنیا میں ابھی تاریکیوں کا ہے ہجوم
بخش دو مجھ کو ضیا شاہِ مبارک غزنوی

آپ کی بندہ نوازی سے بڑی امید ہے
بن کے آیا ہوں گدا شاہِ مبارک غزنوی

آپ ہیں ساقی نگاہِ لطف فرما دیجیے
جام ہے خالی مرا شاہِ مبارک غزنوی

بندہ پرور صدقۂ حسنین و حیدر ہو عطا
آپ ہیں بحر سخا شاہِ مبارک غزنوی

آپ کا ہی بول بالا ہے دو عالم میں حضور!
ہے زمانہ آپ کا شاہِ مبارک غزنوی

گوہر مقصود بھر دیں آپ دامن میں مرے
آپ ہیں دستِ خدا شاہِ مبارک غزنوی

ہے یہ **صادق دہلوی** بھی آپ کے در کا غلام
لاج رکھ لینا ذرا شاہِ مبارک غزنوی

(صادق دہلوی، الحاج صوفی محمد یاسین شاہ، **کلیات صادق**، مرتب، صوفی محمد احمد شاہ، دہلی ادارہ کتاب الشفا، جون ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۵)(۱)



## ضمیمہ-ث

# نامے مرے نام

**☆-ڈاکٹر مختارالدین احمد**

(۲۰۰۸ء-۰۱-۱۳)

علی گڑھ

مکرمی

اسلام علیکم، **اخبار الجمال** کے اس قلمی نسخے کا عکس حاصل کرنے کے لیے مہینوں میں کوشش کرتا رہا. یہ بالائی قلعہ کے مشہور مدرسے کے سرپرست اورنگران کے کتب خانے میں ہے جو حضرت مولانا لطف اللہؒ کے اخلاف میں ہیں. ان کا نام مفتی عبدالقیوم ہیں [ ہے ]، یہ مفتی شہر ہیں، اور کچھ علیل. ان کے عزیز مفتی اسد اللہ کے یہاں میں خود گیا، انھوں نے کتاب لانے کا وعدہ کیا، مہینوں گزر گئے، میں ٹیلی فون پر ٹیلی فون کرتا رہا، لیکن مقصد حاصل نہ ہوا. صاف انکار بھی نہیں کیا. کچھ دنوں بعد...... یعنی مفتی اسد اللہ کا انتقال ہو گیا. میں مایوس ہو کر بیٹھ گیا.

مولانا آزاد لائبریری میں اس کا ایک نسخہ ہے لیکن اس کی عکسی نقل لینا بہت دشوار ہے. آپ کی طرف سے درخواست آئے، یونی ورسٹی لائبریری کو پیشگی ڈالر کے ذریعہ آپ حکومت سے اجازت لے کر بھجوائیں، پھر آگے کی منزل طے ہو. اتفاق سے ایک دوست سے اس کا ذکر آیا، انھوں نے اطلاع دی کہ نواب مزمل اللہ خان مرحوم کے کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ ہے. ان کے صاحب زادے نواب رحمت اللہ خان صاحب سے میرے بھی تعلقات

ہیں. انھوں نے اجازت دے دی. میرے دوست نے اپنی طرف سے عکس بنوانے کا انتظام
کیا اور ایک دن سارے اوراق میرے پاس آ گئے.

اب آپ کو یہ کتاب بھیجنے کے لیے پتا ڈھونڈتا ہوں تو آپ کا خط نہیں ملتا. آپ اس
عرصے میں بالکل خاموش رہے. یاد دہانی کا خط آتا تو آپ کا پتا معلوم ہوتا. بہر حال آپ
کے خط آنے پر اب یہ کتاب بھیج رہا ہوں بذریعہ رجسٹری آپ اطلاع دیجیے. محمد راشد شیخ
صاحب میرے کرم فرما ہیں ان کے وہاں کی ضروری کتابیں منگواتا رہتا ہوں بعض
مخطوطات کے عکس بھی وہ بھیج دیتے ہیں. اس پر کوئی چار سو روپے علاوہ محصول خرچ ہوئے
ہیں. یہ رقم مجھے بھیجنے کا تکلف نہ کریں، اس سے پیچیدہ مسائل کبھی پیدا ہو جاتے ہیں. آپ
انھیں بھیج کر مجھے اطلاع کر دیں. خدا کرے یہ کتاب آپ کے لیے ہر طرح مفید ہو. والسلام

مختار الدین احمد

عکس کے صفحات شاید ۲۶۳ ہیں. عکس بڑی تقطیع پر بنوایا گیا ہے کہ تحریر واضح ہو.
دو صفحے ایک ساتھ نہیں بنوائے گئے، ان کا پڑھنا اور نقل کرنا مشکل ہوتا ہے. بعض اوراق
دوبارہ بنوائے گئے.

—



## ☆- پروفیسر مسعود انور علوی

(۱۰- جون-۲۰۱۴ء)

علی گڑھ

گرامی قدر محترم حسن نواز شاہ صاحب

سلام مسنون، امید ہے آپ بہمہ وجوہ بخیر و عافیت ہوں گے. مولانا آزاد لائبریری
میں **تنقیح الاخبار** (۳۳۷ اوراق، ۱۹ سطر) موجود ہے. اس میں حضرت سید نور الدین مبارک
غزنوی قدس سرہٗ السامی کا تذکرہ ۲۸۵ صفحہ پر ہے.

**اسرار العارفین** نامی ایک کتاب ہے مگر وہ فن رمل سے متعلق ہے. **رسالہ غوثیہ** شاہ
حسین سرہر پوری موجود نہیں ہے، ممکن ہے کسی غیر معروف ذاتی ذخیرہ میں ہو. ذاتی ذخایر کی
حالت بیش تر سقیم ہے، وجوہات آپ خود سمجھ سکتے ہیں. بقیہ مخطوطات کا پتا نہ چل سکا. خاکسار
نے آپ کا گرامی نامہ رکھ لیا ہے، کہیں بھی اگر پتا چلا تو عرض کرے گا. آیندہ چند روز میں
کاکوری کا ارادہ ہے، وہاں بھی تلاش کرے گا.

**اخبار الجمال** میں نسبتاً اور کتابوں کے حضرت سید صاحب موصوفؒ کا ذکر زیادہ ہے.
آپ کے پاس مولانا شاہ تقی حیدر قلندر کاکوروی قدس سرہٗ کی **اذکار الابرار**(۱) ہوگی. سلسلہ
قلندریہ کے تمام بزرگوں کا یہ ایک جامع تذکرہ ہے.

دعاے حسن خاتمہ کا محتاج

احقر، مسعود انور علوی

۱. **لمحات العمر** یہ **من انفاس القلندریہ** موسوم باسم تاریخی **اذکار الابرار**، سہ بار شایع ہو چکی ہے.

## ☆-سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی

(۱۵-اپریل-۲۰۱۵ء)

پٹنہ

محترم حسن نواز صاحب

السلام علیکم، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں آپ کو دونوں جہاں میں رحمت وعافیت بخشے، امین. آپ کی علمی و تحقیقی کاوشوں کے بارے میں جان کر بے حد خوشی ہوئی. اللہ تعالیٰ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اس کا بہترین اجر عطا فرمائے.

بارہ ویں صدی ہجری کے عظیم عالم ربانی اور مقبول ترین شیخ زمانہ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک کے سلسلہ کا فیضان اس برصغیر میں اپنی مثال آپ ہے. سینکڑوں خانقاہیں آپ کے سلسلہ کے فیوض وبرکات تقسیم فرما رہی ہیں. ہزاروں افراد اس سلسلہ میں داخل ہیں اور ہو رہے ہیں. صدہا مشائخ آپ کا شجرہ صحبت وانابت کی سند کے طور پر بخش رہے ہیں. حضرت مخدوم منعم پاک جامع السلاسل ہیں لیکن آپ کے پیر ومرشد اول حضرت دیوان سید خلیل الدین بہاری کو زیادہ تر سلاسل طریقت حضرت شیخ قطب الدین بینائے دل جون پوری کے واسطے سے پہنچے ہیں. حضرت شیخ قطب الدین بینائے دل جون پوری کا قادریہ شجرہ حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی تک مندرجہ ذیل واسطہ سے پہنچتا ہے:

''حضرت شیخ قطب الدین بینائے دل جون پوری عن حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر عن حضرت سید مبارک غزنوی عن حضرت سید نظام الدین غزنوی عن حضرت شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی



عن حضور غوث پاک.''

یہی ترتیب حضرت منعم پاک کے سلسلے کی تمام خانقاہوں اور ان تمام مشائخ کے شجروں میں پائی جاتی ہے. اس سلسلے میں سب سے قدیم سند حضرت مخدوم منعم پاک کے دادا پیر حضرت دیوان سید ابو سعید جعفر محمد قادری کی ہے. حضرت دیوان جعفر مذکور کثیر التصانیف ہیں اور عظیم شیخ وقت گزرے ہیں. ان کی ولادت ۱۰۴۴ھ کی ہے اور وصال ۱۱۱۱ھ میں ہے. ان کی ایک گراں قدر تصنیف **اوراد مجاہدات الصوفیہ** ہے، جس کے تین قلمی نسخے یہاں خانقاہ منعمیہ آستانہ حضرت منعم پاک میتن گھاٹ پٹنہ سٹی میں موجود ہیں، جن میں دو نسخے مصنف کے دست خاص کے ہیں. اپنی اس تصنیف میں سلسلہ قادریہ کی سند بیان فرماتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

''ھو لقن شیخ الثقلین محی الدین ابی محمد عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی و ھو لقن شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و ھو لقن سید نظام الدین غزنوی و ھو لقن لابن السعید سید مبارک غزنوی و ھو لقن لابن السعید سید نجم الدین قلندر غزنوی و ھو لقن خواجہ قطب الدین بیناءِ دل قلندر سرانداز غوثی ......الیٰ آخرہ.'' (سنہ تصنیف وکتابت: ۱۰۸۸ھ)

اس سلسلے میں چند باتیں قابل غور ہیں:

۱- اگر شجرے میں بالترتیب صرف مشائخ کے نام لکھے گئے ہوں، تو اس میں کوئی نام مؤخر یا مقدم ہوسکتا ہے، لیکن یہاں صرف نام نہیں لکھے گئے ہیں بل کہ پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ اسالائے گئے ہیں اس لئے سہو کا امکان نہیں ہے.

۲- بعض دفعہ کسی ایک جگہ کسی وقتی وجہ کر اگر کوئی سہو یا نسیان ہوجاتا ہے تو دوسری جگہ وہ غلطی درست ہوجاتی ہے. کبھی ایک نقل میں کوئی غلطی ہوگئی تو دوسری جگہ وہ درست

نظر آتی ہے، لیکن **اوراد مجاہدات الصوفیہ** کے جتنے نسخے ملتے ہیں اور بہ طور خاص خود بہ دست خاص مصنف سبھی میں یہی ترتیب ہے. **اوراد مجاہدات الصوفیہ** کے علاوہ حضرت دیوان سید ابوسعید جعفر محمد قادری کی دیگر تصانیف مثلاً: **منازل العارفین**، **آداب المحققین**، **وصیت نامہ**، **بیاض شجرات**، **آداب الذکر** وغیرہ سبھی میں یہی ترتیب اور یہی تنظیم ہے.

۴- دیوان جعفر نے کبھی بھی ''مبارک'' کے ساتھ ''نورالدین'' نہیں لگایا ہے.

۵- نورالدین کے ساتھ مبارک، یہ قابل غور ہے. عموماً کسی نام نامی کا لاحقہ ولدیت کی جانب اشارہ کرتا ہے، مثلاً: مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری میں ''شرف الدین احمد'' نام نامی ہے اور ''یحییٰ'' ان کے والد کا نام ہے. شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنا نام ''عبدالقدوس اسماعیل صفی'' لکھا کرتے تھے، اسماعیل ان کے والد کا نام تھا اور صفی ان کے دادا کا.

یہ بھی ایک قابل غور بات ہے کہ دیوان جعفر مذکور نے سلسلہ چشتیہ کا شجرہ بھی یوں لکھا ہے: ''حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر عن حضرت سید مبارک غزنوی عن حضرت سید نظام الدین غزنوی عن حضرت خضر رومی.''

حاصل کلام یہ کہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر پر تحقیق و جستجو کی اشد ضرورت ہے. ان سے متعلق ہر اطلاع کو اصول تحقیق کے مطابق جانچ پرکھ کرنے کے بعد [ ہی ] کسی حتمی نتیجہ [ نتیجے ] تک پہنچا جاسکتا ہے واللہ و رسولہٗ اعلم

خاکسار، شمیم الدین احمد منعمی



## تعلیقات وحواشی

۱. ''خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی ست. مقتدا و شیخ الاسلام دہلی بود. در زمان سلطان شمس الدین او را امیر دہلی می گفتند.'' (دہلوی، شیخ عبدالحق، **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**، میرٹھ، مطبع ہاشمی، سوم شعبان ۱۲۸۰ھ، ص ۳۲)

''آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ہیں. مقتدائے وقت، دہلی کے شیخ الاسلام تھے. سلطان شمس الدین کے زمانے میں خلقت ان کو امیر دہلی کہتی تھی.'' (دہلوی، **اخبار الاخیار**، اردو ترجمہ، سید یاسین علی نظامی، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۸ھ، ص ۴۲)

سید صباح الدین عبدالرحمان (۱۹۱۱-۱۸ نومبر ۱۹۸۷ء) اسی سلسلے میں رقم طراز ہیں:
''سیر العارفین کے مولف نے شاید جمال الدین بسطامی اور سید نورالدین مبارک غزنوی کے نام کو خلط ملط کر دیا ہو، تاریخ فیروز شاہی میں مولانا ضیاء الدین برنی نے سید نورالدین مبارک غزنوی کا جس طرح ذکر کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایلتتمش کے دربار میں ان کو بڑا درخور حاصل تھا. اس لیے گمان ہوتا ہے کہ نجم الدین صغریٰ سے پہلے وہی شیخ الاسلام رہے ہوں. وہ شریعت اور طریقت دونوں کے رہ نورد تھے.'' (**بزم مملوکیہ**، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۹۵۴ء/۱۳۷۴ھ، اول، ص ۸۳: - **بزم مملوکیہ**، اعظم گڑھ، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، ص ۷۵)

سید صباح الدین کا موقف راست ہے کیوں کہ صاحب **طبقات ناصری** کے بہ قول شیخ جمال الدین محمد بسطامی (م: ۶ جمادی الثانی ۶۵۷ھ/ ۳۰ مئی ۱۲۵۹ء، دہلی) ۶۵۳ھ میں سلطان ناصر الدین محمود (م: ۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ/ ۱۸ فروری ۱۲۶۶ء) کے دور میں شیخ الاسلام مقرر ہوئے: ''و در روز سہ شنبہ سیزدھم ماہ رجب سنہ ثلث و خمسین شیخ الاسلامی حضرت بہ شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی مفوض شد.'' (الجوزجانی، ابوعمر منہاج الدین عثمان بن سراج الدین، **طبقات ناصری**، بہ تصحیح، کپتان ولیم ناسولیس، مولوی خادم حسین، مولوی عبدالحئ، کول کتہ، کالج پریس، ۱۸۶۴ء، ص ۲۲۰: - جوزجانی، منہاج سراج، **طبقات ناصری**، بہ تصحیح و

تحشیہ، عبدالحی حبیبی، کابل، انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۴۲ش، دوم، ۱/ ۴۹۰:

Minhaj ud-din Abu Umar Usman, Maulana, **Tabakat-i-Nasiri**, Translated by, Major H. G. Raverty, London, Gilbert & Rivington, 1881, 1st, 1/702)

۲۔ ''سید نورالدین مبارک غزنوی المعروف بمیر میران میر دہلی ابن سید عبداللہ ابوالفضل ملقب بہ میر حاج ابن سید شرف الدین محدث مکہ شریفہ ابن سید محمد ابوالحسن سالوی ابن سید محمد فارسی ابن سید یحییٰ ابوالحسن ابن سید حسین ابوعبداللہ ابن سید عمر ابن سید احمد محدث شاعر ابن سید یحییٰ بزرگ ابن سید حسین ذی الدمع والعرب[ ذی الدمعۃ والعبرۃ] ابن زید الشہید ابن امام علی زین العابدین ابن امام حسین ابن امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔''

(تراب علی[ قلندر]، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، خطی، تہران، مرکز مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، نمبر ۷۵۷۱۶، ص ۳۳: -**اصول المقصود**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء، اول، ص ۴۳)

''سید نورالدین مبارک غزنوی معروف بہ میر میران دہلوی بن سید عبداللہ ابوالفضل ملقب بہ میر حاج بن سید شرف الدین محدث مکہ ابن سید ابوالحسن محمد سالوی ابن سید محمد فارسی بن ابو الحسن سید یحییٰ بن ابوعبداللہ سید حسین بن سید عمر ابن سید احمد محدث شاعر ابن سید یحییٰ بزرگ ابن سید حسین ابن زید الشہید بن حضرت امام علی زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔'' (تقی حیدر، مولانا مولوی شاہ محمد، **لمحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی اذکار الابرار**، لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۳۵۷ھ، ص ۴۷)

مذکورہ بالا شجرات اور **عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب** میں درج شجرے میں اسما کی ترتیب میں خاصا فرق ہے۔ مثال کے طور پہ: ''اما احمد المحدث بن عمر بن یحییٰ بن الحسین ذی العبرۃ۔'' (الداودی الحسنی، السید احمد بن علی، **عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب**، بمبئی، شیخ علی محلاتی حایری، ۱۳۱۸ھ، ص ۲۴۵)



مزید دیکھیے:

احمد العلوی، سید کریم الدین، **مخزن الانساب فی نسب السادات الفاطمیہ**، مراد پور پٹنہ، محمودی پریس، ۱۳۴۲ھ، ص ۹۹-۱۰۰، ۱۰۸

اکبر آبادی، شیخ احمد بن محمود محمدی، **تذکرۃ السادات**، الہٰ آباد، مطبع نور الابصار، ۱۸۸۰ء، ص ۳۲

الداودی الحسنی، **عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب**، ص ۲۱۹-۲۲۰، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۴۶

معین الحق، میر شاہ، **منبع الانساب**، خطی، لندن، برٹش لائبریری، محمد حامد بجنوری، ۱۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ، نمبر OR۲۲۶، ۱۶۶الف، ۱۹۵الف ب

-**منبع الانساب**، اردو ترجمہ و تحشیہ، ڈاکٹر ساحل شہسرامی، علی گڑھ، مدرسہ فیضان مصطفیٰ، صفر ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، اول، ص ۳۵۲

یمنی، مولانا نظام الدین، **لطائف اشرفی**، دہلی، نصرت المطابع، ۱۲۹۷ھ، اول، ۲/ ۳۲۹

-**لطائف اشرفی**، اردو ترجمہ، پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ، کراچی، ہاشم رضا اشرفی، جون ۲۰۰۲ء، اول، ۳/ ۵۱۸

یہاں ایک فروگزاشت کی بھی نشان دہی کرتا چلوں، سید صدر الدین احمد العلوی الموسوی البوہاروی نے اپنی تالیف میں سید نورالدین مبارک غزنوی کے اسم گرامی کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے سید نورالدین کو پسر اور سید مبارک غزنوی کو پدر قرار دے دیا: ''سید نور الدین بن سید مبارک غزنوی قدس سرہٗ......'' (احمد العلوی الموسوی البوہاروی، مولانا السید صدر الدین، **روایح المصطفیٰ من ازہار المرتضیٰ**، کان پور، مطبع احمدی، محرم ۱۳۰۷ھ، ص ۳۱۴)

۳۔ ''ملفوظ عزالدین دہلوی کہ از نبایر سید السادات امیر سید نورالدین مبارک غزنوی است و آن تصنیف محمود بن مسعود اصفہانی المکتوبہ بہ سنہ ثلثین و سبعمایۃ۔'' (راجی محمد، **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال**، خطی، علی گڑھ، مزمل اللہ خان لائبریری، ۱۵الف)

۴۔ رسالہ غوثیہ سید نجم الدین قلندر کے خلیفہ شاہ حسین سرہرپوری کی تالیف ہے۔ **اصول المقصود** میں ہے: ''شاہ حسین سرہرپوری صاحب رسالہ غوثیہ و تصنیفات دیگر است۔'' (تراب علی، **اصول المقصود**، خطی: ص ۳۴: مطبوعہ: ص ۴۴)

**رسالہ غوثیہ**، سید نجم الدین قلندر، ان کے والدگرامی سید نظام الدین اور ان کے جد امجد شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی کے بارے میں نہایت اہم بنیادی مأخذ ہے. اس کا اب تک کوئی نسخہ دریافت نہیں ہوا، البتہ شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر لاہرپوری کی خانقاہ کے کتب خانے میں اس کے تین نسخوں اور دو شروح کا اندراج ملتا ہے. ذیل میں کتب خانے کی دستی فہرست سے نسخوں کی تفصیلات نقل کی جاتی ہیں:

شمارہ: ۱۷۵-**رسالہ غوثیہ فارسی شرح**

شمارہ: ۱۸۱- **رسالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ**، **شرح رسالہ حضرت علی** از عبدالرزاق کاشی، **رسالہ عربی** از حضرت امام حسین علیہ السلام، **رسالہ غوثیہ** قلمی، **مصباح الطالبین** قلمی، **مکتوبات شاہ مجا قلندر** قلمی، **اشعار مثنوی شاہ مجا قلندر** قلمی، **مراتب الوجود** از محمد بن نورالدین قلمی، **رسالہ عشقیہ** قلمی، **شجرہ قادریہ** قلمی.

شمارہ: ۱۸۶-**تفسیر پارہ عم** مولانا نظام الدین صاحب، **رسالہ عربی** تصنیف حضرت امام حسین، **رسالہ غوثیہ**، **گلشن راز** مصنفہ حضرت محمود تستری [شبستری]، **رسالہ در تصوف** تصنیف شاہ الہدی [الہدیہ] احمد قلندر، **مراۃ القلندر** شاہ الہدیہ احمد قلندر، **رسالہ بر اقوال دہریہ**، **شرح قصیدہ کبریٰ موسومہ بصراط مستقیم** از شاہ نظام الدین قلندر.

شمارہ: ۱۸۷-**قصیدہ بردہ مع ترجمہ**، **خاصیت چہل اسماء اسم یارحیم**، **رسالہ مصقلۃ الاولیا شرح مراۃ القلندریہ** از حضرت شاہ عبدالرحمان، **سند دعوات چہل اسما**، **رسالہ در طریق دادن ارادت بزبان فارسی**، **رسالہ غوثیہ شرح فارسی** تصنیف ملوک شاہ صدیقی قادری، **رسالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ**، **رسالہ در عملیات**، **انیس العاشقین** تصنیف حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہ، **خاصیت اسم بستم از چہل اسماء یارحیم**.

شمارہ: ۱۸۹- **رباعیات مولانا حامد صاحب**، **رسالہ سقط النائمین** من تصنیف مولوی حامد صاحب ہرگامی، **سند دعوت چہل اسماء مشہور باسم اعظم**، **رموزات المعارف** عبدالرحمان عارف، **رسالہ تسویہ** تصنیف شیخ محب اللہ الہٰ آبادی، **رسالہ غوثیہ**، **گلشن راز** منظوم سید محمود تستری [شبستری]، **مثنوی فارسی در وحدت الوجود** من تصنیف ملا شاہ، **رسالہ در وحدت**



**الوجود**، **قصیدہ عین القضات ہمدانی**، **سلسلۃ الذہب** من تصنیف ملا جامی **مع چند ابیات**، **رسالہ نان وحلوا** نظم.

۵. اب تک اس کا قلمی نسخہ دریافت نہیں ہوا.

۶. **روض الازہر فی مآثر القلندر**، **نفحات العنبر یہ من انفاس القلندریہ**، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح**، **مراد المریدین**، اور **فصول مسعودیہ** میں بھی آپ کی جائے ولادت بغداد ہی تحریر کی گئی ہے. سابق الذکر منابع کے مطابق: جس دن سید نورالدین مبارک کی ولادت ہوئی، ان کے والدگرامی انھیں شیخ الشیوخ کی خدمت میں لے گئے. شیخ الشیوخ نے نومولود کو دیکھ کر فرمایا: **یہ مجھ سے ہے**. چند دنوں بعد سید نورالدین مبارک بیمار ہو گئے اور اس حد تک علیل ہو گئے کہ اہل خانہ کو آپ کی وفات کا یقین ہو گیا، مگر آپ کے والدگرامی نے تدفین میں اس لیے تامل کیا کہ شیخ الشیوخ کا فرمان: **یہ مجھ سے ہے**، ان کے دھیان میں تھا. آپ کے والد گرامی آپ کو دوبارہ شیخ الشیوخ کی خدمت میں لے گئے اور تمام معاملہ گوش گزار کیا. شیخ الشیوخ نے دیکھتے ہی فرمایا: شاید سکتہ ہو گیا ہے، اور حاضرین سے کہا: آؤ! دیکھتے ہیں. شیخ الشیوخ نے آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو دیکھ کے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے. اس پر آپ نے رونا شروع کر دیا: ”سید مبارک غزنوی از خلفای شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردیست. چون بہ وجود آمد، والد بزرگ اورا بہ خدمت شیخ برد، شیخ دیدہ، فرمودہ: ھو منا. چون بہ خانہ آورد، بعد، چند روز بیمار شد و متوفی گردید. والد وی اورا دفن نکرد و گفت: شیخ در حق وی فرمودہ است: ھو منا، او را از شیخ نصیبی خواہد بود. او چگونہ پیش از این میرد، آنگاہ بہ خدمت شیخ آمد و احوال بہ عرض رسانید. حضرت شیخ فرمود کہ شاید سکتہ رسیدہ باشد، و یاران را گفت: بیایید، ببینم، دید و چادر از روی او کشیدہ، فرمود کہ او صحیح است. پس بافاقت آمد و بہ گریہ آواز کرد. و ہرگاہ بہ بلوغ رسید، شیخ تربیت فرمود و از خلفای خود گردانید، و بہ غزنین برای ہدایت و ارشاد فرستاد.“

(قلندر، شاہ مسعود علی، **فصول مسعودیہ**، بہ تصحیح، سید شاہ محمد حبیب حیدر قلندر، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء، ص ۱۷-۱۸)

مزید دیکھیے:

قلندر، شاہ تقی علی، **روض الازہر فی مآثر القلندر**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۳۶ھ، ص ۱۶۸
تقی حیدر، ص ۴۷-۴۸

قلندر، مولانا محمد علی انور، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح**، اول، ص ۱۹: دوم، ص ۲۶-۲۷
- **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح مع ضمیمہ موسومہ ایضاح**، اردو ترجمہ، مولانا شاہ عین الحیدر علوی کاکوروی، ضمیمہ، مولانا شاہ محمد حبیب قلندر، کاکوری، کتب خانہ انوریہ، ۲۰۰۰ء، اول، ص ۵۲-۵۳

محمد نواب مرزا بیگ، نواب مرزا آفتاب بیگ عرف، **کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ الموسوم بہ نام تاریخی تحفۃ الابرار**، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۲۵ھ، ۶/ ۹۵

مراد علی، شاہ، **مراد المریدین**، خطی، لاہرپور/ضلع سیتاپور، کتب خانہ خانقاہ شاہ مجا قلندر، حامد علی ساکن حضرت پور عرف قصبہ کھیری، بہ پاس خاطر، مولوی سید محمد رکن الدین ساکن قصبہ لاہرپور، ۱۶ محرم ۱۲۹۰ھ/۳/ ۱۸۷۳ء، ص ۸۷-۸۸

**خیر المجالس** کی روایت کے مطابق آپ غزنی میں پیدا ہوئے، تفصیل اس امر کی یوں ہے:

''بزرگی بود، در غزنی، او را شیخ محمد اجل سرزی گفتندی. سید مبارک غزنوی نعمت از و یافتہ بود. بعد از ان فرمودند کہ در آن وقت بازرگانی بود، از مریدان ایشان، بہ خدمت شیخ آمد و گفت: در خانۂ من پسری متولد شدہ، بندہ زادۂ شما ست، نعمتی ہمراہ او بکنید. خواجہ محمد اجل سرزی فرمود: نیکو باشد. چون من فردا نماز بامداد بگزارم، پیش من خردک خود را بیاری، از جانب راستا بر آی و در نظر من داری. و ہمان روز سید مبارک غزنوی متولد شدہ بود و پدر سید مبارک در آن مجلس حاضر بود. این حدیث می شنید. با خود گفت: من نیز پسرک خود را بیارم و در نظر شیخ دارم باشد کہ بہ طفیل آن بازرگان بچہ شیخ نعمتی ہمراہ او کند. چون وقت نماز بامداد شد، بازرگان را درنگ شد. پدر سید مبارک کہتر [ پگہ تر ] برخاستہ بود. مؤذن تکبیر گفت. شیخ نماز تمام کرد. پدر سید مبارک غزنوی از جانب راستا شیخ در آمد و سید مبارک را در نظر شیخ داشت، شیخ در و نظر کرد. این ہمہ نعمتہا از ان بود. بعد از ان بازرگان در آمد. شیخ گفت: ''نعمت نصیب سید زادہ شد، تو باز گرد.'' (حمید قلندر، مولانا، **خیر المجالس**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ابو



الخیر جرمی، ۱۱۲۱ھ، نمبر ۶۹۵۳، ص ۲۸۸-۲۸۹: - **خیر المجالس**، خطی، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ، نمبر ۱۵۱۳۲، ص ۳۳۳-۳۳۴: - **خیر المجالس** تصحیح و مقدمہ و تعلیقات، خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۹ء، ص ۲۲۵-۲۲۶: )

''غزنی میں ایک بزرگ شیخ محمد اجل تبریزی [ سرزی ] نام [ کے ] تھے. سید مبارک غزنوی نے ان سے نعمت پائی ہے. ان کا ایک سوداگر مرید تھا، ایک دن اس نے عرض کیا: میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اور آپ کا بندہ زادہ ہے، کچھ نعمت اس کو عطا فرمائیں. خواجہ محمد اجل تبریزی [ سرزی ] نے فرمایا: اچھا! جب میں کل صبح نماز پڑھ لوں تو اس لڑکے کو دائیں طرف سے میرے آگے لانا. اتفاقاً اسی روز سید مبارک غزنوی بھی پیدا ہوئے تھے، ان کا باپ اس مجلس میں حاضر تھا، یہ بات سن کر دل میں کہا: میں بھی اپنے لڑکے کو شیخ کے آگے لاؤں کہ بہ طفیل اس سوداگر بچہ کے شاید شیخ کچھ نعمت اس کو بھی عنایت کریں. شیخ نے جب فجر کی نماز تمام کی تو یہ دائیں طرف سے آئے اور سید مبارک کو پیش نظر رکھ دیا، شیخ نے ان پر نظر محبت ڈالی. یہ سب نعمتیں ان کو وہاں سے ملیں. بعد اس کے وہ سوداگر اپنے لڑکے کو لایا، شیخ نے فرمایا: وہ حصہ سید زادہ کو مل گیا، اب تم لوٹ جاؤ.'' (**سراج المجالس**- اردو ترجمہ- **خیر المجالس**، مترجم، مولوی احمد علی ٹونکی، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۱۵ھ، اول، ص ۱۷۶-۱۷۷)

**دُرِ نظامی** کی ایک اور روایت کے مطابق شیخ بدر الدین غزنوی کے والد بھی گرامی شیخ اجل سرزی کے مرید تھے. خواجہ نظام الدین اولیا راوی ہیں: ''شیخ بدر الدین غزنوی سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ میرے والد خواجۂ اجل سرزی کے قدیم مریدان سے تھے. انھوں نے سنا کہ خواجہ بایزید بسطامی نے چالیس بار حج کیا اور جب اثنائے راہ میں پانی پیش آتا تو مثل خشکی کے اس کے اوپر روانہ ہوتے. یہ سن کر دل [ میں ] کہنے لگے کہ خواجۂ اجل سرزی کا ایک مرید میں ہوں، مجھ میں تو یہ قدرت نہیں اور مریدوں میں بھی نہ ہوگی، اگر ہو تو اس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ہمارے شیخ میں نقص ہے اور یا ہم میں قابلیت نہیں ہے. اخیر اپنے خدشہ کو خواجۂ اجل سے ذکر کیا. انھوں نے فرمایا کہ خواجہ بایزید کے مرید یک سورہ کرامتی

ہیں اور میرے مریدان شاہان ہیں. اس اشارہ سے ان کو شاہوں کی حقیقت معلوم نہ ہوئی،
یہاں تک کہ جب دہلی میں آئے تو ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ
میں حاضر ہوئے اور ستون کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر کاغذ کے پرچے پر لکھا کہ شاہان کون لوگ
ہیں؟ پھر یہ پرچہ قاضی صاحب کے پاس بھجوا دیا اور دل میں خیال کیا کہ یہ میری سیاہ ریش
آپ کے زیر قدم ہے. قاضی صاحب نے پرچہ ہاتھ میں لیتے ہی منبر کے اوپر فرمایا کہ میری
یہ سفید ریش بھی تمھارے زیر قدم ہے. شاہان وہ لوگ ہیں جو گل خن تابی میں رہتے ہیں اور
بادشاہوں کے عشق کا سودا ان کے سر میں ہے.'' (علی بن محمود جاندار، مولانا، **درر نظامی
موسومہ گفتار محبوب**، اردو ترجمہ، صاحب زادہ محمد یاسین علی نظامی، دہلی، کتب خانہ نذیریہ،
[۱۹۶۵ء]، ص ۶۷-۶۸)

راقم کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا **خیر المجالس** کی روایت اصلاً شیخ بدر الدین غزنوی کے بارے
میں ہے، جسے دونوں حضرات کے اسماء میں غزنوی کے لاحقے کی وجہ سے گڈمڈ کر دیا گیا یعنی
شیخ بدر الدین کی جگہ نور الدین نقل ہو گیا، اور اس کی تائید **فوائد الفواد** کی ایک روایت سے بھی
ہوتی ہے. مذکورہ روایت سے یہ باور ہوتا ہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی کی ولادت نیز نشو و نما
غزنی میں ہی ہوئی اور ان کے والدین بھی وہیں رہائش پذیر تھے، بل کہ پہلی بار جب ان کی
برصغیر میں آمد ہوئی، اس وقت بھی ان کے والد گرامی حیات تھے. اگر چہ **درر نظامی** کی مذکورہ
بالا روایت کے مطابق شیخ بدر الدین کے والد گرامی بھی دہلی تشریف لائے تھے. خواجہ نظام
الدین اولیا راوی ہیں:

''شنودم از شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کہ او گفت کہ چون من از غزنین بلہاور آمدم.
دران عہد لہاور آبادان و معمور بود. چندگہی آنجا بودم. بعد از چندگاہ مرا از انجا عزیمت سفر
شد. یکدل آن شد کہ جانب دہلی آیم و یکدل آن شد کہ جانب بغزنین باز روم. درین اندیشہ
دو دلہ ماندم و کشش خاطر من بیشتر جانب غزنین بود چہ ہمہ مادر و پدر و اقربا و دوستان آنجا
داشتم. و در دہلی یک دامادی بیش نبود. القصہ نیت کردم کہ فال مصحف بینم، بہ خدمت بزرگی
رفتم. اول برنیت غزنین دیدم، آیت عذاب آمد، باز برنیت دہلی دیدم، آیت بہشت آمد و
جو یہا و وصف بہشت آمد. اگر چہ دل من جانب غزنین بود، اما بہ حکم فال بہ جانب دہلی آمدم.



چون بہ شہر رسیدم، شنیدم کہ داماد من در بند است. بیامدم پیش در سرای سلطان تا از حال او
استطلاع کنم. او را دیدم از سرای بیرون آمد، میزری در دست کردہ و دران میزر مبلغ سیم چون
مرا دید بکنار گرفت و خوش شد. مرا در خانہ خود برد و آن سیم پیش من نہاد مبلغ بود. دل من جمع
شدند، ہمدران چندگاہ از غزنین خبر آمد کہ مغل در آن دیار رسید و مادر [و پدر] و کل اقربا مرا
شہید کردند. بعد از ان بندہ عرض داشت کرد کہ شیخ بدر الدین چون اینجا آمد آنگاہ بہ ارادت
شیخ قطب بختیار قدس سرہ العزیز مشرف شد؟ فرمود: آری از اینجا.'' (سنجری، امیر حسن علا،
**فوائد الفواد**، دہلی، مطبع ہندو پریس، ۱۰ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ، ص ۴۳)

''میں نے شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں جس
زمانہ میں غزنی سے لاہور آیا اوس وقت لاہور خوب آباد تھا. میں چند روز لاہور میں رہا. اور پھر
غزنی واپس جانے کا ارادہ کیا. اور کبھی کبھی دل میں یہ بھی آتا تھا کہ دہلی جاؤں اور وہاں کے
ایمہ و مشائخ سے ملاقات کروں. دہلی میں صرف میرا ایک داماد رہتا تھا اور غزنی میں مکان
ہی تھا. جملہ اقربا مادر و پدر سب وہیں سکونت گزین تھے. میں نے اس دو دلی میں قرآن
شریف بہ طور فال کھولا غزنی جانے کی نیت تھی. آیت غضب نکلی. دوبارہ دہلی جانے کی نیت
سے فال دیکھی آیت بہشت اور وہاں کی نہروں اور اون کے وصف کی نکلی. اگر چہ میرا اول
غزنی جانا چاہتا تھا لیکن حسب الارشادِ فال دہلی گیا. جب شہر میں پہنچا، سنا گیا کہ میرا داماد
مقید ہے. میں نے ارادہ کیا کہ بادشاہِ وقت کے پاس جا کر اوس کی رہائی کے واسطے عرض
کروں. جس وقت میں سرائے سلطانی پر پہنچا، اپنے داماد کو اندر سے نکلتے دیکھا. اس کی بغل
میں روپوں کی تھیلی تھی. وہ مجھے دیکھتے ہی لپٹ گیا اور خوشی خوشی جس مکان میں رہتا تھا، مجھے
لے گیا اور وہ تھیلی میرے سامنے رکھی، اس میں روپے تھے. انھی ایام میں غزنی سے خبر آئی
کہ وہاں لشکر مغل پہنچا اور باعث تاراجی و بربادی شہر ہوا. اور اوس خوں ریزی میں میرے
ماں باپ اور جملہ اقربا شہید ہوئے. جب حضرت خواجہ [نظام الدین اولیا] ذکر اللہ بالخیر یہ
حکایت ختم فرما چکے، راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت مولانا بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ
علیہ ملک خراسان میں شرف بیعت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے
مشرف ہوئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ دہلی میں داخل مریدان حضرت خواجہ قطب

الاقطاب ہوئے تھے۔'' (سنجری، امیر حسن علا، **فواید الفواد**، اردو ترجمہ، غلام احمد بریاں، جھجھر، مطبع مسلم، ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ، ص۱۰۲-۱۰۳)

۷. رک: نمبر ۶، ۱۱

۸. دریاے سرسوتی اور گھاگرا کے کنارے واقع ضلع کوروکشیتر (ریاست: ہریانہ) کا قدیم اور تاریخی قصبہ۔(http://en.wikipedia.org/wiki/Thanesar)

۹. ''سلطان شہاب الدین طاب مرقدہٗ ہرگاہ بہ جہاد آن می آمد، از عدو ہزیمت می خورد و می رفت. تا این حکایت یکی از وزرای سلطان بہ خدمت سید مبارک گفت. سید فرمود: شما بارای خود بہ جہاد می روید کسی از مردان خدا نہ فرستادہ است. وزیر گفت: کسی باشد کہ ما را بہ فریسد و فتح یابیم. سید فرمود: بروید بہ خدمت شیخنا و مولانا شیخ الشیوخ سہروردی رضی اللہ عنہ. چون حضرت شیخ شما را بہ فریسد و مدد فرماید، بر قلعات کفر فتح یابید. آن گاہ وزیر کسی را از خواص خود بہ حضرت شیخ فرستاد. شیخ فرمود: صدق السید. وزیر التماس کرد: ایها الشیخ. یکی از یاران خود را با ما کن تا قلعات کفر و شہر ہای اہل حرب بہ برکت قدمش مفتوح گردد، شیخ فرمود: سید مبارک را با خود ببرید کہ او مبارک قدم است. و شیخ آن مقام تا سلطان شہاب الدین طاب ثراہ، اقربا و اصحاب سید را جمع کردہ، مقدمہ لشکر ساخت و بہ شوکت تمام متوجہ ہند شد و بر دشمنان فتح یافت، و دار الحرب، دار الاسلام شد. الحمد لله علىٰ ذلك. پس سید با قوم خود آن جا اقامت گرفت۔'' (قلندر، شاہ مسعود علی، **فصول مسعودیہ**، ص۱۸: مراد علی، شاہ، **مراد المریدین**، خطی، لاہرپور، ص۸۸)

۱۰. اگرچہ راجی محمد نے برنی اور فرشتہ دونوں کے حوالہ جات دیے ہیں لیکن اقتباس فرشتہ سے ہی نقل کیا ہے۔ ذیل میں **تاریخ فیروز شاہی** سے مکمل تقریر نقل کی جاتی ہے:

''سلطان بلبن بارہا در مجلس خلوت با پسران و خواصان درگاہِ خود بگفتی کہ من دو بار از سید نور الدین مبارک غزنوی در مجلس سلطان شہید شنیدہ ام کہ در وعظ سلطان شمس الدین می گفت کہ ہرچہ پادشاہان از لوازم امور پادشاہی می کنند و طریقۂ کہ طعام و شراب می خورند و جامہ می پوشند و شکلی کہ می نشینند و می خیزند و سواری می شوند و در حالت نشستن تخت خلق را پیش خود می نشانند و



سجدہ می کنانند و رسم و رسوم اکاسرۂ باغی و طاغی خدا را بہ دل و جان مراعات می نمایند و با بندگان خدا در جمیع معاملات خود تفردی ورزند ہم برخلاف مصطفیٰ است و اشراک است. در اوصاف خدا و واسطۂ عقاب عقبیٰ است و خلاص پادشاہان از مباشرت معاملات مذکور کہ دران رضای خدا نیست و خلاف سنت مصطفیٰ است نیست مگر در چہار عمل دین پناہی:

اول آنکہ بہ اعتقاد درست و باعث حمیت اسلام دین پناہی کنند و قہر و سطوت و عز و ناز پادشاہی خود را کہ خلاف صفات بندگی بندگان است. در استعلای کلمۂ حق و در بلندی شعار اسلام و جریان احکام شرع و رونق امر معروف و رواج نہی منکر صرف کنند و حق دین پناہی نتوانند گذارد تا کفر و کافری و شرک و بت پرستی را حسبۃً للہ و حمیت دین رسول اللہ قلع قمع نکنند. اگر آن از شرک و کفر بیخ گرفتہ و بسیاری کافران و مشرکان بہ کلی نتوانند برانداخت کم ازان نباشد کہ از جہت اسلام و باعث دین پناہی در اہانت و خواری و زاری و فضیحت و رسوائی ہندووان مشرک و بت پرست کہ دشمن ترین دشمنان خدا و رسول اند کوششہا نمایند و علامت دین پناہی پادشاہان آن باشد کہ چون نظر ایشان بر ہندو افتد، روی ایشان سرخ گردد و خواہند کہ زندہ فرو برند. و براہمہ کہ ایمۂ کفر اند و واسطۂ ایشان کفر و شرک منتشر می شود و احکام کفر جاری می گردد از بیخ براندازند و از جہت عزت اسلام و آبروی دین حقیقی یک کافر و مشرک را روا ندارند کہ با آبروی زید و عزت و بی التفاتی او در میان اہل اسلام پیدا آید و بہ تلذذ و تنعم و ناز و کرشمہ بسر برد و یا مشرکی و بت پرستی بر سر قومی و گروہی و ولایتی و اقطاعی فرمانروا گردد. و یا از تاثیر قہر سطوت پادشاہ اسلام یک نفر از دشمنان خدا و رسول خدا آب خوش خورد و یا در بستر بیغمی پا دراز کند و بہ خسپد.

عمل دویم دین پناہی کہ دران نجات اوست آنست کہ اعلان فسق و فجور و اجہار معاصی و مآثم از میان اہل اسلام و شہرہا و خطط و قصبات اسلام بہ قہر و سطوت پادشاہی براندازد و فسق و فجور را در کام فاجران و فاسقان بیباک و بی التفات بہ تشدید تعزیرات و کثرت و توہینات تلخ تر از زہر گرداند. و حرفت گیران معاصی غلیظہ و پیشہ سازان کبایر گناہ را کہ با وجود دعویٰ اسلام معاصی و مآثم غلیظہ را حرفت و پیشہ سازند و ہمہ عمر بران مشغول باشند، چنان در تنگ در آرد و

جہان را برایشان تنگ تر از حلقۂ انگشتری گرداند کہ حرفت گیری معاصی و پیشہ سازی مآثم را بہ کلی ترک آرند، و بہ حرفتی و کسبی دیگر مشغول شوند و اگر بدکارہ و مستاجرۃ از کار بد باز نہ آید مستور و مخفی باشد نہ کشادہ و مباہی و مفاخر زیرا کہ اگر فواحش و مستاجرہ در گوشہ ہای خواری افتادہ باشند و کشادہ و گریزان نگردند، این چنین طوایف را منع نباید کرد کہ اگر این قوم نباشند بسیار بد بختان از سر غلبۂ شہوت در محارم افتند.

عمل سیویم، دین پناہی کہ دران نجات پادشاہان بود آنست کہ احکام شرع دین محمدی را با تقیا و زہاد و خداترسان و دین داران تفویض کنند و بی دیانتان و ناخداترسان و ناحق شناسان و حیلہ گران و طامعان و عاشقان دنیا و مزوران و متصفان را بر مسند حکومت شرع و سروری امور طریقت و منصب جواب فتویٰ و افادت علوم دینی روا ندارند و فلاسفہ و علوم فلاسفہ و معتقدان معقولات فلاسفہ را در بلاد و ممالک خود بودن نگذارند و علوم فلاسفہ را سبق گفتن بایّی وجہ کان روا ندارند و در توہین و تذلیل بد مذہبان و بد اعتقادان و مخالفان مذہب سنت و جماعت کوشان باشند. و ہیچ بد دینی و بد مذہبی و بد اعتقادی را بر صدر دولت خود روا ندارند.

امر چہارم کہ لازمۂ دین حق است و مستلزم دین داری و دین پناہی است. و نجات و درجات پادشاہان متعلق آنست داددھی و انصاف ستانی است و تا پادشاہ در قضیۂ عدل و انصاف مستقصی نباشد و عدل بہ نہایت مباشرت ننماید و ظلم و تعدی از مملکت او نرود و تا بہ قہر و غلبہ و سطوت پادشاہی ظلم ظالمان بر نیند از حق داددہی و انصاف ستانی نتواند گذارد. و ہر گاہ پادشاہ چہار عمل مذکور بہ عزم درست و رسوخ اعتقاد مباشرت نماید و بہ قہر و سطوت پادشاہی حق را در مرکز قرار دھد و اگر چہ نفس او بہ ھوای نفس ملوث باشد و در لوازم امور پادشاہی و سنت گرایندہ باشد. نجات و درجات او دین داران را ماموں بود و حشر او از دین پناہی او در میان انبیا و اولیا منظور باشد و اگر پادشاہ روزی ہزار رکعت نماز گذارد و ہمہ عمر روزہ دارد و گرد ہیچ مناہی نگردد و خزانہ را در راہ حق سبیل گرداند و دین پناہی نکند و قہر و سطوت خود را در قلع قمع و خواری و زاری دشمنان خدا و رسول خدا صرف نگرداند و آبروی احکام شرع تجوید و رونق امر معروف و نہی عن منکر در بلاد و ممالک خود پیدا نیارد و حق داددہی و انصاف ستانی بالغا مابلغ نگذارد، جای او جز



دوزخ نباشد.

سلطان بلبن مذکور کہ از زبان سید مبارک غزنوی در پیش سلطان شمس الدین شنیدہ بود کرآت و مرآت با پسران و برادرزادگان و خواصان بہ گفتی وزار بگریستی و ایشان را گفتی کہ من حق دین پناہی نمی توانم گذارد و من گیستم کہ این تمنا برم کہ خداوندان ہمہ نتوانستند کہ حق دین پناہی بگذارند......" (برنی، ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**، بہ تصحیح، مولوی سید احمد خان، کول کتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی بنگالہ، ۱۸۶۲ء، اول، ص ۴۱-۴۴: **-تاریخ فیروز شاہی**، بہ تصحیح، شیخ عبد الرشید، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۷ء، ۱/ ۴۸-۵۲)

"سلطان بلبن نے مجلس خلوت میں اپنے بیٹوں اور خواص درگاہ سے بار بار کہا کہ میں نے دو مرتبہ سلطان شہید کی مجلس میں سید نور الدین مبارک غزنوی سے سنا ہے جب کہ انھوں نے سلطان شمس الدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ 'بادشاہ امور بادشاہی کے لوازمات کے سلسلے میں جو کام کرتے ہیں اور جس طریقے سے وہ کھاتے پیتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں اور جس طریقے سے بیٹھتے اٹھتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں اور تخت پر بیٹھنے کی حالت میں لوگوں کو سامنے بٹھلاتے ہیں اور سجدہ کراتے ہیں اور خدا سے باغی اور سرکش اکاسرہ کے طریقوں کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں اور خدا کے بندوں کے ساتھ اپنے سارے معاملات میں ان سے خود کو علاحدہ رکھتے ہیں، یہ سب سنت مصطفوی کے خلاف ہے اور اوصاف خداوندی میں شریک ہونا ہے، جو عذاب آخرت کا سبب ہوتا ہے. ان معاملات میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جن میں خدا کی خوش نودی نہیں ہے اور جو سنت مصطفوی کے خلاف ہیں، پھنس جانے کے بعد بادشاہوں کے لیے خلاصی حاصل کرنا ممکن نہیں. مگر حمایت دین کے لیے چار صورتوں میں (اس کا امکان ہے).

اول یہ ہے کہ خوش عقیدگی کے ساتھ اور حمیت اسلام کی خاطر دین کی حمایت کریں اور اپنے قہر و جلال اور عزت اور ناز بادشاہی کو جو بندگی اور بندوں کی صفات کے خلاف ہیں، اعلائے کلمۃ الحق، بلند شعار اسلام، نفاذ احکام شرع اور ترویج امر معروف و نہی عن المنکر کے لیے استعمال کریں. وہ دین پناہی کا حق ادا نہیں کر سکتے، جب تک حسبۃً للہ اور حمیت دین رسول

اللہ کی خاطر، کفر وکافری اور شرک وبت پرستی کا قلع قمع نہ کر دیں. اور اگر کفر وشرک کی مضبوطی اور کفار ومشرکین کی کثرت کی وجہ سے ان کا کلیتاً استیصال نہ کر سکیں تو کم از کم (اتنا ضرور کریں) کہ اسلام اور حفاظت دین کی خاطر ہندوؤں، مشرکوں اور بت پرستوں کی، جو خدا اور رسول کے شدید ترین دشمن ہیں، توہین وتذلیل اور فضیحت ورسوائی میں کوشش کریں. بادشاہوں کی حمایت دین کی ایک علامت یہ ہے کہ جب ان کی نظر ہندو پر پڑے، ان کا چہرہ (غصہ سے) سرخ ہو جائے اور ان کی خواہش ہو کہ ان لوگوں کو زندہ کھا جائے اور برہمنوں کو جو کفر کے امام ہیں اور جن کی وجہ سے کفر وشرک کی اشاعت ہوتی ہے اور کفر کے احکام نافذ ہوتے ہیں، ان کو ختم کر دیں. اسلام اور سچے دین کی عزت کی خاطر ایک کافر اور مشرک کے لیے بھی یہ روا نہ رکھیں کہ عزت کی زندگی بسر کرے اور مسلمانوں میں اس کی عزت اور بے التفاتی ظاہر ہو یا وہ عیش وآرام اور ناز وانداز کے ساتھ دن گزارے، یا کوئی مشرک اور بت پرست کسی فرقہ (قوم) یا گروہ یا کسی ولایت واقطاع پر حکومت کرے یا خدا اور رسول خدا کے دشمنوں میں سے ایک بھی مسلمان بادشاہوں کے قہر وجلال کے اثر سے عیش وآرام میں رہے یا بے فکری کے بستر پر پانو پھیلا کر سو سکے.

دوسرا عمل دین پناہی سے متعلق جس میں اس کی نجات ہے، یہ ہے کہ مسلمانوں میں اور ان کے شہروں، قصبوں اور علاقوں میں علانیہ فسق وفجور اور گناہ ومعاصی (کی زندگی) کو اپنے قہر اور رعب کے ذریعے ختم کر دے. اور نڈر اور بے پروا اور فاجر وفاسق لوگوں کے لیے فسق و فجور کو سخت سزاؤں اور توہین وتذلیل کے ذریعے زہر سے زیادہ تلخ کر دے. ان تاجروں اور پیشہ وروں کے لیے جو سنگین جرایم اور کبایر معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعوا کرنے کے باوجود، ان جرایم اور گناہوں کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور ساری عمر ان کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، ان پر اتنی سختی کرے کہ دنیا ان کے لیے انگوٹھی کے حلقے سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے اور مجبور ہو کر وہ جرایم پیشگی ترک کر کے کوئی اور کاروبار اور پیشہ اختیار کریں. اگر بدکار اور مستاجر عورتیں بدکاری سے باز نہ آئیں تو وہ یہ حرکتیں پوشیدہ طور پر اور چھپ کر کریں نہ کہ کھلم کھلا اور فخر ومباہات کے ساتھ. اگر فاحشہ اور مستاجر عورتیں گوشۂ



خواری میں پڑی رہیں اور ظاہر نہ ہوں تو ان طوائفوں کو منع نہ کیا جائے. اس لیے اگر یہ نہ ہوں گی تو بہت سے بدنصیب لوگ غلبۂ شہوت کی وجہ سے (دوسری عورتوں سے) حرام کاری کے مرتکب ہونے لگیں گے.

تیسرا عمل دین پناہی سے متعلق جس میں بادشاہوں کی نجات ہے، یہ ہے کہ وہ دین محمدی کے احکام شرعی کے نفاذ کی ذمہ داری متقی، عبادت گزار، دین دار اور خدا ترس لوگوں کے سپرد کریں اور بد دیانت، ناخدا ترس، ناحق شناس، حیلہ باز، لالچی، فریبی اور اہل معاملہ کو حکومت شرع کی مسند، امور طریقت کی سرکردگی، منصب افتا اور علوم دین کی تدریس سپرد کیے جانے کو روا نہ رکھیں. اور فلاسفہ، علوم فلاسفہ اور معقولات فلاسفہ پر اعتقاد رکھنے والوں کو اپنی سلطنت میں نہ رہنے دیں. اور جس طرح بھی ممکن ہو، علوم فلاسفہ کی تعلیم نہ ہونے دیں اور بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں اور اہل سنت وجماعت کے مخالفوں کی توہین وتذلیل میں کوشش کرتے رہیں اور کسی بددین، بدمذہب اور بدعقیدہ شخص کو حکومت میں داخل نہ ہونے دیں.

چوتھی چیز جو دین حق کے لیے لازم اور دین داری ودین پناہی کے لیے ضروری ہے اور جس کا بادشاہوں کی نجات اور ان کے مراتب کی بلندی سے تعلق ہے، داد دہی اور انصاف ستانی ہے. جب تک بادشاہ عدل وانصاف کے معاملے میں انتہائی حد تک جانے والا (یعنی انتہائی سخت گیر) نہ ہوگا اور انصاف کے معاملے میں انتہائی کوشش نہ کرے گا اور ظلم وتعدی اس کی مملکت سے دور نہ ہوں گے اور جب تک وہ شاہی سطوت وغلبہ سے ظالموں کا ظلم دفع نہ کرے گا، وہ داد دہی اور انصاف ستانی کا حق ادا نہ کر سکے گا.

اگر بادشاہ ان چار چیزوں کا اہتمام صحیح نیت اور خوش عقیدگی کے ساتھ کرے اور سطوت و جلال شاہی کی مدد سے حق کو (اپنے کردار کا) مرکز قرار دے لے، تو چاہے اس کا نفس خواہشات نفسانی میں ملوث ہو اور وہ معاملات ومعمولات حکم رانی کی طرف مائل نہ ہو، پھر بھی وہ دین داروں کی سی نجات بلند درجات کی توقع رکھ سکتا ہے اور حمایت دین کی وجہ سے اس کا حشر انبیا واولیا کے ساتھ ممکن (منظور) ہو سکتا ہے. (برخلاف اس کے) اگر کوئی بادشاہ

روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھے اور ساری عمر روزے رکھے، کسی ممنوع چیز کے پاس تک نہ جائے اور خزانے کو راہ خدا میں خرچ کر دے (سبیل گرداند) لیکن دین کی حمایت نہ کرے اور اپنے قہر و سطوت کو خدا اور رسول خدا کے دشمنوں کی بیخ کنی اور ان کی توہین و تذلیل کے لیے استعمال نہ کرے اور احکام شریعت کی عزت کا جویانہ ہو اور اپنی مملکت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ترویج نہ کرے اور داد دہی اور انصاف پروری کا حق ایسی کوشش کے ساتھ جیسی کہ ہونی چاہیے ادا نہ کرے تو اس کا مقام دوزخ کے سوا اور کہیں نہ ہوگا.

مذکورہ بالا مواعظ و نصائح کا ذکر، جن کو سلطان بلبن نے سید مبارک غزنوی کی زبان سے سلطان شمس الدین کے حضور میں سنا تھا، اپنے لڑکوں، بھتیجوں اور خواص کے سامنے بار بار کرتا تھا اور زار زار روتا اور ان سے کہتا تھا کہ میں دین پناہی (یعنی اسلام کی حفاظت) کا حق ادا نہیں کر سکتا اور میری کیا ہستی ہے کہ میں اس کی آرزو بھی کروں کیوں کہ سارے بادشاہوں (خداوندان) میں کسی سے بھی وہ ادا نہ ہوسکا......" (برنی، اردو ترجمہ، ڈاکٹر سید معین الحق، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، اکتوبر ۱۹۶۹ء، اول، ص ۹۵-۱۰۰)

اس طویل تقریر کے بارے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی (۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ - ۵ دسمبر ۱۹۹۷ء) رقم طراز ہیں:

"برنی نے یہ مواعظ بالتفصیل اپنی تاریخ میں نقل کیے ہیں. یہ طے کرنا مشکل ہے کہ یہ ساری گفت گو [سید نور الدین مبارک غزنوی ملقب بہ ] میر دہلی کی ہے، یا برنی نے خود اپنے افکار و خیالات ان کی زبان سے ادا کر دیے ہیں. فلسفہ کی تعلیم کے خلاف جو کچھ سید نور الدین مبارک کی زبان سے کہلوایا گیا ہے، وہ برنی کا اپنا خیال معلوم ہوتا ہے. اس لیے کہ فلسفیوں کا عروج اور فلسفہ کی ترویج کا مسئلہ عہد تغلق کا مسئلہ تھا اور ایلتتمش کے عہد میں کسی نوعیت اور شکل میں بھی موجود نہ تھا. اسی طرح کے خیالات برنی نے **فتاویٰ جہان داری** میں بھی ظاہر کیے ہیں. سید نور الدین مبارک کے متعلق تفصیلی معلومات موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ طے کرنا مشکل ہے، کہ برنی نے کہاں تک ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی کی ہے. غیر مسلموں کے متعلق جن خیالات کا اظہار انھوں نے کیا ہے، وہ قابل غور ہیں. برنی کی



ایک اور تصنیف **صحیفۂ نعت محمدی** کے ساتھ ان کو پڑھا جائے تو اس مسئلہ کے کئی پہلو واضح ہو جاتے ہیں." (نظامی، خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، دہلی، ندوۃ المصنفین، اپریل ۱۹۵۸ء، اول، ص ۱۱۰)

پروفیسر نظامی نے اپنی دوسری تالیف میں بھی مذکورہ بالا خطبے کے بارے میں کچھ اسی طرح کے خدشات کا اظہار کیا ہے. وہ لکھتے ہیں:

"It is difficult to decide whether the whole of this speech was made by sayyid Nur'rd-din Mubarak or Barni has expressed his own sentiments by putting them in the mouth of the great suhrawardi saint."(Nizami, Khaliq Ahmad, **Some Aspects of Religion and Politics in India During the Thirteenth Century**, Aligarh, Department of History Muslim University, 1961, 1st, p.161)

مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:

Nizami, **Some Aspects of Religion and Politics in India During the Thirteenth Century**,p.160-162

ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی کا بھی یہی خیال ہے کہ شاید یہ برنی کے اپنے ہی خیالات و افکار ہیں، انھوں نے لکھا ہے:

"Barani quotes Balban as an authority on shaikh Nuru'd-Din 's sermons.This may be Barani's own view.Neverthele-ss, the sermons were an abridged version devised by Gha-zali and Nizamiu'l-Mulk of the perso-Islamic system of polity,which had been evolved at the saljuqid court.A modern scholor's view that philosophy was a problem

which had been highlighted during the Tughluq period is historically inaccurate,as the study had concerned both theologians and sufis from the end of tenth century onwards.Concern by the orthodox and sufis at the popullarity of philosophy is reflected even in Fawa'idu-Fu'ad.The information available is, however,insufficient to ascribe, with much certainty, the above theories to saiyid Nuru'd-din.However, he may also have forwarded identical,or similar, theories currently accepted in that period, which had been devised earlier."(Rizvi,Saiyid Athar Abbas, **A History of Sufism in India**, Lahore ,Suhail Academy,2004,1/195)

پروفیسر محمد حبیب (۶ جون ۱۸۹۵-۲۲ جون ۱۹۷۱ء) کا نقطۂ نظر پروفیسر خلیق احمد نظامی اور ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی سے قدرے مختلف ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''سلطان شمس الدین التتمش کے عہد میں ایک بہت بڑے مذہبی عالم سید نورالدین مبارک غزنوی ہوئے ہیں جو عام طور سے میر دہلی کہلاتے تھے۔ شیخ عبدالحق اپنی سیر الابرار [اخبار الاخیار فی اسرار الابرار] میں انھیں صوفیہ کی فہرست میں رکھتے ہیں لیکن وہ علمائے ظاہری میں سے تھے اور ان ہی کے ضمیر کی، جیسا کہ یہ کبھی ہوتا ہے، نمایندگی کرتے تھے۔ برنی تک ان کے کچھ بنیادی اصول پہنچے اور ان سے اس کے نوجوان ذہن پر گہرا اثر مرتب ہوا......

......الفاظ اور بیان تو برنی کے ہیں لیکن خیالات نورالدین مبارک کے بھی ہو سکتے ہیں، جنھوں نے برنی کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا اور بعد میں فتاوائے جہاں داری میں ظاہر ہوئے۔ برنی نے ان اصولوں میں جس واحد عنصر کا اضافہ کیا وہ حکومت کرنے کے لیے اشراف کے حق سے متعلق تھا۔ عظیم عالم (نورالدین مبارک غزنوی) کے افکار کے بنیادی



اصولوں کا بہ غور جائزہ کرنا چاہیے۔'' (محمد حبیب، بیگم افسر عمر سلیم خاں، سلاطین دہلی کا سیاسی نظریہ، مترجم، سید جمال الدین، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۷۹ء، اول، ص ۲۶۶، ۲۶۸)

سید نورالدین سے منسوب اس خطبے کا تذکرہ ہندو قلم کاروں کے ہاں بھی ملتا ہے، دیکھیے:

Goel,Sita Ram, **Defence of Hindu Society**,new Delhi, Voice of India.

Goel,Sita Ram,**The Story of Islamic Imperialism in India** ,new Delhi,Voice of India.

Vinod Kumar, **Muslim Rule,Hindu Diaspora and India**,in:**Kashmir Herald** [www.kashmirherald.com], vol:3,No:10

**گلشن ابراہیمی معروف بہ تاریخ فرشتہ** میں مرقوم ہے:

''سلطان غیاث الدین بلبن بہ فرزندان خود می گفت کہ سلطان شمس الدین التتمش می فرمود کہ من دو مرتبہ از سید مبارک غزنوی در مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام شنیدہ ام کہ می گفت: اکثر آنچہ پادشاہان می کنند ہمہ اشتراک بہ خداست و خلاف سنت مصطفیٰ و نجات ایشان از آتش عقوبت بہ چہار چیز متصور است، اگر در ان ہم خلل باشد یقین کہ برای عقوبت سزاوار تر از ایشان کسی نخواہد بود: اول آنکہ پادشاہ را باید کہ فر و سطوت خود را در محل خویش مصروف دارد و غیر رفاہیت خلق و ترس حق در نظر او نباشد۔ دوم آنکہ نگذارد کہ در ممالک او فسق و فجور علانیہ بہ وقوع آید و سعی درین باب فرماید و فاسقان و بی باکان را دایم مخذول و منکوب دارد۔ سوم آنکہ شغل و عمل بہ مردم دانا و شایستہ و دیانت دار و خدا ترس تفویض نماید و مردم بد اعتقاد را بہ ملک خود جا ندہد کہ سبب اختلال عقیدہ خلق شود۔ چہارم آنکہ در عدالت و داد دہی مردم استفسار نماید بہ مرتبۂ کہ آثار ظلم و تعدی در دیار او نماند۔ بیت:

پایداری بہ عدل و داد بود<br>ظلم و شاہی چراغ و باد بود

(ہندوشاہ، ملا محمد قاسم، **گلشن ابراہیمی معروف بہ تاریخ فرشتہ**، لکھنؤ، منشی نول کشور، ۱۳۲۲ھ، ۱/۷۶)

''بلبن اپنے بیٹوں سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتے تھے کہ میں نے معزالدین بن بہاء الدین سام کی محفل میں دو بار سید مبارک غزنوی سے سنا ہے کہ بادشاہوں کے اکثر افعال شرک کی حدوں کو چھو لیتے ہیں اور وہ بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جو سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہوتے ہیں. لیکن وہ اس وقت اور بھی زیادہ گنہ گار ہو جاتے ہیں جب کہ وہ ان چار باتوں پر عمل نہیں کرتے. وہ چار باتیں یہ ہیں:

۱- بادشاہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی شان وشوکت کے رعب داب کو مناسب موقع پر استعمال کرے اور خدا ترسی اور خلق خدا کی بھلائی ہمیشہ اس کے پیش نظر رہے.

۲- بادشاہ کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ اس ملک میں بدکاری مروج نہ ہو، فاسقوں اور بے غیرتوں کو ہمیشہ ذلیل ورسوا کرنا چاہیے.

۳- امور سلطنت کو عقل مند اور مہذب لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے. خلق خدا پر جن کو حاکم مقرر کیا جائے وہ دیانت دار اور خدا ترس لوگ ہونے چاہیں، بدعقیدہ لوگوں کو ملک میں پنپنے نہیں دینا چاہیے. کیوں کہ ایسے لوگ رعایا کو غلط راستے پہ ڈال دیتے ہیں.

۴- چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ وہ انصاف سے پورا پورا کام لے، ماتحتوں کی کارگزاری کا بہ نظر عدل جائزہ لیتا رہے تا کہ ملک سے ظلم وستم کا نشان مٹ جائے...... پس تم سب جو میرے جگر گوشے ہو یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر تم میں سے کسی نے کسی عاجز اور لاچار کو ستایا تو میں ظالم کو اس کے ظلم کی پوری پوری سزا دوں گا.''

(فرشتہ، محمد قاسم، **تاریخ فرشتہ**، اردو ترجمہ، عبدالحئی خواجہ (مشفق خواجہ)، لاہور، المیزان ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۸ء، ۱/۱۹۴)

۱۱. ''سید نورالدین مبارک غزنوی ہمشیرہ زادہ وخلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی. در زمان سلطان شمس الدین التمش اورا امیر دہلی می گفتند.'' (محمد ماہ، ملا، **تنقیح الاخبار**، خطی، علی گڑھ، مولانا آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی، سلیمان کلکشن، نمبر ۴/ ۵۸۵، ۲۸۴ ب-۱۳۸۵ الف:



تراب علی، **اصول المقصود**، خطی، ص ۳۳: مطبوعہ، ص ۴۳)

۱۲. ''خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی ست.'' (دہلوی، **اخبار الاخیار**، ص ۳۲: اردو، ص ۴۲)

۱۳. درج ذیل مآخذ میں سید نورالدین مبارک غزنوی کی شیخ عبدالواحد بن شہاب الدین احمد غزنوی سے بیعت کا ذکر ملتا ہے:

شاہ نواز خان، نواب امین الدولہ محسن الملک، **مراۃ آفتاب نما**، تہران، کتاب خانہ ملی جمھوری اسلامی، میر عنایت علی ولد میر ولایت علی- متوطن بلدہ اجمیر بہ مقام سوای مادھو پور، ۱۴ محرم ۱۲۶۲ھ، بروز سہ شنبہ، ۱۳۶ب

غوثی شطاری، محمد، **گلزار ابرار**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۱۲۷۹۹، ص ۱۰۱

-مطبوعہ، مرتبہ، ڈاکٹر محمد ذکی، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۴ء، اول، ص ۸۴

- **اذکار الابرار**- اردو ترجمہ- **گلزار ابرار**، مترجم، فضل احمد جیوری، آگرہ، مطبع مفید عام، ۱۳۲۶ھ، اول، ص ۹۵

-**گلزار ابرار**، سندھی ترجمہ، مخدوم عبدالجبار صدیقی، مقدمو، تعلیقات، مخدوم سلیم اللہ صدیقی، جام شورو، سندھی ادبی بورڈ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۹-۱۱۰

کشمیری ہمدانی، محمد صادق دہلوی، **کلمات الصادقین**، تصحیح وتعلیق ومقدمہ انگلیسی، دکتر محمد سلیم اختر، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، لاہور، انتشارات القریش، ۱۹۸۸ء، اول، ص ۱۵

-**کلمات الصادقین**، تصحیح وتعلیق ومقدمہ انگلیسی، دکتر محمد سلیم اختر، اردو ترجمہ، لطیف اللہ، کراچی، ادارہ نشر المعارف، اگست ۱۹۹۵ء، اول، ص ۳۶

بلاق، صاحب زادہ محمد، **روضۃ اقطاب**، دہلی، مطبع محب ہند، ۱۸۹۰ء، دوم، ص ۵۶

بلاق، سید محمد، **تذکرہ اولیاے کاملین**- اردو ترجمہ- **روضۃ اقطاب**، مترجم، ؟، لاہور، نذیر سنز، [۱۴۰۴ھ]، ص ۹۴

فریدی دہلوی، مولوی محمد عالم شاہ، **مزارات اولیاے دہلی**، دہلی، جان جہان پریس، ۱۳۳۰ھ، ۱/۹۷-۹۸

صاحب **نزہۃ الخواطر** کے بہ قول: شیخ عبدالواحد بن غزنوی، شیخ ابوالموید کے ماموں نیز شیخ طریقت بھی تھے. (الحسنی، علامۃ الشریف عبدالحیٔ بن فخر الدین، **نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، مطبع دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء، ۱/ ۲۰۲)

کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں ایک نسخۂ خطی **تواریخ الاولیا: تاریخ اولیا** (نمبر: ۸۸۹۷) کے نام سے محفوظ ہے. یہ نسخہ قبل ازیں معروف مخطوطہ شناس خلیل الرحمان داؤدی (۲ مارچ ۱۹۲۳-۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء) کی ملکیت میں رہا ہے. داؤدی صاحب نے نسخے پہ اپنی یاد داشت بھی تحریر کی ہے. وہ لکھتے ہیں: ''ناقص الاول ہونے کی وجہ سے مولف کا نام معلوم نہیں ہو سکا...... اس کتاب میں آٹھ ویں صدی ہجری تک علما و اولیا شامل ہیں. اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب آٹھ ویں صدی ہجری میں تالیف ہوئی ہے.'' **تواریخ الاولیا: تاریخ اولیا** میں شیخ نظام الدین ابوالموید کے بارے میں مرقوم ہے:

''وی نظر تربیت وخلافت درغزنین از شیخ عبدالواحد یافتہ. بعدازاں بہ دہلی آمدہ، مرید خواجہ قطب الدین شد و در خدمت آنحضرت بہ مرتبۂ کمال رسیدہ و از جملہ واصلان گشت.''

(**تواریخ الاولیا: تاریخ اولیا**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، محمد نبی بخش باشندۂ میرٹھ بہ پاس خاطر میاں اللہ دیا، ۲۷ ستمبر ۱۸۵۵ء، نمبر ۸۸۹۷، ص ۷۹)

راقم الحروف کی ان تمام حوالہ جات کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ سب حوالہ جات شیخ نظام الدین ابوالموید سے متعلق ہیں جنھیں تذکرہ نگاروں نے عدم احتیاط کے سبب شیخ الاسلام غزنوی سے منسوب کر دیا. بہ فضل ایزدی ایسے تمام حوالہ جات کا اپنی زیر ترتیب تالیف **تاریخ مشائخ سہرورد** میں تفصیلاً جایزہ لوں گا.

۱۴. **دلیل العارفین** میں مرقوم ہے:

''وقتی در شہری بودم، نام آن شہر یاد نماندہ است، اما نزدیک شام ست. بیرون آن شہر غاری بود. بزرگی در آن غار مسکن داشت، شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی [شیخ عبدالواحد بن احمد غزنوی] گفتندی. پوست و استخوانی در وجود مبارک ایشان ماندہ، بر سجادہ نشستہ بود و دو شیر پیش در او استادہ. دعا گو از ترس شیران نتوانست کہ نزدیک رود، نظر آن بزرگوار بر من افتاد، آواز داد کہ



بیا و مترس. چون نزدیک شدم، روی بر زمین آوردم و بنشستم. اول سخن کہ آن بزرگ بر من گفت این بود کہ اگر تو قصد یکی نہ کنی او نیز قصد تو نہ کند، این چنین [یعنی شیر خود] چہ کس ست کہ از وی می ترسی؟ بعد ازان فرمود کہ چون خوف حق در دل یکی باشد ہر کہ بود از وی در خوف بود، شیر خود کدام کس ست کہ از مردم در خوف نبود. الغرض ازین بابت سخنہا بسیار گفت.''

(بختیار کاکی اوشی، خواجہ قطب الدین، **دلیل العارفین**، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۱۱ھ، ص ۹: - **دلیل العارفین**، کان پور، منشی نول کشور، مارچ ۱۸۸۹ء/ رجب ۱۳۰۶ھ، ص ۹: - **دلیل العارفین**، لکھنؤ، منشی نول کشور، جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ/ فروری ۱۸۹۰ء، ص ۱۱: - **دلیل العارفین**، لکھنؤ، مطبع حافظ محمود حسن، ۱۸۹۰ء، ص ۱۱)

''میں ایک وقت میں ایک شہر میں تھا، جس کا نام مجھ کو یاد نہیں رہا، مگر یہ جانتا ہوں کہ شام کے قریب ہے. اس شہر سے باہر ایک غار تھا اور ایک بزرگ اس غار میں رہتے تھے. لوگ ان کو شیخ اوحد محمد الواحد عزیزی [شیخ عبدالواحد بن احمد غزنوی] کہتے تھے. ایسے نحیف تھے کہ بدن کی ہڈیاں دکھلائی دیتی تھیں. جاے نماز پر بیٹھے تھے اور دو شیر ان کے آگے کھڑے تھے. یہ دعا گو شیروں کے خوف سے ان کے نزدیک نہ جا سکا. ناگاہ ان بزرگ وار کی نظر مجھ پر پڑی، آواز دی کہ چلے آؤ، ڈرو نہیں. جب میں پاس پہنچا، آداب عرض کر کے بیٹھ گیا. ان بزرگ نے بیٹھتے ہی مجھ سے یہ بات کہی کہ اگر تم کسی کے آزار کا قصد نہ کرو تو کوئی تمھارے بھی آزار کا قصد نہ کرے یعنی شیر کیا چیز ہے جس سے ڈرتے ہو. اس کے بعد فرمایا کہ جس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے، اس سے ہر چیز خوف کرتی ہے، شیر کیا ہستی رکھتا ہے جو آدمی سے نہ ڈرے. الغرض اس قسم کی بہت سی باتیں کیں.'' (**اسرار العارفین** - اردو ترجمہ **دلیل العارفین**، مترجم، محمد المدعو بہ فضل اللہ بن مولانا الحاج مولوی محمد عبداللہ صدیقی حنفی لکھنوی، کان پور، مطبع مجیدی، ربیع الاول ۱۳۶۰ھ/ اپریل ۱۹۴۱ء، ص ۱۲-۱۳)

۱۵. حمید قلندر، **خیر المجالس**، خطی - گ ب، ص ۲۸۸-۲۸۹: مطبوعہ، ص ۲۲۵-۲۲۶

مزید تفصیلات کے لیے، رک: حاشیہ نمبر ۶

شیخ اجل سرزی کے بارے میں **ریاض الالواح** میں مرقوم ہے:

"الشیخ الاجل محمد سرزی علیہ الرحمۃ، مرقد شریف و مضجع منیف ایشان بعد نیم کروہ بہ طرف جنوبی شہر غزنی در شرقی جنوبی زیارت حکیم سنائی واقع است. وی از جملہ اکابران زہدان و اجلہ موحدان پیوستہ، سرمست بادۂ توحید وایقان و جرعہ نوش خم خانۂ تجرید و عرفان بودہ. مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ در کتاب مثنوی شریف از مراتب عالیہ و مدارج منیعہ ایشان بیان فرمودہ اند کہ ذکر آن استعار درین مختصر گنجایش ندارد. و در لوح کہ بالای قبر ایشان دیدہ شد این عبارت مرقوم است: انتقلت الیٰ جوار رحمۃ اللہ تعالیٰ فی لیلۃ الجمعۃ السابع و العشرین من جمادی الآخر سبع و تسعین وخمسمایۃ. چون اسم ایشان در این لوح ذکر نشدہ و باعتبار ضمیر تانیث انتقلت معلوم می شود کہ این لوح از زن باشد، مگر اینکہ اسناد انتقلت را بسوی نفس مطمئنہ یا روح مقدسہ نمائیم، چنانچہ در کلام شریف آمدہ: یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ، ہرگاہ این لوح از ایشان باشد، مطابق تاریخ لوح در زمان سلطان شہاب الدین غوری وفات کردہ اند۔"

(رضا، شیخ محمد، **ریاض الالواح**، کابل، انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۴۶ش، ص ۹۱-۹۲)

۱۶۔ **راحت القلوب** میں مرقوم ہے:

"وقتی جانب بغداد مسافر بودم، شیخ اجل شیرازی را دریافتم. پیری بزرگ و باعظمت بود. چون سر در جماعت خانہ او کردم، سلام گفتم، دست بہ من داد، و نیز بر من نگریست و این گفت کہ بیا ای نیک عالم! کہ نیک آمدی، بنشین! نشستم، بسیار لطف ارزانی داشتند. الغرض چند روز بہ خدمت اوشان بودم، ہرگز ندیدم کہ کسی از خانقاہ ایشان محروم رفت. چنانچہ اگر ہیچ نبودی، خستہ خرما موجود داشتی، بر دست آنکس بہ دادی و این دعا کردی کہ اللہ تعالیٰ در رزق تو برکت دہند. پس از خلق آن دیار شنیدم کہ ہر کرا شیخ این نفس دادی تا او در حیات بودی ہرگز محتاج دیگر نشدی۔" (نظام الدین اولیا، خواجہ، **راحت القلوب**، خطی، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، غلام بہاوالدین بن غلام علی شاہ چشتی ساکن امرت سر، ۱۵ جمادی الاول ۱۲۲۱ھ، نمبر ۱۰۶۳۹، ص ۸-۹: -**راحت القلوب**، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۰۹ھ، ص ۴-۵: -**راحت القلوب**، میرٹھ، مطبع قاسمی، ۱۳۲۵ھ، ص ۵)



"جس زمانے میں، میں بغداد کا سفر کر رہا تھا، شیخ اجل سنجری [سرزی] رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی. بزرگ اور باہیبت شخص تھے. میں ان کے جماعت خانے میں گیا اور سلام بجا لایا. انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میری طرف دیکھ کر بولے: آؤ شکر عالم! خوب آئے، بیٹھو. میں بیٹھ گیا. وہ میرے، فوراً حکم پر، بیٹھ جانے سے خوش ہوئے. میں ان کی خدمت میں کئی دن تک رہا لیکن ایک دفعہ بھی نہ دیکھا کہ کوئی ان کی خانقاہ سے محروم گیا ہو. اگر کچھ نہ ہوتا تو سوکھے چھوہارے ہی ہاتھ پہ رکھ دیتے اور دعا کرتے: خدا تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے. شہر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ جس کو شیخ نے کھجور دی وہ عمر بھر کسی کا محتاج نہ ہوا."

(نظام الدین اولیا، خواجہ، **راحت القلوب**، اردو ترجمہ، ملا واحدی دہلوی، تہذیب، عابد نظامی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، محرم ۱۴۰۶ھ، دوم، ص ۶۱)

**راحت القلوب** کے مطبوعہ فارسی متون میں: "بیا! ای شکر عالم!، نیک آمدی" مرقوم ہے. (**راحت القلوب**، ۱۳۰۹ھ، ص ۴: -**راحت القلوب**، ۱۳۲۵ھ، ص ۵) جب کہ ایک اور مترجم نسخے میں: "بیا اے لنگر عالم! نیک آمدی." مرقوم ہے. (اردو ترجمہ، غلام احمد خاں بریاں، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۲ھ، ص ۱۰)

۱۷۔ تقریباً سبھی مآخذ کے حوالہ جات مختلف مقامات پہ آچکے ہیں.

۱۸۔ اگرچہ "بہ برکت جد شما بہ بادشاہی رسیدہ ام" کا جملہ نہایت واضح ہے لیکن **فواید الفواد** کی روایت کے مطابق ایلتتمش، سید نور الدین مبارک غزنوی کے ماموں اور شیخ طریقت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نیز شیخ اوحد الدین کرمانی سے ملا تھا اور دونوں میں سے کسی ایک بزرگ نے فرمایا تھا: "تو بادشاہ خواہی شد." (تم بادشاہ ہو جاؤ گے). (سنجری، امیر حسن علاء، **فواید الفواد**، دہلی، فخر المطابع، ۱۲۷۲ھ، ص ۲۲۵)

**سیر العارفین** میں بھی ہے کہ ایلتتمش بہ عمر پندرہ سال بغداد میں شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے. جو رقم ان کے پاس تھی، شیخ الشیوخ کی نذر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی. شیخ الشیوخ نے دعا کے بعد فرمایا: "من در چہرۂ این شخص انوار سلطنت لامع می بینم." (میں اس شخص کے چہرے پر سلطنت کے روشن انوار دیکھ رہا ہوں) شیخ اوحد الدین کرمانی بھی

حاضر خدمت تھے، اس پر انھوں نے فرمایا: ''از برکت شما در سلطنت دنیوی دینش ہم سلامت باشد۔'' (آپ کی برکت سے دنیاوی سلطنت میں اس کا دین سلامت رہے گا)۔ (جمالی، حامد بن فضل اللہ، **سیر العارفین**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۳۷۶۵، ۲۸ ذی الحجہ ۱۲ھ، ص ۳۸: —**سیر العارفین**، مترجمہ و مرتبہ، محمد ایوب قادری، لاہور، اردو سائنس بورڈ، جنوری ۱۹۸۹ء، دوم، ص ۲۵۷)

۱۹. ''سلطان شمس الدین...... ہر بار سید السادات سید مبارک غزنوی را بہ بار خاص و عام متصل خود شاندی و سید قطب الدین را راستان خود بنشاندی۔ بارہا دست در دامن سید مبارک غزنوی زدی و بہ تواضع و شکستگی گفتی کہ من ترکی عجمی ام، بہ برکت جد شما بہ بادشاہی رسیدہ ام و بہ معاصی نفس خود گرفتارم۔ دست در دامن شما زدہ ام کہ فرزندان و جگر گوشگان رسول ﷺ اید و با سرور عالمیان ﷺ نازی و انبساطی کلی دارید، کہ فردای قیامت مرا از دست نگذارید، از سید مبارک عہد نامہ سید تا فردا قیامت شفاعت کند۔'' (دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، **شرف السادات**، خطی—فوٹو کاپی: لاہور، سید اویس علی سہروردی، ص ۱۵۰-۱۵۱: —**شرف السادات**، خطی، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، میاں محمد زمان سکنہ موضع مستالہ، محرم ۱۳۰۳ھ، ص ۱۲۳-۱۲۴)

۲۰. **درر نظامی** کا فارسی متن تو دست یاب نہیں البتہ اردو ترجمے سے مذکورہ اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''جب حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی دہلی میں تشریف لائے اور یہاں کے لوگوں پر نظر کی، تو دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ چالیس مسلمانوں میں خدا کا ایک ولی ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی، کیوں کہ مجھ کو اس شہر میں ایک ولی بھی نہیں دکھائی دیتا۔ آخر ایک شب یہ اندیشہ ان کے دل میں نہایت پختہ ہوا، پھر اسی شب ایک شخص نے ان کے دروازہ پر آن کر دستک دی۔ یہ دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ اس شخص نے کہا کہ تم کو اولیاء اللہ سے کیا کام ہے، اگر میں اور تم ولی نہیں ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ کوئی بھی ولی نہ ہو؟'' (علی بن محمود جاندار، ص ۳۱-۳۲)



۲۱. ''چون قطب عالم شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہٗ العزیز از اجمیر با جازت شیخ کبار معین الحق والشرع والدین حسن سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز در دہلی آمدند و ساکن شدند، و آن روز سید مبارک غزنوی قدس اللہ سرہٗ العزیز مقتدا در شہر دہلی ایشان بودند۔ روز جمعہ در مسجد دہلی کہنہ بعد از نماز ہر دو بزرگوار ملاقات کردند۔ قطب عالم بہ خدمتِ سید مبارک گفتند کہ ای مخدوم زادۂ کونین! می خواہم درین شہر سماع بشنوم، شما حاضر شوند۔ خدمت سید فرمودند تا آنکہ مرا اجازت حضرت رسالت علیہ السلام نشود، حاضر نشوم۔ حضرت قطب عالم فرمودند کہ امشب شما را اجازت خواہد شد۔ قضاء ہم در آن شب حضرت رسالت علیہ السلام خدمت سید مبارک را در خواب فرمود کہ ای فرزند! قطب عالم ما سماع خواہد شنید، تو ای فرزند! باید کہ حاضر شوی۔ خدمت سید مبارک روز شنبہ حاضر شدند و اول سماع در دادند۔''

(جعفر المکی الحسینی، سید محمد بن نصیر الدین، **بحر المعانی**، مراد آباد، مطبع احتشامیہ، ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ/ دسمبر ۱۸۸۹ء، ص ۱۹۱-۱۹۲: —**بحر المعانی**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۱۰۴۲ھ، نمبر ۷۸۲، ص ۳۰۷-۳۰۸: —**بحر المعانی**، خطی، تہران، کتاب خانہ ملی جمہوری اسلامی، غلام مرتضیٰ ونڈھوی، ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ، نمبر ۱۸۴۹۲، ص ۲۸۰: —**بحر المعانی**، اردو ترجمہ و شرح، حافظ شاہ تقی انور قلندر علوی، کاکوری، مترجم خود، ۲۰۱۰ء/ ۱۴۳۱ھ، ص ۳۸۷-۳۸۸: دہلوی، شیخ عبد الحق، **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**، خطی، اسلام آباد، گنج بخش، نمبر ۸۴۵۲، ص ۵۷-۵۸: صابری البراسوی، محمد اکرم، **اقتباس الانوار**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۹۷۳۵، ۱۰۹الف: —**اقتباس الانوار**، لاہور، مطبع اسلامیہ، [۱۸۹۵ء]، ص ۱۵۵-۱۵۶: —**اقتباس الانوار**، اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، محرم ۱۴۱۲ھ، سوم، ص ۴۱۳)

قطب عالم قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز، شیخ کبار معین الحق والشرع و الدین حسن سجزی قدس اللہ سرہ العزیز کی اجازت سے اجمیر سے دہلی تشریف لائے، تو اس دن جمعہ کے روز سید مبارک غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز جو دہلی کے اکابرین میں سے تھے، دہلی کی مسجد کہنہ میں بروز جمعہ دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی۔ قطب عالم نے سید مبارک

سے گزارش کی کہ اے مخدوم زادہ کونین! میں چاہتا ہوں کہ اس شہر میں سماع سنوں، جس میں آپ بھی حاضر ہوں. انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے رسالت پناہ علیہ السلام سے اجازت نہ ہوگی، حاضر نہیں ہو پاؤں گا. حضرت قطب عالم نے فرمایا: آج رات آپ کو اجازت مل جائے گی. چناں چہ یوں ہی ہوا کہ اس شب حضرت رسالت پناہ علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: اے فرزند! قطب الدین سماع سنیں گے، تم بھی ان کی مجلس میں شامل ہو جانا. سید مبارک ہفتہ کے روز (قطب صاحب) کی محفل میں حاضر ہوئے اور پہلی بار مجلس سماع منعقد ہوئی.

۲۲. مولانا علاء الدین کرمانی، شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خلیفہ تھے. اس سلسلے میں بنیادی ماٗخذ شیخ رکن الدین عالم ملتانی کا ایک ارشاد ہے. جس کے راوی مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہیں: ''شیخ الاسلام گفت: من از زبان مبارک شیخ رکن الدین (ملتانی) شنیده ام: روزی خدمت ایشان عزیزی از دہلی پرسید: زیارت کدام پیران کردید؟ او نام ہر پیری گفت: مولانا علاء الدین کرمانی نگفت از خلفای شیخ الشیوخ (شہاب الدین سہروردی) است. آن عزیز گفت: (زیارت) او نکرده ام، شیخ رکن الدین (ملتانی) گفت: چون زیارت او نکردی، زیارت ہیچ یکی را نکردی کہ پیشتر از فتح دہلی (بدست اہل اسلام) او این جا آمده است. مخدوم فرمودند: امروز ان شاء اللہ تعالیٰ زیارت او بہ کنم.'' (القریشی الحسینی، سید علاء الدین علی بن سعد بن اشرف بن علی، **خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم**، تصحیح وتحشیہ ومقدمہ، دکتر غلام سرور، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، ص ۵۸۲: **جامع العلوم**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، نئی دہلی، انڈین کاونسل آف ہسٹاریکل ری سرچ، ۱۹۸۷ء، ص ۶۶۸):

''شیخ الاسلام نے کہا: میں نے شیخ رکن الدین کی زبان سے سنا کہ ایک عزیز شہر سے پہنچا تو انھوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے کون پیر کی زیارت کی؟ اس نے ہر پیر کا نام لیا (لیکن) مولانا علاء الدین کا نام نہ لیا. شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ تو نے مولانا علاء الدین کرمانی کی زیارت کی جو کہ شیخ الشیوخ کے خلفا میں سے ہیں؟ اس عزیز نے کہا کہ میں نے ان کی



زیارت نہیں کی. شیخ رکن الدین نے فرمایا: جب تو نے ان کی زیارت نہ کی تو کسی ایک کی [بھی] زیارت نہیں کی، کیوں کہ وہ فتح دہلی سے پیش تر یہاں آئے تھے.'' (القریشی الحسینی، **الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم**-اردو ترجمہ- **خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم**، مترجم، ذوالفقار احمد نقوی، دہلی، مطبع انصاری، ۱۳۰۹ھ، ۲/۸۴۳-۸۴۴)

۲۳. ''سید نور الدین مبارک غزنوی نور اللہ مرقدہٗ در پنجشنبہ تذکیری کرد. مولانا علاء الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر بود. چون سید نور الدین تذکیر آخر کرد، روی سوی خلق کرد و گفت: ای عزیزان! در پنجشنبہ آیندہ، ما از جہان سفر خواہم کرد، این ہفتہ مہمان شمایم. درین میان مولانا علاء الدین کرمانی برخاست [و] گفت کہ ہم چنین است کہ سید می گوید: روز پنجشنبہ نقل سید است و روز جمعہ نقل این دعا گوی است. نعرہ ہا از مجلس برخاست. آخر ہم چنان شد کہ سید [و] مولانا علاء الدین می فرمودند.''

(امیر خسرو، **افضل الفواید**، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۰۴ھ، ص ۶۶)

''سید نور الدین مبارک غزنوی نور اللہ مرقدہٗ پنجشنبہ [جمعرات] کے روز وعظ کرتے تھے. مولانا علاء الدین کرمانی بھی حاضر تھے. جب سید نور الدین نے وعظ تمام کیا [تو] لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے عزیزو! پنجشنبہ آیندہ کو میں جہان سے سفر کروں گا. اس ہفتے تمھارا مہمان ہوں. اسی [اثنا] میں مولانا علاء الدین کرمانی نے اٹھ کر کہا کہ لوگو! اسی طرح ہے جیسا کہ سید صاحب کہتے ہیں. پنجشنبہ کے روز سید صاحب کا انتقال ہے اور جمعہ کے روز اس دعا گو کا انتقال ہے. یہ سن کر مجلس سے نعرے بلند ہوئے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ سید صاحب اور مولانا علاء الدین کرمانی فرماتے تھے.'' (امیر خسرو، **احسن الشواہد**-اردو ترجمہ- **افضل الفواید**، مترجم، مولوی مولا بخش حنفی چشتی نظامی سلیمانی، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۳ھ، ص ۶۹)

یہ اقتباس معمولی تفاوت کے ساتھ **ثمرات القدس من شجرات الانس** میں بھی نقل ہوا ہے:

''سید نور الدین مبارک غزنوی نور اللہ مرقدہٗ ہر پنجشنبہ ای تذکیری کرد. روزی مولانا علاء الدین کرمانی حاضر بود، چون سید نور الدین تذکیر آخر کرد و بہ تسمیہ رسید، روی بہ سوی خلقی کہ جمع آمدہ بودند بکرد و گفت: ای عزیزان! پنجشنبہ آیندہ ما از جہان سفر خواہیم کرد، این ہفتہ

میہمان شما ئیم. دراین میان مولانا علاء الدین کرمانی برخاست وگفت: ہم چنین است کہ سید می گوید، روز پنجشنبہ نقل سید است وروز جمعہ نقل این دعا گو نعرہ ہا از مجلس برخاست وہم چنان شد کہ خدمت مولانا علاء الدین فرمودہ بود.'' (لعلی بدخشی، میر زالعل بیگ، **ثمرات القدس من شجرات الانس**، مقدمہ، تصحیح وتعلیقات، دکتر سید کمال حاج سید جوادی، تہران، پژوہشگاہ علوم انسانی مطالعات فرہنگی، بہار ۱۳۷۶ش، ص ۴۵۳)

یہ روایت **افضل الفواید** کے حوالے سے **روضۂ اقطاب** میں بھی نقل ہوئی ہے، دیکھیے:

بلاق، ۱۸۹۰ء، ص ۵۷: بلاق، [۱۳۰۴ھ]، ص ۹۵

۲۴. **اسرار الاولیا** میں خواجہ قطب الدین **فواید الفواد** اور **درر نظامی** کے متون میں محض سید قطب الدین مذکور ہے. بعد کی دیگر کتب میں بھی **فواید الفواد** کے حوالے سے سید قطب الدین ہی مرقوم ہے. البتہ **سیر العارفین** میں جہاں یہ روایت نقل ہوئی ہے وہاں ان کا نام سید قطب الدین ترمذی نقل ہوا ہے. (جمالی، خطی، ص ۴۷-۵۷: اردو ترجمہ، ص ۳۷) اور **جواہر فریدی** میں سید قطب الدین تبریزی مرقوم ہے. (چشتی بھدالوی، مولوی اصغر علی، **جواہر فریدی**، لاہور، وکٹوریہ پریس، ۱۸۸۴ء/۱۳۰۱ھ، ص ۱۷۴: **-جواہر فریدی**، اردو ترجمہ، ؟، لاہور، ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین، س ن، اول، ص ۱۶۹) قیاس ہے کہ یہ سید قطب الدین غزنوی ہیں جو شیخ الاسلام غزنوی کے بھتیجے تھے.

۲۵. ''ہم در بزرگی شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ حکایت فرمود کہ وقتی امساک باران شد ،اورا لازم گرفتند کہ دعای باران بہ گوید، برسر منبر برآمد ودعای باران بہ خواند. بعد از ان روی سوی آسمان کرد وگفت: یا اللہ! اگر تو باران نفرستی من پیش در ہیچ آبادانی نہ باشم. این بہ گفت و از منبر فرود آمد. حق تعالی باران رحمت فرستاد. بعد از ان سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ با او ملاقی شد واین سخن با او بہ گفت کہ مارا اعتقادی در حق تو راسخ است ومی دانیم کہ ترا با حق نیازی تمام است، اما این لفظ بر چہ گفتی کہ اگر تو باران نفرستی من پیش در ہیچ آبادانی نہ باشم، اگر نہ فرستادی چہ کردی؟ شیخ نظام الدین ابو المؤید گفت کہ من می دانستم کہ باران خواہد فرستاد. آن گاہ، سید قطب الدین گفت: از کجا می دانستی؟ گفت: وقتی مرا با سید نور الدین مبارک نور اللہ



مرقدہ، درپیش سلطان شمس الدین برای زبردست وزیر دست نشستن نزاعی رفتہ بود. من سخنی گفتہ بودم کہ او کوفتہ شدہ بود، درانچہ مرا دعای باران فرمودند. من برسر روضۂ او رفتم وگفتم کہ مرا دعای باران فرمودہ اند وتو از من کوفتہ ای، اگر تو با من آشتی کنی، من دعا بہ خوانم واگر آشتی نکنی نتوانم خواند. از روضۂ او آواز برآمد کہ من با تو آشتی کردم، تو برو ودعا بہ خوان!'' (سجزی، **فواید الفواد**، ۱۲۷۲ھ، ص ۲۰۶: **-فواید الفواد**، دہلی، مطبع حسنی، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۲۰-۱۲۱)

''شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کے بارے میں بھی حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ برسات نہیں ہوئی. ان سے اصرار کیا گیا کہ بارش کی دعا فرمائیں. وہ منبر پر آئے. بارش کی دعا پڑھی اور پھر آسمان کی طرف رخ کر کے کہا: اے اللہ! اگر تو نے بارش نہ برسائی تو میں آیندہ کسی آبادی میں نہیں رہوں گا. یہ کہا اور منبر سے اتر آئے. اللہ تعالیٰ نے باران رحمت سے نوازا. اس کے بعد سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ملاقات کی اور یہ بات کہی کہ ہمارا آپ کے بارے میں پکا اعتقاد ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کو حق (تعالیٰ) سے پورا نیاز حاصل ہے لیکن یہ آپ نے کیا کہا کہ اگر تو نے بارش نہ برسائی تو میں آیندہ کسی آبادی میں نہ رہوں گا؟ اگر بارش نہ ہوتی تو آپ کیا کرتے؟ شیخ نظام الدین ابو المؤید نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ (اللہ) بارش برسائے گا. اس پر سید قطب الدین نے پوچھا کہ آپ یہ کیسے جانتے تھے؟ (کہ بارش برسائے گا) بولے: ایک دفعہ میرا سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہ، سے، سلطان شمس الدین کے سامنے اونچی جگہ اور نیچی جگہ بیٹھنے پر جھگڑا ہوا تھا، میں نے ایسی باتیں کہی تھیں جس سے ان کو کوفت ہوئی تھی. جس وقت بارش کی دعا کے لیے کہا گیا ہے تو میں ان کے روضہ پر گیا اور کہا کہ مجھ سے بارش کی دعا کے لیے کہا گیا ہے اور آپ مجھ سے رنجیدہ ہیں. اگر آپ مجھ سے من جائیں تو میں دعا مانگوں اور اگر آپ ملاپ نہیں کریں گے تو میں دعا نہ مانگ سکوں گا. ان کے روضہ سے آواز آئی کہ میں نے آپ سے ملاپ کر لیا، آپ جائیں اور دعا مانگیں.'' (سجزی دہلوی، خواجہ امیر حسن علا، **فوائد الفواد**، اردو ترجمہ، خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، نئی دہلی، مترجم خود، جنوری ۲۰۰۷ء، ص ۴۸۵: -Sijzi

.Amir Hasan, **Nizam ad-Din Awliya,Morals For The**

Heart, Translated and Annotated, Bruce B. Lawrence, New York, Paulist Press, 1992,p296-297)

مزید دیکھیے:

اسحاق، شیخ بدرالدین، **اسرار الاولیا**، لکھنؤ، منشی نول کشور، جون ۱۸۷۶ء، ص ۸۷-۸۸

جمالی، خطی، ص ۷۴-۷۵: اردو ترجمہ، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۳۶-۳۷

چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، رجب ۱۴۱۲ھ، ص ۶۷۶-۶۷۷

چشتی بہدالوی، ص ۱۷۴-۱۷۵: اردو ترجمہ، ص ۱۶۸-۱۶۹

علی بن محمود جاندار، ص ۲۱۱-۲۱۲

۲۶. **اسرار العارفین** کے بارے میں معلوم نہیں ہو پایا کہ کس کی تالیف ہے۔ البتہ خواجگان چشت کے ملفوظات نیز **مقرر نامہ** (مکتوبات مخدوم جہانیاں جہاں گشت) میں اس کے اقتباسات نقل ہوئے ہیں، لیکن یہاں **سیر العارفین** کا نام غلطی سے **اسرار العارفین** نقل ہوا ہے۔

**جواہر فریدی** میں ہے:

''حضرت سید نورالدین مبارک راہمشیرہ بود، رابعۂ عصر بہ کمال عفت منسوب، بی بی سایران نام داشت. آن عفیفہ روزگار، حضرت شیخ قدس سرہ رابرادر خواند. وخواجہ نظام الدین [ابو] المویدرحمۃ اللہ علیہ کہ پسر بی بی سایران پرورش وتربیت از حضرت خواجہ قطب الدین دارد. او نیز یکی از اولیای کبار است.'' (چشتی بہدالوی، ص ۱۷۴)

''سید نورالدین مبارک غزنوی قدس سرہ...... ان کی ایک بہن تھی رابعۂ عصر کمال غیب سے منسوب بی بی سایرہ نام تھا. اس عفیفہ نے حضرت شیخ [خواجہ قطب الدین بختیار] قدس سرہ کو بھائی کہا. شیخ نظام الدین ابوالموید کہ لڑکے بی بی سایرہ کے ہیں، پرورش اور تربیت حضرت خواجہ قطب الدین سے رکھتے ہیں اور اولیاے کبار سے ہیں.'' (چشتی بہدالوی، اردو ترجمہ، ص ۱۶۸)

**تاریخ فرشتہ** میں ہے:



''ووالدہ اش بی بی سامیران [؟] کہ ہمشیرۂ سید نورالدین غزنویست. خواجہ قطب الدین را برادری خواند وخواجہ بآن مشغوف بود.'' (ہندوشاہ، ۲/۴۰۱)

**سیر العارفین** میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے:

''حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی قدس سرہ از غزنین بہ دار الخلافۃ دہلی رسید...... او راہمشیرہ بود، رابعۂ عصر بہ کمال عفت منسوب، بی بی سایران نام داشت. آن عفیفہ روزگار، حضرت شیخ بزرگوار قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ رابرادر خواند. شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ کہ پسر حضرت بی بی سایرانست و پرورش و تربیت از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ دارد، او نیز یکی از اولیای کبار است.'' (جمالی، خطی، ص ۷۳-۷۴)

''جب حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی غزنین سے دار الخلافہ دہلی پہنچے. ان کی ایک بہن تھیں، جن کو رابعۂ عصر کہنا مناسب ہے. انتہائی عفیفہ، نام نامی بی بی سایراں تھا. وہ عفت مآب زمانہ، حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو بھائی کہتی تھیں. شیخ نظام الدین ابوالموید جو حضرت بی بی سایراں کے فرزند تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کے تربیت یافتہ تھے. وہ بھی بزرگ ترین اولیا میں سے ہیں.'' (جمالی، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۳۵)

مزید دیکھیے:

خویشگی، غلام معین الدین عبداللہ، **معارج الولایت فی مدارج الہدایت**، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی لائبریری، ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ، نمبر ۶۵/۷۷/۲۵-H، ۱۸۶الف ب

۲۷. اشرف، وجیہ الدین، **بحر زخار**، ۲/۳۱۴

بدخشی، عبدالفتاح بن میر محمد نعمان، **مفتاح العارفین**، خطی، لاہور، جامعہ پنجاب لائبریری، ذخیرۂ شیرانی، ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ، نمبر ۱۶۱۳/۴۲۶۳، ۱۴۳ب

چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، خطی، تہران، ۱/۲۵۱الف

چشتی، **مراۃ الاسرار**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۱۳۰۱ھ، نمبر ۱۳۲۷۸، ص ۲۳۹:
- اردو ترجمہ، ص ۶۷۷

الحسنی، **نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، ۱/۲۰۲

ذکر جمیع اولیای دہلی میں آپ کا سال رحلت یکم محرم ۶۷۰ھ (حبیب اللہ، ذکر جمیع اولیای دہلی، بہ تصحیح و تعلیقات، دکتر شریف حسین قاسمی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ری سرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ۸۸-۱۹۸۷ء، اول، ص۱۶) جب کہ خزینۃ الاصفیا میں ۶۴۷ھ مرقوم ہے. (لاہوری، مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیا، لاہور، مطبع ھوپ، ۱۲۸۳ھ، اول، ص۲۸۹) تذکرہ اولیاے ہند میں بھی ۶۴۷ھ مرقوم ہے. (دہلوی، مرزا محمد اختر، تذکرہ اولیاے ہند، دہلی، میور پریس، س ن، اول، ۳/ ۱۳۸) تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید میں ۱۳ ربیع الثانی ۶۳۲ھ اور ۶۶۲ھ درج ہے (احمد سعید، مولوی، تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید، دہلی، محبوب المطابع برقی پریس، [مارچ ۱۹۳۶ء]، ص۱۰۱) اور وفیات الاخیار میں ۱۳ ربیع الآخر ۶۳۲ھ مرقوم ہے. (چشتی صابری، مولانا محمد احسن، وفیات الاخیار، فیصل آباد، سنی دار الاشاعت، ۱۳۹۹ھ، ص۱۰۱، ۱۱۲)

۲۸. List of Muhammadan and Hindu Monuments میں مزار کی کیفیت کے بارے میں مرقوم ہے:

No.77

**(a-name):** Grave of Sayyid Nuruddin Mubarak of Ghazni

**(b-situation):** some 10 yards to the north of No.76

**(c-owner):** Khadim of the dargah of Qutb sahib

**(d-class):** III

**(e-date):** 632 A.H.(1234 A. D.)

**(f-Inscription):** On a red sandstone tablet built into a pillar at the head of a grave.

سید نور الدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۶۳۲ ھ

Translation

Sayyid Nuruddin Mubarak of Ghazni , may the peace of God be upon him,The year 632 A.H.



**(g-condition):** Good

**(h-whether protected by act):** Unnecessary

**(j-notes on and description):** The grave stands in the centre of an enclosure containing a large number of unknown graves. It measures 6' 10" by 3' 7" and 1' 10" high. The inscription quoted above under "f" is modern.

Sayyid Nuruddin Mubarak of Ghazni was a disciple of Shaikh shihabuddin soharwardi,a famous Muhammadan saint. He was noted for his honesty,piety and learning, and was appointed shaikhul Islam( the head of Muhammadan religion) by Shamsuddin Iltutmish.He died in the year of 632 A.H.

**(k):** Khazina,part II,17-19

Mazarat,Part II,98."

(**List of Muhammadan and Hindu Monuments** ,Calcutta, 1922,3/56)

شیخ الاسلام غزنوی کے مزار کی تعمیر نو ۲۰۰۶ء میں کی گئی. مزار کی تعمیر نو شیخ الاسلام غزنوی کے روحانی خلف صوفی محمد خوش حال شاہ نے کرائی. صوفی خوش حال شاہ کے خلیفہ صوفی واحد حسین قریشی (پ: یکم جنوری ۱۹۳۹ء) کی زیر نگرانی تعمیر نو پایۂ تکمیل تک پہنچی. واحد حسین قریشی کے بہ قول: ''سید نور الدین مبارک غزنوی کا مزار سراے لاڈو (مہرولی/ دہلی) میں واقع ہے. خانقاہ کا کل رقبہ تیرہ بیگھے ہے لیکن خاصی جگہ قابضین کے زیر تصرف ہے. تقریبا دس سال مقدمہ لڑنے کے بعد کچھ جگہ واگزار کرائی گئی اور موجودہ مزار ۲۰۰۶ء میں تقریباً چھے ماہ کی مدت میں مکمل ہوا. اگلے سال یعنی ۲۰۰۷ء میں آپ کا عرس بھی شایان شان طریقے سے منایا گیا. اور اب ہر سال سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ (۱۲ مارچ ۱۸۸۱

-۷ نومبر ۱۹۵۹ء، بھینسوڑی/رام پور) کے بہار گڑھ (مظفر نگر/ اتر پردیش) میں مقیم معروف خلیفہ صوفی محمد خوش حال شاہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور انھی کی زیر قیادت عرس منایا جاتا ہے۔ (**ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، دہلی، ۱۷ مارچ ۲۰۱۱ء) یہاں یہ یاد رہے کہ سید نور الدین مبارک غزنوی کا عرس مبارک پاکستان کے علاوہ برطانیہ میں بھی بہ مقام ساؤتھ ہال (لندن) باباصاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلۂ العالی) کے خلیفہ جناب صوفی آشف کار اشاہ کے زیر اہتمام منایا جاتا ہے۔ اور سید نور الدین مبارک غزنوی کے صاحب زادے اور خلیفہ سید نظام الدین کا عرس بابا صاحب کے خلیفہ صوفی ضیا احمد شاہ کے زیر اہتمام ڈربی (برطانیہ) میں منعقد ہوتا ہے۔

صوفی واحد حسین قریشی جو درگاہ کے منتظم اعلا ہیں، درگاہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''ملک کی تقسیم کے بعد آستانۂ اقدس کی وقف اراضی کی تباہی و بربادی میں اپنوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی جس کا زندہ ثبوت وقف اراضی پر ناجایز قابضین اور ناجایز تعمیرات کی شکل میں آج بھی اذیت ناک مناظر پیش کر رہے ہیں۔ خواجہ خوش حال چیریٹی بل ٹرسٹ کے محدود ذرایع و وسایل قطعاً اس بات کے متحمل نہیں تھی [تھے] کہ اس [ان] سماج دشمن عناصر کا تن تنہا مقابلہ کر پاتی [پاتے] اس کے باوجود جس قدر ممکن ہو سکا۔ درگاہ کی عظمت و تقدیس کے تحفظ آستانۂ اقدس کے ساتھ ہی دیگر اولیا اور صلحائے امت کے مزارات کی حفاظت اور لوٹ کھسوٹ سے بچی ہوئی جو بھی تھوڑی بہت اراضی تھی اس کی [کے] تحفظ کے لیے خواجہ خوش حال چیریٹی بل ٹرسٹ نے بھرپور جدوجہد کی، احاطہ درگاہ کی چوطرفہ باونڈری وال کرائی تا کہ آستانۂ اقدس کا جو بھی اثاثہ بچا ہے اسے تحفظ فراہم کرایا جا سکے۔''
(**تذکرہ حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی**، [دہلی، ماہ نور پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء]، ص ۳-۴)

سعدیہ دہلوی مزار کی موجودہ کیفیت کے بارے میں تحریر کرتی ہیں:

"The charming dargah has been renovated recently. Around it lie many unknown graves and a cluster of old mausoleums, some of which, unfortunately, are being



used as homes by the slum dwellers.A reputed automobile factory unit shares a boundary wall with the dargah compound and sadly, the surrounding area is a garbage dump."(Sadia Dehlavi, **The Sufi courtyard:Dargahs of Delhi**, Delhi,Harper collins publishers India, 2012, p57)

مزار کی بیرونی دیوار پہ ٹین کے دو بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں، ایک اردو میں اور دوسرا دیوناگری میں۔ دونوں پہ شیخ الاسلام غزنوی کو قادری بزرگ قرار دیتے ہوئے ان کے مختصر حالات تحریر کیے گئے ہیں۔ ذیل میں اردو بورڈ کی عبارت بلاتبصرہ نقل کی جاتی ہے:

**ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بانی**

**میر میراں شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی**

آپ جدی سید ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب پندرہ واسطوں سے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ آپ ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قادری کے بھانجے، مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کے والد سید عبد اللہ ابو الفضل صاحب نسبت بزرگ اور والدہ حضرت بی بی سارہ ولیہ کاملہ تھیں۔ [بی بی سارہ آپ کی ہم شیرہ کا نام تھا، والدہ کا نہیں: حسن] ایک بار دہلی میں قحط پڑا آپ کی بہن کے صاحب زادہ شیخ نظام الدین ابو المؤید نے اپنی ماں کے دامن کے کپڑے کو وسیلہ بنا کر دعا کی۔ دعا قبول ہوئی اور خوب بارش ہوئی۔ آپ سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ ہندوستان آئے اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ سلطان شمس الدین التمش آپ کا بڑا معتقد تھا، شاہی دربار میں آپ کو اونچے مقام پر بٹھاتا تھا اور دعاؤں کا طلب گار ہوتا تھا۔ آپ عہد شمسی میں شیخ الاسلام اور مقتدائے روزگار تھے۔ آپ کو میر دہلی کہا جاتا تھا۔ آپ کی ذات مجمع البحرین اور بڑی بابرکت تھی اور یہ دو عظیم روحانی نسبتوں قادری اور سہروردی کا سنگم تھی۔ آپ نے خواجہ اجل شیرازی سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کا وصال ۱۳ ربیع الآخر ۶۳۲ھ میں ہوا۔ آہ نور الدین مبارک بود (۶۳۲ھ) مادہ سال وصال ہے۔ آپ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں۔ آپ سے قبل کسی قادری شیخ کا ہندوستان آنا اور سلسلہ جاری ہونا مستند

تاریخ سے ثابت نہیں ہے.

سلسلۂ نسب: سید نورالدین مبارک غزنوی بن سید عبداللہ ابوالفضل بن سید شرف الدین محدث بن ابو محمد سالوسی بن سید محمد فارسی بن سید ابوالحسن بن سید یحییٰ بن ابو عبداللہ سید حسین بن سید عمر بن سید احمد محدث بن سید یحییٰ بزرگ بن سید حسین بن زید شہید بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

سلسلہ قادریہ: سید نورالدین مبارک غزنوی، شیخ شہاب الدین عمر قادری، محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی، شیخ ابوالحسن ہنکاری، شیخ ابو الفرح طرطوسی، شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی، شیخ ابوالقاسم نصر آبادی، شیخ ابوبکر شبلی، شیخ جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، سیدنا امام حسین، امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ، فخر موجدات [موجودات] خلاصۂ کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

سلسلہ سہروردیہ: سید نورالدین مبارک غزنوی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابونجیب عبد القاہر سہروردی، شیخ وجیہ الدین، شیخ محمد بن عبداللہ، شیخ احمد اسود دینوری، شیخ علو ممشاد دینوری، جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، سیدنا امام حسین، امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ، سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

چیرمین: حضور پرنور، سلطان الاولیا، شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، مختار ولایت، سیدنا و مولانا، مرشد الحاج حضرت محمد خوشحال صاحب مدظلہ العالی

منجانب: منتظمہ کمیٹی، حضرت نورالدین مبارک غزنوی

سجادہ نشین: محمد انور علی، سہیل فریدی، بدایوں شریف — 'شکیل آرٹ، دہلی'

۲۹. کول، علی گڑھ کا پرانا نام

۳۰. صاحب **کلمات الصادقین** کا یہی قیاس ہے کہ شیخ نظام الدین ابوالموید کا مزار دہلی میں ہے، وہ تحریر کرتے ہیں: ''قبر والدۂ شیخ نظام الدین ابوالموید کہ بی بی سارہ نام داشتہ، پہلوی نماز گاہ کہنہ است. تواند بود کہ قبر آنجناب نیز در جوار آن باشد.'' (ص ۲۳: -اردو، ص ۴۵)



راجی محمد ایسی تمام رویات بالخصوص صاحب **کلمات الصادقین** کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''از محررین متقدمین بہ عدم علم خود تعیین مکان مزار ایشان بہ ضبطی نیاوردہ. چون اولاً در کلمات الصادقین نوشت تواند بود کہ قبر آنجناب نیز در جوار قبر بی بی ساران باشد. بنابران بعضی متاخرین براعتماد آن زیادتی جراءت نمودہ، مزار ایشانرا بہ عدم تعیین از جملہ مزار ہای دہلی شمار دارند کہ محض غلطی و نسیان است. چونکہ مزار بزرگوار در بیرون قصبہ کول اظہر و اشتہار دارد. و ابتدا تا حال اولاد ایشان ہزاران ہزار بر مزار شریف سکونت و بحال و برقرار داشتہ. متفق بر ہمین اقرار دارند و بہ وسیلہ و شرف ایشان گرداگرد ہر طرف بہ نیم کروہ ہمہ مزارات اند بر اکثر قبور درختہا کھجور قایم و پرنور اند، چنانچہ بیت:

درخت خرما ہندی کہ گرد درگاہ اند
نشان کشف و کرامات شیخ دلخواہ اند

(راجی محمد، ۸۰ب)

شیخ ابوالموید کے مزار کے دہلی میں ہی ہونے کے بارے میں چند اور حوالہ جات یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

☆- **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار** میں ان کے مزار کے بارے میں واضح بیان موجود نہیں البتہ ایک قرینے سے کول میں ان کے مزار کی روایت کی نفی ہوتی ہے:

''جد شیخ نظام الدین ابوالموید را شمس العارفین گویند و شیخ جمال کولوی کہ مقبرۂ او در کول ست، از اولاد اوست.'' (دہلوی، ص ۴۹: -اردو ترجمہ، ص ۶۹)

☆- **ذکر جمیع اولیای دہلی** میں ہے:

''در سنہ ہفت صد (۷۰۰) این عالم را وداع کرد. ظاہراً مقبرۂ شریفش نزد روضۂ بی بی سارہ، عقب عیدگاہ دہلی کہنہ است.'' (حبیب اللہ، ص ۲۶)

☆- **روضۂ اقطاب** کے مطابق ان کی تربت دہلی میں ہے:

''قبر والدہ شیخ نظام الدین ابوالموید کہ بی بی سارہ نام داشت. پہلوی نماز گاہ کہنہ است و قبر شیخ نظام الدین ابوالموید نیز دران جوار ست رحمۃ اللہ علیہ. و شیخ جمال کولوی کہ مقبرۂ او در کول

است،اواولا داوست۔" (بلاق، ۱۸۹۰ء، ص ۵۸: بلاق، [۱۴۰۴ھ]، ص ۹۷)

☆-**مزارات اولیاے دہلی** میں بھی ان کے دہلی میں دفن ہونے کا ذکر ہے:

"آپ کا مزار اپنی والدہ صاحبہ کے مزار کے قریب شرق میں ہے۔" (فریدی دہلوی، ۱/ ۷۷)

☆-**List of Muhammadan and Hindu Monuments** میں آپ کی تربت کے بارے میں لکھا ہے:

"Grave of Shaikh Nizamuddin abulmoiyad at the south-west corner of the modque of Qutb Sahib ."

مزید لکھا ہے:

" The inscription copied below is engraved on a small red stone tablet fixed in the wall at the head of grave.It is modern containing only the name of the saint and the date of his death.

شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۶۷۲ھ

" The grave lies in a small apartment which is open to the sky and is entered through two low arched openings.It has been coated with plaster and is whitewashed, and mearsures 7' 7" by 3' 4" and 1' 1" high."

( **List of Muhammadan and Hindu Monuments**,3/40)

☆-ڈاکٹر محمد حفظ الرحمان نے بھی آپ کا مزار دہلی میں ہی بتلایا ہے، ملاحظہ کیجیے:

**تصوف اور خواتین اولیاء دہلی**، نئی دہلی، مولف خود، ۲۰۱۱ء، اول، ص ۵۸

**مزارات اولیاء دہلی**، دہلی، فرید بک ڈپو، ۲۰۰۶ء، ص ۹۲

☆-**راہ نماے مزارات دہلی** میں مرقوم ہے:



"آپ کا مزار شریف درگاہ حضرت قطب علیہ الرحمہ کی مسجد کی بائیں طرف دیوار کے نیچے ہے۔" (عاصم القادری سنبھلی، محمد، **راہ نماے مزارات دہلی**، دہلی، محمدی بک ڈپو، جنوری ۲۰۰۷ء، اول، ص ۵۵)

۳۱. اشتیاق زیدی کے مرتبہ شجرے میں ان کا نام "عزیز اللہ" اور مجتبیٰ حیدر زیدی کے فراہم کردہ شجرے میں ان کا نام "سید عبداللہ ملقب بہ صاحب تاج" رقم ہے۔ ثانی الذکر شجرے میں کسی نے چند اسما کی اصلاح کی ہے اور "سید عبداللہ" کی جگہ "سید عزیز اللہ" لکھا ہے۔

۳۲. ضلع مہندر گڑھ (ہریانہ) کا ایک شہر اور میونسپل کاونسل اور مہندر گڑھ کا ہیڈ کوارٹر۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Narnaul)

۳۳. تحصیل نارنول، ضلع مہندر گڑھ (ہریانہ) کا ایک گانو۔

(http://www.indiagrowing.com/Haryana/Mahendragarh/Narnaul/Jakhni)

۳۴. "شاہ نجم الدین مندوی خدیو دل خرسند، و خداوند ہمت بلند، پور سید نظام الدین بن سید مبارک غزنوی است۔ در عنفوان جوانی ہوای خدا شناسی در سر افتاد۔ نخست بہ خدمت نظام العرفاء بہ سلک مریدان منتظم گشتہ۔ عمری امیدوار کشایش معنوی و نگران فروغ شناسائی بود، لیکن قفل دریچۂ این آرزوئ او کلید ندید۔ ناچار بہ رخصت پیر پای تگاپوی در راہ روم فرمودہ، بہ دار السلطنت آن ملک در آمد۔ شیخ خضر رومی را کہ از جملہ خرقہ پوشان خانقاہ خلافت قطب الاولیا کاکی است، ملازمت نمود، می فرمود کہ بہ حسن مشیت ربانی و بہ دولت بشارت پیر بزرگوار، آرزو و خواہش نجم الدین را دریافت، الٰہی شناخت، پژمردگی داشت۔ در نخستین نوبت دیدار عیسوی کردار او طراوت زندگی بخشید۔ سرانجام بہ حلقۂ قلندران در آمدہ، روزگاری بہ سیر و سیاحت آن گل زمین بسر بردہ۔ ناگاہ شگرف فکاری ایزدی تقدیر گذار او بہ دیار ہند افگند۔ چون بہ مندو رسید، خوبی آب و ہوای سواد آن زنجیر بہ پای سفر آشنای او نہاد.......

......القصہ اقسام رعنائی و اصناف دلربائی کہ درین مصر اسلام، دران ہنگام از ہمہ سوی جوشید۔ کمند خاطر خاطف و دام قلب طایر او گشت۔ بہ حکم این دل سپردگی، پایان قلعہ در کنار قصبہ نعلچہ لب آب چند لاؤ کہ توام "جناتٍ تجری من تحتھا الانھار" است، زاویہ عزلت گزید۔ واز پی

قیدی تجرد برآمدہ، زنجیر سنت تاہل را بند پائ بادیہ فرسائی خویش گردانید. دویست سال کم بیش عمر یافت. بہ تاریخ ہشت صد و پنجاہ و دو عزم عالم روحانی فرمود. دران فرصت دور فرمان دہی سلطان ہوشنگ غوری بن دلاور خان در صوبۂ مالوہ عصر نماز دیگر داشت۔''

(غوثی شطاری، **گلزار ابرار**، خطی، ص۱۶۲-۱۶۳: مطبوعہ، ص۱۳۹-۱۴۰)

''آپ ہمیشہ دل خوش اور ہمت بلند کہا کرتے تھے. سید نظام الدین بن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہیں. آغاز جوانی میں خداشناسی کی ہوا سر میں بھری. لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت میں مرید ہوئے اور ایک عمر تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف اور معرفت حاصل ہو، لیکن اس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہیں کھلا، ناچار پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا. اس ملک کی دارالسلطنت میں پہنچے اور وہاں شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی، جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشوں میں سے ہیں. فرماتے تھے: الٰہی! معرفت کے بارے میں نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بہ دولت، شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت میں ہی نجم الدین کی آرزو میں طراوت حیات پیدا کی. آخر کار آپ قلندروں کے حلقہ میں شامل ہو گئے اور ایک مدت تک اس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے. پھر تقدیر الٰہی آپ کو ملک ہند میں کھینچ لائی. جب آپ مندو (منڈو) میں آئے تو یہاں کی آب و ہوا آپ کے پانو کی زنجیر بن کر سفر سے مانع ہوئی.......... القصہ جو انواع و اقسام کی رعنائی اور دل ربائی اس اسلامی شہر میں، تمام اطراف سے اس زمانہ میں جوش کناں پائی جاتی تھی، یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قلب کے لیے جال بنی. چناں چہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن میں قصبہ نعلچہ کے کنارے، چندلاؤ تالاب کے متصل جنات **تجری من تحتھا الانھار** کے ہم پہلو ہے، گوشہ نشین ہوئے. اور تجرد کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بھی زنجیر پانو میں پہن لی. کم وبیش دو سو برس کی عمر پائی. ہجری سنہ آٹھ سو باون میں عالم روحانی کا عزم فرمایا. یہ ایام وہ تھے کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دولار خان کے عروج زمانہ کے لیے صوبہ مالوہ میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔'' (**اذکار الابرار** - اردو ترجمہ - **گلزار ابرار**، ص۱۵۳-۱۵۴)



**جامع السلاسل** میں بھی معمولی تفاوت کے ساتھ یہی احوال نقل ہوئے ہیں:

''شاہ نجم الدین بن سید نظام الدین بن سید مبارک غزنوی بود. بالجملہ در عنفوان جوانی ہوای خداشناسی در سر افتاد و از ولایت غزنوی مسافر گشت، بہ دارالاسلام دہلی نخست، بہ خدمت نظام الدین اولیا بہ سلک مریدان منتظم گشت. و عمری امیدوار کشایش علم معنوی و نگران فروغ شناسائی می بود لیکن چون قفل آرزوی او کلید مراد ندید. ناچار بہ رخصت بہ سرپای تگاپوی در راہ روم فرسودہ بہ دارالسلطنت آن ملک در آمد. شیخ خضر رومی را کہ از جملہ خرقہ پوشان خانقاہ خلافت سید جمال الدین مجرد ساوجی بود و گویند خرقۂ خلافت از شیخ قطب الدین بختیار کاکی نیز داشت، ملازمت نمود. در نخستین نوبت دیدار عیسوی کردار او طراوت زندگی میر شاہ نجم الدین را بخشید، سرانجام بہ حلقہ قلندران در آمدہ. روزگاری بہ سیر و سیاحت آن گل زمین بہ سیر برد. ناگاہ شگرف کاریٔ ایزدی تقدیر گزار او بہ دیار ہند افگند. چون بہ مندو رسید، تاہل نمود و اقامت گزید. پایان قلعہ مندو و فرخی در قصبہ بعلچہ [نعلچہ] زاویۂ عزلت گزید. دویست سال کم و بیش عمر یافت. بہ تاریخ ہشت صد و پنجاہ و دو عزم روحانی فرمود. دران وقت دور فرمان دہی سلطان ہوشنگ غوری بن دلاور خان در صوبۂ مالوہ بود. آثار کرامات او بر زبانہای مردم فراوان است۔'' (بدخشانی، مجد الدین علی، **جامع السلاسل**، خطی، اسلام آباد، گنج بخش، شیخ فقیر اللہ، غرہ محرم ۱۱۵۴ھ، نمبر ۱۰۶۰، ص۱۷۴-۱۷۵)

راجی محمد نے سید نجم الدین قلندر کے بارے میں ایک اور مقام پہ لکھا ہے:

شاہ نجم الدین کہ در مشرب شدہ
پور از سید نظام الدین بدہ
اوست پورِ بادشاہِ معنوی
سید نور الدین مبارک غزنوی

(راجی محمد، ۲۸ب)

مولوی امیر احمد کاکوروی سال وفات کے بارے میں موجود دو روایات: ۸۳۷ھ اور ۸۵۲ھ کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''صاحب **لمحات العمر** یہ **من انفاس القلندر** یہ اپنی تالیف میں

تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نجم الدین کا سال وفات ۸۳۷ھ ہے لیکن **گلزار ابرار** میں سنہ وفات ۸۵۲ھ لکھا ہے۔ دونوں کو تسلیم ہے کہ حضرت کا وصال سلطان ہوشنگ غوری کے عہد میں ہوا جو ۸۳۸ھ میں دنیا سے راہی ہوا۔ اس لیے پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔" (**شاہان مالوہ**، لکھنؤ، انوار المطابع، س ن، ص ۲۴)

سید نجم الدین قلندر کے مزید احوال کے لیے، دیکھیے:

**اصول المقصود**، ص ۴۲-۵۸

**انتصاح عن ذکر اہل الصلاح**، اول، ص ۱۹-۲۰؛ دوم، ص ۲۶-۲۸

**انوار الاولیا (سلسلہ عمادیہ)**، ص ۵۷-۶۰

**بحر زخار**، ۲/ ۴۶۶-۴۶۷

**تاریخ شیراز ہند جون پور**، ص ۶۳۴-۶۳۶

**خاتم سلیمانی**، ۲/ ۱۳-۱۴

درد کاکوروی، میر نذر علی، **احوال الاولیا**، مشمولہ، **اسرار تصوف**، لاہور، ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ/ جولائی ۱۹۲۵ء، ج ۲: ش ۶، ص ۳۶

**روض الازہر فی مآثر القلندر**، ص ۱۶۸-۱۶۹

**شاہان مالوہ**، ص ۲۳-۲۴، ۶۰، ۶۸

**فصول مسعودیہ**، ص ۱۷-۲۷

**کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ الموسوم بہ نام تاریخی تحفۃ الابرار**، ۶/ ۹۵

**گلشن قلندریہ**، ص ۴۸-۴۹

**مراۃ الاسرار**، اردو ترجمہ، ص ۷۴۵-۷۴۶

**مناقب القلندریہ**، خطی، ص ۲

**نامعلوم الاسم**، خطی، ۵الف-۱۰الف

**نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، اردو ترجمہ، ۳/ ۲۱۱



**لمحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی اذکار الابرار**، ص ۴۷-۶۸

**وفیات الاخیار**، ص ۹۹، ۱۲۴

سید نجم الدین قلندر کے احوال پہ: **مختصر سوانح حیات حضرت سید شاہ نجم الدین قلندر غوث الدہر رحمۃ اللہ علیہ**، مولفہ مختار احمد خاں (ساکن: دھار)، سال گذشتہ (۲۰۱۴ء/۱۴۳۵ھ/ ۲۲۴ص) ہندی میں نالچھہ سے مزار کی انتظامیہ کے زیر اہتمام شایع ہو چکی ہے۔

سید نجم الدین قلندر کی خانقاہ مدھیہ پردیش کے ضلع دھار کے ایک گانو نالچھہ میں واقع ہے۔ نالچھہ، دھار سے تقریباً پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ برادر طریقت پراگ اگروال ۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء کو راقم کی درخواست پہ پہلی بار دھار سے نالچھہ گئے اور خانقاہ کی تصاویر بنا کر بھیجیں نیز خانقاہ کے مہتمم جناب عبد الغفار (۶ اگست ۱۹۶۳-۱۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء) سے ٹیلی فونک مکالمے کا بھی اہتمام کیا۔ عبد الغفار صاحب سے قبل ان کے والد گرامی جناب عبد الستار عرف بیربل بابا اندوری (م: ۲۰ فروری ۱۹۸۰ء) مزار کے متولی تھے۔ انھیں ان کے پیرو مرشد حکیم سید احمد جہاں گیری (۱۳۰۴-۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ/ ۷-۱۸۸۶-۱۵ جون ۱۹۷۶ء، کراچی) نے مزار کی تعمیر اور دیکھ بھال کا فریضہ سونپا تھا۔ حکیم سید احمد، شاہ محمد نبی رضا خاں ملقب بہ اسد جہاں گیری و معروف بہ دادا میاں (۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۴-۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ/ ۲۷ جولائی ۱۸۶۷-۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء، لکھنؤ) کے دست گرفتہ اور فخر العارفین شاہ محمد عبد الحیٔ جہاں گیری (۱۲۶۷-۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ/ ۵۱-۱۸۵۰-۲۱ اگست ۱۹۲۱ء، مرزا کھیل/ ضلع: چاٹگام) سے خلافت و اجازت سے سرفراز تھے۔ راقم کی گزارش پہ مورخہ ۱۰ جنوری ۲۰۱۵ء کو برادرم پراگ، ہندی میں نو مطبوع سوانح عمری کے حصول کے لیے دوبارہ نالچھہ گئے تو معلوم ہوا کہ عبد الغفار صاحب تو وفات پا چکے ہیں اور اب ان کے بیٹے محمد محسن (پ: ۷ جنوری ۱۹۸۹ء، مقیم: اندور) خانقاہ کے نئے متولی ہیں۔

خانقاہ میں نصب تین کتبہ جات کی تصاویر پراگ نے بہ ذریعہ وائبر مجھے ارسال کیں۔ ان تین کتبہ جات میں ایک اردو میں اور بقیہ دو دیوناگری میں ہیں۔ ذیل میں اردو کتبہ نقل کیا جاتا ہے:

۷۸۶

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لاهم یحزنون

صاحب کرامات و کمالات ، سالار منزل عرفان

حضرت شاہ سید نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ علیہ

وصال مبارک: ۲۰ ذی الحجہ ۸۵۲ھ

نور اللہ مرقدہ

برستے ہیں فضائے عرش سے پھول رحمت کے

بہشتِ عاشقاں ہے آستانہ نجم الدین

**حضرت شاہ سید نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ ابن سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی**

آپ کا شمار صوفیہ کے اعلیٰ طبقہ میں کیا جاتا ہے. نظام العرفا سے بیعت ہوئے. پیرومرشد کے حکم سے عزم روم کیا. وہاں شیخ خضر رومی جو کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خرقہ پوش تھے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے. شیخ رومی نے شاہ نجم الدین سے حیا کے پھول، صبر و شکر کے پھل، عجز و انکسار کی جڑ، غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن واخلاق کے بیج، ان سب کو لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کٹوانا شروع کروایا اور اشک پشیمانی کا عرق روزانہ اس میں ملاتے رہنے کا حکم دیا. جب یہ سب یک جان ہوئے تو ان سب کو دل کی دیگچی میں بھروا کر شوق کے چولہے پر پکوایا. جب پک کر تیار ہوا تو صفائی قلب کی صافی میں چھنوا کر شیریں زبانی کی شکر ملوا کر محبت الٰہی کی تیز آنچ دلوانا شروع کیا. جس وقت یہ سب مرکب پک کر تیار ہوا تو اس کو خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کروایا. اب شمع عرفان روشن ہو چکی تھی، برضائے شیخ خضر رومی زمرۂ قلندراں میں شامل ہو کر دور و دراز کا سفر اختیار کیا. یہاں تک کہ تقدیر الٰہی سرزمین ہند کھینچ لائی. جب آپ مانڈو تشریف لائے تو قلعہ مانڈو کے دامن میں قصبہ نعلچہ چندولا تالاب کے کنارے اقامت گزین ہونا پسند فرمایا اور قلندرانہ لباس میں رہتے رہے، مگر آخر میں یہ لباس موقوف فرما دیا اور خرقۂ صوفیانہ پہن لیا. من جملہ مریدین میں سے شاہ سید قطب الدین بینائی جون پوری، شاہ سید نصیر الدین،



سید عالم جون پوری جو کہ عرصہ تک عالم کون و فساد کے قطب رہے. شاہِ مالوہ الپ خان ہوشنگ شاہ کے زمانہ میں آپ کا وصال (۲۰۰) سال کی عمر میں ۲۰ ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو ہوا. چند سالوں کے بعد آپ کا مزار شریف و گنبد سلطان غیاث الدین خلجی جو کہ ایک دین دار اور صوم و صلوٰات کا پابند تھا تعمیر کرایا. مذکورہ عمارت حوادث زمانہ کی نظر ہو گئی. عرصہ چالیس سال ہوئے دربار عالی کے حکم سے مولائے من حضرت سید احمد شاہ قادری ابو العلائی جہانگیری نگریا سادات ضلع بانس بریلی نے آستانہ شاہ سید نجم الدین قلندر پر حاضری دے کر مزار شریف کی نشان دہی فرمائی. ۱۲ فروری ۱۹۶۴ء کو اپنے مریدین میں سے بالخصوص خادم آستانہ، جاروب کش مزار شریف شاہ سید نجم الدین قلندر علیہ الرحمۃ، عبد الستار (بیربل بابا اندوری) قادری ابو العلائی جہانگیری کو تعمیر مزار شریف کا حکم دیا، جو کہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۵ء بحمد اللہ مکمل ہوا. بتوفیق ایزدی سے مزار شریف کا بقایا کام خصوصیت سے چار دیواری و گنبد کا کام ۱۳۹۰ھ میں خادم و جاروب کش آستانہ عبد الستار (بیربل بابا اندوری) قادری ابو العلائی جہانگیری و قاضی ظہور علی مہو قادری ابو العلائی جہانگیری و تمام مریدین و عاشقان اولیاء اللہ کے ایثار و معاونت سے و عبد الواحد ابن عبد الرحیم مستری اندوری کے زیر نگرانی تعمیر کا کام مکمل ہوا. اللهم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل محمد و علیٰ سیدنا غوث الاعظم.

کتبہ: ماسٹر محمد اسحاق قریشی، اندور کندہ: احمد خاں، اندور

دیوناگری کتبوں میں سے ایک تو اردو کتبے کا ہی دیوناگری روپ ہے جب کہ دوسرا کتبہ محفل خانے کی تعمیر کے بارے میں ہے کہ اس کی تعمیر ۱۳۱ کتوبر ۱۹۹۳ء کو شروع ہوئی اور ۷ امئی ۱۹۹۵ء میں خادم آستانہ عبد الغفار ولد عبد الستار عرف بیربل بابا اور اراکین اندور وانتظامیہ کمیٹی کے تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہنچی. وضو خانے پہ بھی ایک کتبہ نصب ہے. کتبے کی تحریر کے مطابق وضو خانے کی تعمیر کا افتتاح ۲۷ مئی ۲۰۰۰ء اور ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو خادم آستانہ عبد الغفار ولد عبد الستار عرف بیربل بابا اور اراکین اندور وانتظامیہ کمیٹی کے تعاون سے اس کی تکمیل ہوئی. دیوناگری کتبوں کی تفہیم برادر طریقت نیرج نین (مرانچی/ بہار- حال مقیم: بھبنیسور / اڑیسہ) کی مدد سے ممکن ہوئی. راقم ان کا ممنون ہے. ایک قدیم کتبے کا عکس مختار احمد خان

کی ہندی تالیف میں بھی دیا گیا ہے. یہ کتبہ برصغیر کے قدیم کتبہ جات پر مشتمل کسی کتاب
سے لیا گیا ہے. کتبے پہ خط ثلث میں فارسی زبان کے پانچ اشعار کندہ ہیں. کتبے کے
مندرجات کے مطابق روضے کی تعمیر اول سید نجم الدین قلندر کی وفات کے ۱۴ سال بعد
۸۵۱ھ میں ہوئی. (**مختصر سوانح حیات حضرت سید شاہ نجم الدین قلندر غوث الدھر رحمۃ اللہ
علیہ**، ص۷۲-۷۳)

حکیم سید احمد کی سوانح حیات نیز **شمع جہانگیری** میں بھی مزار کی تعمیر نو کی تفصیلات ملتی
ہیں، دیکھیے:

احمد میاں، حاجی سید، **مختصر سیرت سراج السالکین**، مشمولہ **مظہر الاسرار**، کراچی، حاجی سردار
محمد شیخ منصوری، مارچ ۲۰۰۰ء، ص۷۶

قادری، صوفی جمال احمد، **شمع جہانگیری**، کراچی، مؤلف خود، س ن، ۴۴-۴۵

سید نجم الدین قلندر کا عرس مبارک نالچھہ اور پاکستان کے علاوہ برطانیہ میں بھی بابا صاحب
کے خلیفہ صوفی ذوالفقار حسین شاہ کے زیر اہتمام منایا جاتا ہے.

۳۵. **سیر العارفین** میں بھی سید قطب الدین غزنوی کا ذکر ملتا ہے اور جمالی کے بہ قول سید قطب
الدین، سید نورالدین مبارک غزنوی کے بھتیجے تھے: ''سید قطب الدین غزنوی، برادرزادہ
حضرت شیخ نورالدین مبارک قدس سرہ.'' (جمالی، خطی، ص۱۹۷: اردو ترجمہ، ص۲۲۲)

۳۶. ''عہد و عصر سلطان بلبن، ازان بزرگان و ازان ملوک آراستہ شدہ بود و اعتبار تمام گرفتہ.
چنانکہ از سادات کہ بزرگتر بزرگان امت اند، قطب الدین شیخ اسلام شہر، جد بزرگوار
قاضیان بداون و سید منتخب الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین
الدین سامانہ و سادات گردیز، جدان سید چھجو و سادات عظام کتیھل [کیتھل] و سادات جحجیر
[جاجنیر] و سادات بیانہ و سادات بداون و چندین سادات دیگر کہ از حادثۂ چنگیز خان
ملعون درین دیار آمدہ بودند، و ہر یکی در صحت نسب و بزرگی عدیم المثال بودند و بہ کمال تقوی
تدین آراستہ و ہر ہمہ برصدر حیات بودند و عصری کہ بہ چندین سادات مشرف بود.''
(برنی، ۱۸۶۲ء، ص۱۱۱)



''سلطان بلبن کا عہد، ان بزرگوں اور ملکوں کی بہ دولت، آراستہ اور کلی طور پر قابل اعتبار ہو
گیا تھا. مثلاً سادات میں جو اس امت کے بزرگوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں (یہ
لوگ قابل ذکر ہیں): بداؤں کے قاضیوں کے جد اعلا قطب الدین شیخ الاسلام شہر، سید
مبارک کے بیٹے سید منتخب الدین اور سید جلال الدین. سید عزیز اور سید معین الدین سامانہ،
سادات گردیز جو سید چھجو کے اجداد ہیں، سادات عظام کیتھل، سادات جحجیر، سادات بیانہ،
سادات بدایوں اور اسی طرح کے دوسرے سادات کے خاندان جو چنگیز ملعون کے حملوں
کے باعث یہاں آ گئے تھے. ان میں سے ہر ایک صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے
بے مثل، انتہائی دین دار اور متقی تھا. یہ سب لوگ اس وقت زندہ تھے اور وہ عہد جس میں
ایسے بزرگ سادات موجود ہوں خیر الآثار (بہترین عہد) کیوں نہ ہوگا.'' (برنی، ص۱۹۲)

۳۷. تحصیل رام نگر/ضلع جون پور (اتر پردیش) کا ایک گانو.
(http://www.onefivenine.com/india/villages/Jaunpur/Ram-Nagar/Seur)

۳۸. ''...... بے شک حضرت نورالدین مبارک کے بیٹوں کو حسب مراتب جاگیریں ملی ہوں گی.
...... ان ہی جاگیروں میں ایک جاگیر قصبہ اندری کی تھی. (کیمبرج ہسٹری آف انڈیا سوم،
ص۱۴۳) اندری دریائے جمنا کے مغربی کنارے تھانیسر کے مضافات میں واقع تھی. اندری
کے آخری لمحات تک سید نورالدین مبارک کی ایک شاخ یہاں پر آباد رہی اور خوب پھلی
پھولی. ان کی یہاں پر سکونت اندازاً دو سو سال سے زیادہ ہی رہی ہوگی. دریا اپنا راستا بدلتے
رہتے ہیں، دفعتاً جمنا نے بھی اپنا راستا بدلا اور آناً فاناً میں اندری دریا برد ہو گیا. ہماری تاریخ
حضرت نورالدین مبارک سے لے کر حضرت سید معز الدین عرف قمر الدین تک ہمیشہ کے
لیے غرق ہو کر رہ گئی. وہاں کے مکین مختلف مقامات پر جا کر آباد ہوئے.'' (زیدی، سید اشتیاق
علی، **تذکرہ و شجرہ زیدی سادات سامانہ**، لندن، مجلس یادگار سید ریاض حسین زیدی، ۲۵ مارچ
۲۰۰۰ء/ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ، اول، ص۱۱۳)

ذیل میں اشتیاق زیدی کی تالیف سے سید معز الدین عرف قمر الدین سے سید نورالدین
مبارک غزنوی کا شجرہ نقل کیا جاتا ہے: ''سید معز الدین عرف قمر الدین-سید نظام الدین

عابد-سید محمود سیوری-سید قمر الدین ابوالمکارم-سید عزیز الدین ملقب بہ یحییٰ-سید امیر کبیر -سید منصور الحق-سید عزیز اللہ التاج-سید نور الدین المبارک۔" (زیدی، ص ۱۶۸)

۳۹. "حضرت سید معز الدین عرف قمر الدین اپنے فرزند ارجمند مخدوم سید فرید الدین کو لے کر سامانہ آ گئے......سید معز الدین کا تو سامانہ میں دل نہ لگا، چناں چہ وہ اپنے بھائی کے پاس شاہ آباد چلے گئے اور وہیں وفات پا کر مدفون ہوئے۔" (زیدی ص ۱۱۳)

۴۰. ضلع پٹیالہ (شرقی پنجاب) کا ایک شہر اور میونسی پل کاونسل. آزادی سے قبل یہ پٹیالہ اسٹیٹ کا حصہ تھا.(http://en.wikipedia.org/wiki/Samana,_India)

۴۱. سید اشتیاق علی زیدی رقم طراز ہیں:

"مخدوم سید فرید الدین اپنے والد بزرگ وار کے ہم راہ سامانہ تشریف لائے اور سامانہ کی فضا انھیں کچھ ایسی راس آئی کہ وہ یہیں کے ہو کے رہ گئے......آپ کی ان تھک کوششوں سے کمبوہ ہندو قوم دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئی......دادا مخدوم کا مزار مقدس محلہ منجھانیاں میں واقع ہے. ان کے مزار کے نواح میں ان کی اولاد سکونت پذیر تھی. واضح رہے کہ محلہ منجھانیاں اب ہمنہ پتی کہلاتا ہے. دادا مخدوم کا مزار آج بھی سامانہ شہر کی آخری مغربی عمارت ہے. آپ کے روضے کے اندر دو قبریں ہیں. دائیں طرف آپ کے فرزند اکبر سید برہان الدین اپنے والد بزرگ وار کے پہلو میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔"

(زیدی، ص ۱۱۴-۱۱۵)

۴۲. "اللہ تعالیٰ نے آپ [مخدوم سید فرید الدین] کو تین فرزندان ارجمند عطا فرمائے: مخدوم سید برہان الدین، مخدوم سید شمس الدین، مخدوم سید علی اصغر. ان تینوں فرزندوں سے آپ کی نسل آگے چلی. (زیدی، ص ۱۱۶)

۴۳. اتر پردیش کا ایک شہر اور میونسی پل کارپوریشن. ضلع سہارن پور اور ڈویژن کا ایڈمنسٹریشن ہیڈ کوارٹر. یہ ہریانہ اور اترکھنڈ ریاستوں کی سرحدات کے نزدیک واقع ہے.

(https://en.wikipedia.org/wiki/Saharanpur)

۴۴. اشتیاق علی زیدی کے بہ قول:



"آپ [مخدوم سید فرید الدین] کی نسل سے کچھ لوگ غالباً اٹھارہ ویں صدی کے شروع میں سہارن پور جا کر آباد ہوئے اور وہاں انھوں نے اپنے محلے کو سامانہ کے نام سے منسوب کیا۔"

(زیدی، ص ۱۱۶)

ایک اور مقام پہ زیدی صاحب نے لکھا ہے:

"سید محمود حافظ [سید محمود حافظ-سید عبداللطیف منجھا-سید برہان الدین-مخدوم سید فرید الدین] کی نسل سے کچھ لوگ ترک سکونت کر کے سہارن پور میں آباد ہو گئے تھے، جہاں پر انھوں نے اپنے محلے کا نام سامانہ رکھا. سامانہ میں ان کی نسل سید روشن علی سے چلی۔"

(زیدی، ص ۱۷۱)

زیدی صاحب ایک اور مقام پہ رقم طراز ہیں:

"سید معین الدین اپنے چچا سید بدیع الدین [سید معین الدین-سید رفیع الدین-سید حافظ محمود-سید عبداللطیف منجھا] کے ہم راہ ہجرت کر کے سہارن پور وغیرہ چلے گئے. سہارن پور جانے کے بعد ان لوگوں نے اپنے محلّہ کو سابق شہر سامانہ سے منسوب کیا۔"

(زیدی، ص ۲۸۷)

۴۵. مشرقی پنجاب کے ضلع فتح گڑھ کا ایک شہر اور میونسی پل کاونسل.

(http://en.wikipedia.org/wiki/Sirhind-Fategarh)

۴۶. نبی ہادی ان کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"Ijad, Mir Muhammad Ahsan(d. 1133/1720) was a military officer under prince Muhammad A'zam, son of Aurangzeb and governor of Gujrat. Furrukh siyar employed him to write a history of his reign.Ijad lived in Dehli enjoying the friendly company of Mirza Bedil and the Naqshbandi sufi, Shah Gulshan. In poetry, he declared himself as pupil of Nasir Ali.Among his works were 1.

Furrukh Siyyar-namah, 2. an account of the career and achievents of Asaf jah: Tarikh-i-Futuhat-i-Asafi, and 3. Diwan of verses."(Nabi Hadi, **Dictionary of Indo-Persian Literature**, New Delhi, Indira Gandhi National centre for Arts Abhinav Publications,1995,1st,p250)

سید اشتیاق علی زیدی نے میر محمد احسن ایجاد کے بارے میں لکھا ہے:

''سید محمد محسن کے بیٹے سید احسن ایجاد تھے. سید احسن ایجاد اپنے زمانے کے جید عالم تھے. ......ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے فارسی اشعار مخدوم سید فرید الدین کے مزار پر اوپر کی جانب کنندہ [کندہ] ہیں. سید احسن ایجاد کے یہاں محمد صالح پیدا ہوئے. محمد صالح کے یہاں سید کفایت اللہ ہوئے اور ان کے بیٹے سید محمد مراد ہوئے. سید محمد مراد کے یہاں سید محمد احمد متولد ہوئے اور سید محمد احمد کے بیٹے سید روشن علی تھے.'' (زیدی، ص ۲۸۷)

میر احسن ایجاد کا شجرہ درج ذیل واسطوں سے سید عبداللطیف منجھا تک منتہی ہوتا ہے:

''احسن ایجاد- محمد محسن- محمد تقی- ابن رسول- رفیع الدین- سید محمود حافظ- سید عبداللطیف منجھا'' (زیدی، ص ۲۸۶)

راجی محمد نے ایجاد کا سال وفات ۱۱۳۰ھ لکھا ہے. مگر چند دیگر تذکروں میں ان کا سال وفات ۱۱۳۳ھ مرقوم ہے: تفصیلات کے لیے، رک: ضمیمہ: م، س، ع.

یہاں اس بات کا بھی امکان ہے کہ ۱۱۳۰ھ کا اندراج کاتب کی عدم توجہی کے سبب ہوا ہے کیوں کہ سید نجم الدین قلندر کے احوال میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے. راجی محمد نے سید نجم الدین کے احوال **گلزار ابرار** سے نقل کیے ہیں اور **گلزار ابرار** میں سید نجم الدین کا سال وفات ۸۵۲ھ درج ہے جب کہ **مبارک نامہ** کے موجود نسخے میں سال وفات ۸۵۰ھ کتابت ہوا ہے. اگر **اخبار الجمال** کا کوئی اور نسخہ سامنے ہوتا تو یہ اشکال بھی رفع ہو سکتا تھا کہ میر محمد احسن ایجاد کا سال وفات راجی کے بہ قول ۱۱۳۰ھ ہے یا ۱۱۳۳ھ.

۴۷. ان کے مخطوطات تا حال دریافت نہیں ہوئے. البتہ شاہ نامہ فرخ سیر کے بارے میں **عبرت**



**نامہ** میں لکھا ہے: ''میر احسن ایجاد تخلص کہ بہ تسوید فرخ سیر نامہ مامور بودہ، معالی [معانی] خان خطاب یافتہ بود.'' (عبرت لاہوری، محمد قاسم، **عبرت نامہ**، بہ تصحیح و حواشی، خلاصہ و مقدمہ، ڈاکٹر ظہور الدین احمد، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب، دسمبر ۱۹۷۷ء، اول، ص ۱۹۵)

۴۸. ریاست ہریانہ کے ضلع کوروکشیتر کا قصبہ اور میونسپل کمیٹی.

(http://en.wikipedia.org/wiki/Shahabad_Markanda)

اگرچہ اس نام کے کئی مقامات گوگل سرچ میں سامنے آئے ہیں اور مخطوطے میں مذکور شاہ آباد کہاں واقع ہے اس کی تفصیلات درج نہیں. قاضی عبدالحلیم اثر افغانی (جون ۱۹۱۰- ۸ دسمبر ۱۹۸۷ء) نے اپنی تالیف **روحانی رابطہ اور روحانی تڑون** میں سید نور الدین مبارک غزنوی کے احوال میں جلال [اجلال] حیدر زیدی (۲۹ جون ۱۹۲۸- ۲۳ مارچ ۲۰۱۳ء، لاہور) کا ذکر کیا ہے. بہ قول اثر افغانی: یہ سید نور الدین مبارک غزنوی کی اولاد سے ہیں. (اثر افغانی، عبدالحلیم، **روحانی رابطہ اور روحانی تڑون**، باجوڑ، دار الاشاعت، فروری ۱۹۶۷ء، دوم، ص ۲۴۹) وکی پیڈیا میں اجلال حیدر زیدی اور ان کے خاندان کے بارے میں جو کوائف دیے گئے ہیں ان کے مطابق وہ کرنال کے قرب و جوار میں واقع شاہ آباد میں پیدا ہوئے تھے. ان شواہد کی روشنی میں راقم نے شاہ آباد کی موجودہ جغرافیائی حیثیت کا تعین کیا ہے، مزید دیکھیے:

http://en.wikipedia.org/wiki/Ijlal_Haider_Zaidi

بعد ازاں جناب سید مجتبیٰ حیدر زیدی نے فیس بک پہ تحریری مکالمے کے دوران بتایا:

My great grandfather late Engineer Mr. Syed Ghulam Shabbir Zaidi (1860-1949) had migrated from Shahabad by late 1947, and settled in Lahore. My grandfather Civil Engineer S. M. Ibrahim Zaidi Alig (1890-1958) was the member of first badge of Aligarh engineers (1913), and

was also a poet and writer. Mr. Ijlal (1928-2013) was third child of my grandfather, and my kind father Mr. Syed Ijmal Haider Zaidi (ex- senior vive president HBL, 1949-2009) was the youngest son of S.M.Ibrahim Zaidi. Yes, we are the descendant of Nuruddin Mubarak Shah, who was son of Abdullah Abul Fazal alias Meer Haaj, and grandson of Syed Sharafuddin muhaddas Makkah Al-Mukarramah.

(زیدی، سید مجتبیٰ حیدر، **تحریری مکالمہ از راقم**، لاہور، ۱۵ جولائی ۲۰۱۴ء)

۴۹۔ اشتیاق علی زیدی رقم طراز ہیں:

”سید فرید الدین کے چچا سید صدر جہاں اپنے فرزند سید بدر جہاں کے ساتھ شاہ آباد جو کہ [اندری سے] قریب ہی مگر دریا کی زد سے دور تھا جا کر آباد ہوئے، جہاں ان کی اولاد خوب پھلی پھولی اور آزادی کے بعد پاکستان آ کر مختلف شہروں میں آباد ہوئی۔ سید صدر جہاں کا مزار مقدس شاہ آباد میں ۱۹۴۷ء تک موجود تھا۔“ (زیدی، ص ۱۱۳)

۵۰۔ سید مجتبیٰ حیدر زیدی (پ: ۱۳ دسمبر ۱۹۷۵ء) جو اس خانوادے کی شاہ آبادی شاخ کے چشم و چراغ ہیں، ان کا فراہم کردہ شجرہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

”سید مجتبیٰ حیدر - سید اجمال حیدر زیدی - سید منظور حسین عرف سید محمد ابراہیم زیدی - سید غلام شبیر - سید صادق حسین - سید فدا حسین - سید حسن علی - سید علی اکبر - سید معشوق علی عرف سید بھیک - سید محمد صدیق - سید محمد صادق متخلص بہ معنوی - سید عبد الواحد محدث - سید مبارک خرد - سید راجو - سید حسین - سید بدر جہاں - سید صدر جہاں - سید نظام الدین عابد الٰہی - ملک العشاق زبدۃ العارفین سید محمد سیوری - سید قمر الدین ابو المکارم - سید عز الدین (معز الدین) ملقب بہ یحییٰ...... صاحب ملفوظ - سید امیر کبیر - سید منصور الحق - سید عبد اللہ [عزیز اللہ] صاحب تاج پر افواج - سید سلطان نور الدین مبارک غزنوی میر دہلی - سید عبد



اللہ ابو الفضل ملقب بہ میر حاج - سید شرف الدین محدث مکہ معظمہ - سید ابو الحسن شابوسی [سالوسی] نیشاپوری - سید ابو محمد القاری رئیس کوفہ - سید یحییٰ ابو الحسن - سید ابو عبد اللہ رئیس کوفہ - سید احمد المحدث الشاعر - سید عمر بن یحییٰ - سید یحییٰ بزرگ محدث - سید حسین - امام زید شہید - امام زین العابدین علی بن حسین - امام حسین - امام علی المرتضیٰ۔“ (**شجرہ نسب، قلمی**، لاہور، سید مجتبیٰ حیدر زیدی)

شاہ آبادی شاخ کے لیے مزید دیکھیے:

حسینی الترمذی، سید ظفر یاب حسین، **تاریخ انوار السادات المعروف گلستان فاطمہ**، بھکر، مولف خود، ۱۹۶۸ء، اول، ص ۵۴۱

۵۱۔ ریاست اتر پردیش کے ضلع بلند شہر کا ایک شہر اور میونسی پل بورڈ۔

(http://en.wikipedia.org/wiki/Khurja)

۵۲۔ ریاست ہریانہ کا شہر اور میونسی پل کاونسل۔ ریاست ہریانہ کا اکیس واں ضلع اور ضلع پل ول کا ہیڈ کوارٹر۔ (http://en.wikipedia.org/wiki/Palwal)

۵۳۔ ہندستان کا معروف اور مخصوص تہذیب کا حامل علاقہ۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے:

(http://en.wikipedia.org/wiki/Mewat)

۵۴۔ مانڈو یا مانڈوگڑھ، مدھیہ پردیش کے ضلع دھار کا ایک تاریخی اہمیت کا حامل شہر۔

(http://en.wikipedia.org/wiki/Mandu,_Madhya_Pradesh)

۵۵۔ **وکی پیڈیا** میں مالوہ کے بارے مرقوم ہے:

"Malwa is a natural region in west-central northern India occupying a plateau of volcanic origin. Geologically, the Malwa Plateau generally refers to the volcanic upland north of the Vindhya Range. Politically and administratively, the historical Malwa region includes districts of western Madhya Pradesh a d parts of

south-eastern Rajasthan. The definition of Malwa is somtimes extended to include the Nimar region north of the Vindhyas."

(http://en.wikipedia.org/wiki/Malwa)

**ضمیمہ:الف**

۱. ''خواجہ شمس العارفین نام شریف عبدالرحمٰن ونسب کرام ایشان از پنج واسطہ بہ حضرت ابوعبیدہ جراح کہ از صحابہ کبار عشرہ مبشرہ بہ اخبار حدیث اشتہار امین امت است انتظام [و] قیام دارد. چونکہ پدر بزرگوار ایشان خواجہ ابوالفضل ابن خواجہ حریق اللہ ابن خواجہ عریق اللہ ابن خواجہ یزیق اللہ ابن بایزید ابن حضرت عبیدہ جراح قریشی الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم. چنانچہ ابیات:

چون شمس العارفین مقبول سبحان
کہ نامش اصل خواجہ عبدالرحمٰن
پدر او خواجہ حضرت ابو الفضل
وی از خواجہ حریق اللہ در نسل
وی از خواجہ عریق اللہ پور است
یزیق اللہ پدرش اہل نور است
پدر او بایزید است مرد فراح
خلف اصحاب کان بو عبید جراح

(راجی محمد،۷۴ب-۷۵الف)

''نسبت ارادت شمس العارفین بلا واسطہ از شیخ ابوسعید ابوالخیر باشد، لیکن بعضی شجرہ بہ نظرم چنان رسید کہ شمس العارفین مرید امام الحرمین وامام الحرمین مرید شیخ ابوسعید ابوالخیر اند. این ہم تعجب ندارد چونکہ بہ موجب کتب امام الحرمین استاد امام محمد غزالی قدس سرہما بودند وامام محمد غزالی بعد از وفات شیخ ابوسعید ابوالخیر زشصت و پنج سال وفات یافتہ اند. بدین تقدیر اگر



استاد امام محمد غزالی معاصر ومرید شیخ ابوسعید ابوالخیر باشد مضایقہ ندارد.'' (راجی محمد،۷۵ب)

''وفات شمس العارفین از روی **فواید الفواد** بعد وفات شیخ ابوسعید ابوالخیر بہ اثبات واستقرار می رسد، چنانچہ گذشت ووفات شیخ ابوسعید ابوالخیر در سنہ اربعین واربعمایہ ہجری است. وقبر شمس العارفین بہ سنگ سفید نزدیک قبر شیخ اجل سرزی قدس سرہم پرفیض ترین از مزارات غزنین است.'' (راجی محمد، ص۷۶ب)

مزید احوال کے لیے، دیکھیے: راجی محمد،۷۴ب-۷۶ب

**ریاض الالواح** میں ہے:

''شیخ صاحب یقین حضرت شمس العارفین قدس سرہٗ ،بقعۂ ایشان در غربی جنوبی شہر غزنین نزدیک بقعۂ حکیم سنائی واقع است. احوال او در کتابہا ذکر نشدہ است، ولوح ہم ندارند. لوح دیگر درمیان بقعہ دیدہ شد وعبارت او اینست: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ، العبد الذلیل الی رب غفور ،بتاریخ خمسہ و عشرین من شہر رمضان المبارک اعظم اللہ برکتہٗ سنہ احدی وستمایۃ (٦٠١).'' (رضا،ص۹۵-۹۶)

**ضمیمہ:ب**

۱. ''ملا عبدالرحمان از اکابر غزنی ومرد متدین، متقی، پرہیز گار ودانشمند بود، وہموارہ بہ درس و تدریس اشتغال داشت. درہمان سالی کہ ناصر میرزا وفات یافت، اونیز درگذشتہ است.'' (بابرشاہ، ظہیر الدین محمد، **بابرنامہ**، ترجمۂ فارسی، شفیقہ یارقین، کابل، انتشارات انستی توت دیپلماسی وزارت خارجہ، ۲۰۰۹ء، ص۵۲)

''ملا عبدالرحمان غزنی کے بڑے بزرگ شخص ہوئے ہیں. دانش مند آدمی تھے. ہمیشہ تعلیم و تعلم میں مصروف رہتے تھے. پرہیز گار اور متدین تھے. جس سال ناصر میرزا کا انتقال ہوا ہے اسی سال ان کا بھی انتقال ہوا ہے.'' (بابر، سلطان ظہیر الدین، **ترجمۂ تزک بابری معروفہ بابرنامہ**، اردو ترجمہ، میرزا نصیر الدین حیدر متخلص بہ فانی، دہلی، مطبع محمڈن پرنٹنگ ورکس، ۱۹۲۴ء، ص۱۴۱)

سیدنا ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری، لاولد تھے. ابن قتیبہ نے لکھا ہے: ''ومات

ابوعبیدہ بالشام فی طاعون عمواس، ولاعقب له." (ابن قتیبہ، **المعارف**، حققه وقدم له، دکتور ثروت عکاشہ، القاہرہ، دارالمعارف، ب ت، رابعہ، ص ۲۴۸): -، **کتاب المعارف**، اردو ترجمہ، سلام اللہ صدیقی، تصحیح وتزئین، صاحب زادہ حافظ حقانی میاں قادری، کراچی، پاک اکیڈمی، [۱۹۸۵ء]، ص ۲۵۸)

۳. دیکھیے: تعلیقہ نمبر ۲۶

۴. دیکھیے: تعلیقہ نمبر ۳۰

۵. "آن شیخ زادہ دلکشای، والی ولایات والا اعنی خواجہ عزیز الملۃ والدین صوفی کہ والدۂ بزرگوار او بی بی مستورہ دختر شیخ شیوخ العالم فرید الدین بود قدس اللہ سرہ العزیز. واین شیخ زادہ فضایل بسیار داشت ومعانی ولطایف بیشمار واز ملفوظات روح افزای حضرت سلطان المشائخ کتابی بشتہ است مسمی **بتحفۃ الابرار کرامت الاخیار** واین نسخہ بیشتری درنظر مبارک حضرت سلطان المشائخ گذرانیدہ." (میر خرد، سید محمد بن مبارک علوی کرمانی معروف بہ، **سیر الاولیا**، دہلی، مطبع محب ہند، شعبان ۱۳۰۲ھ، اول، ص ۲۰۲)

"شیخ زادۂ دل کشا، والی ولایات والا خواجہ عزیز الملۃ والدین صوفی ہیں. ان بزرگ وار کی والدہ محترمہ بی بی مستورہ، شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی صاحب زادی ہیں. یہ شیخ زادے بے شمار فضایل اور ان گنت معانی ولطایف رکھتے تھے اور حضرت سلطان المشائخ کے روح افزا ملفوظات سے ایک کتاب مرتب کی تھی جسے **تحفۃ الابرار فی کرامت الاخیار** کے نام سے آج تک شہرت حاصل ہے اور جو سلطان المشائخ کی نظر مبارک سے اکثر اوقات گزری ہے." (میر خرد، **سیر الاولیا**، اردو ترجمہ، غلام احمد خان بریاں، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۰ھ، اول، ص ۲۰۷)

۶. "خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابوبکر مصلّی دار خاص کہ بہ شرف قرابت سلطان المشائخ مشرف بود، واین بزرگ چند ملفوظات سلطان المشائخ را یکجا ترتیب بہ دیوانی جمع کردہ است وآنرا بہ **مجموع الفواید** نام نہادہ." (میر خرد، ص ۲۰۷)

"خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابوبکر مصلّی دار خاص ہیں جو اپنے زمانہ میں علم وتقویٰ



اور ورع واحتیاط میں لاثانی اور عدیم النظیر تھے. اور سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف سے مشرف وممتاز تھے. اس بزرگ نے سلطان المشائخ کے چند ملفوظات ایک جگہ مرتب کر کے ایک دیوان میں جمع کیے ہیں اور اون کا نام **مجموع الفواید** رکھا ہے. (اردو ترجمہ، ص ۲۱۲)

۷. "خواجہ قطب الدین اوشی دیدار او را فرخ آئینۂ یزدانی می دانست وپیوستہ عاشق صحبت وی بود." (کشمیری ہمدانی، ص ۲۲)

"خواجہ قطب الدین اوشی ونظام الاولیاء بداونی دیدار او را فرخ آئینۂ یزدانی جمال می دانستند وپیوستہ عاشق مصاحبت او بودند." (غوثی شطاری، خطی، ص ۱۰۱: مطبوعہ، ص ۸۴)

**سیر المتاخرین** میں بھی یہی جملہ اختصار کے ساتھ نقل ہوا ہے: "خواجہ قطب الدین اوشی وشیخ نظام دیدار او را بس فرخ می دانستند." (طباطبائی، سید غلام حسین خان، **سیر المتاخرین**، خطی، برلن، جامعہ لائپزگ لائبریری، ۳۴۷، ۹۶۴، ص ۴۴۷: -**سیر المتاخرین**، کان پور، منشی نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۲۳۲: -**مراۃ السلاطین**- اردو ترجمہ -**سیر المتاخرین**، مترجم، منشی گوکل پرشاد لکھنوی، لکھنو، منشی نول کشور، جون ۱۸۹۸ء، ۱/۴/۲۷)

صاحب **اخبار الاصفیا در احوال الاولیا** اس بارے میں رقم طراز ہیں:

"خواجہ قطب الدین اوشی وشیخ نظام الدین بداونی او را فرخ وفیروزی دانستند." (انصاری، عبد الصمد بن افضل محمد، **اخبار الاصفیا در احوال الاولیا**، خطی، لندن، انڈیا آفس لائبریری، اتھے ۶۴۱، ۱۸اب)

۸. **اخبار الاصفیا** میں ہے: "شیخ نظام الدین ابو المؤید علیہ الرحمۃ نبیرہ شمس العارفین است وارادت بہ خال خود شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی دارد." (۱۸اب)

۹. ملاحظہ کیجیے: تعلیقہ نمبر، ۲۶

۱۰. "خواجہ قطب الاسلام درین فواید بود کہ طعام آوردند، خواجہ ودرویشان بہ طعام مشغول شدند وآن را تناول می کردند کہ ہم چنان شیخ نظام الدین ابو المؤید درآمد، سلام کرد. خواجہ قطب الاسلام بروی ہیچ التفات نکرد وجواب سلام نگفت. شیخ نظام الدین ابو المؤید را از حد دشوار نمود. الغرض چون از طعام فارغ شد، ابو المؤید سوال کرد: آن زمان کہ ما درآمدیم، شما در طعام

خوردن مشغول بودید، من سلام کردم، چرا جواب سلام باز ندادید؟، خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ فرمود کہ ما در طاعت بودیم، چگونہ ترا جواب سلام گویم. زیرا کہ درویشان کہ طعام می خورند، از برای قوت عبادت می خورند، چون نیت ایشان این باشد پس گوی ایشان در طاعت باشند. پس کسی کہ در طاعت باشد او را روا نبود کہ جواب سلام باز دہد و آیندہ را نیز روا ست کہ سلام گوید، فاما بیاید و بنشیند و در طعام خوردن مشغول گردد، چون از طعام فارغ گردند، بعد ازان برخیزد و سلام گوید.'' گنج شکر، شیخ فرید الدین، **فواید السالکین**، دہلی، مطبع مجتبائی، ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ، ص ۲۴-۲۵: -**فواید السالکین**، بہ تصحیح، مولوی اعجاز احمد، دہلی، مطبع مجتبائی، صفر ۱۳۱۱ھ، ص ۲۴-۲۵)

''خواجہ قطب الاسلام انھی فواید کو بیان کر رہے تھے کہ طعام لایا گیا. خواجہ اور باقی درویش کھانے میں مشغول ہو گئے. اسی اثنا میں شیخ نظام الدین ابوالموید اندر آئے اور سلام کیا. خواجہ قطب الاسلام نے ان کی ذرا پرواہ نہ کی اور سلام کا جواب تک نہ دیا. شیخ نظام الدین ابو الموید کو یہ بات بڑی ناگوار گزری. الغرض! جب طعام سے فارغ ہوئے تو ابو الموید نے سوال کیا کہ جس وقت ہم آئے تو اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے، میں [ہم] نے سلام کیا تو آپ نے جواب تک نہ دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ ہم اس وقت طاعت میں تھے. ہم کس طرح سلام کا جواب دیتے، کیوں کہ درویش لوگ جو کھانا کھاتے ہیں تو صرف اس غرض سے کھاتے ہیں کہ ان میں عبادت کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے. چوں کہ ان کی نیت بھی یہی ہوتی ہے، اس لیے وہ درحقیقت عبادت میں ہی مشغول ہوتے ہیں پس جو شخص خدا کی بندگی میں مشغول ہو، اس پر واجب نہیں کہ سلام کا جواب دیوے اور آنے والے شخص پر جایز ہے کہ وہ سلام نہ کہے اور بیٹھ کر کھانا کھانے میں مشغول ہو جاوے. جب کھانے سے فارغ ہو جائیں تو پھر اٹھ کر سلام کہے.'' (گنج شکر، شیخ فرید الدین، **فواید السالکین**، اردو ترجمہ؟، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان، س ن، ص ۱۹-۲۰)

**ضمیمہ: د**

۱. ''**مقرر نامہ** حضرت مخدوم کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے تاج الدین بن معین



سیاہ پوش کے بعض استفسارات کے جوابات میں تحریر فرمائے تھے. یہ خط و کتابت شیخ معز الدین کے ذریعہ سے ہوئی تھی. اس مجموعہ میں تصوف و سلوک کی تعلیم بہ طور مکتوبات قلم بند کی گئی ہے. یہ مجموعہ ۷۷۶ھ/۱۲۷۴ء میں مرتب ہوا ہے. اس مجموعہ میں بیالیس مکتوبات شامل ہیں. ہر مکتوب ''مقرر باد'' کے لفظ سے شروع ہوتا ہے.'' (قادری، محمد ایوب، **مخدوم جہانیاں جہاں گشت**، کراچی، ادارہ تحقیق و تصنیف، ۱۹۶۳ء، اول، ص ۲۴۳)

مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اپنے ایک مکتوب میں تاج الدین احمد بن معین سیاہ پوش کو کچھ اس طور مخاطب کیا ہے: ''فرزندی باد سید السادات، منبع العلوم والسعادات، زبدۃ الابرار، معدن الوقار، تاج الحق والدین احمد [بن] معین سیاہ پوش علوی......''. (سلطان پوری، تاج الدین احمد سیاہ پوش، مرتب، **مقرر نامہ**، خطی، حیدر آباد دکن، آصفیہ سنٹرل لائبریری، ۱۴ رجب ۱۱۵۹ھ، ۵۷۵ تصوف، ص ۴۷)

**ضمیمہ: ع**

۱. ''حضرت شاہ فتح قلندر راز واصلان عالی و عاشقان معالی، معروف عالم بہ قطب القطاب و معروف بہ خلایق از عمدۂ اصحاب شاہ مجی قلندر است...... دویم شعبان وفات یافت.''

(اشرف، **بحر زخار**، ۲/ ۴۸۸)

''حضرت مرشد مرشدان شاہ فتح قلندر قدس سرہ، در جواب سوال دارا شکوہ کہ طالب فانی شود یا مطلوب؟، خوب فرمودہ است کہ **طالب فانی شود** با مطلوب.'' (ھرگامی، شاہ حامد، **یقظۃ النائمین**، تصحیح، پرفسور نثار احمد فاروقی، مشمولہ، **رضا لائبریری جرنل**، رام پور، ۱۹۹۶ء، شمارہ: ۳، ص ۲۷۹)

**ضمیمہ: ق**

۱. سید فیض الرحمان قریشی متخلص بہ رائد قریشی اواخر اسفند ۱۳۶۷ش (نومبر ۱۹۸۸ء) کوانا (پاکستان) کے علاقے میں سید عبدالحئی (م: ۱۲ جنوری ۲۰۱۵ء) کے ہاں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد گرامی افغانستان میں جنگ کے سبب رہایش پذیر تھے. رائد قریشی جب دو سال کے ہوئے تو ان کے والدین واپس غزنی منتقل ہو گئے. ۱۳۷۰ شمسی میں غزنی کے نواح میں

قریہ تاسن کے ایک سکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں رانک میں دارالایتام شہید عبداللہ عزام سے چھٹی تک پڑھا۔اس کے بعد ساتویں سے بارہویں تک رانک میں ہی امام سید حاجی کالج میں پڑھتے رہے اور بارہویں کے حتمی امتحان میں وظیفہ حاصل کیا۔ ۲۰۰۸ء میں مزید تعلیم کے لیے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (بھارت) چلے گئے اور بی-اے کی ڈگری لینے کے بعد ۲۰۱۱ء میں واپس غزنی آ گئے۔ دسویں جماعت سے آپ نے شعر کہنے کا آغاز کیا اور آپ کی پہلی غزل ماہ شہریور ۱۳۸۳ شمسی میں غزنی کے ایک ادبی مجلّہ **ماہ نامہ سنائی** میں شایع ہوئی۔ آغازِ سخن گوئی میں امام سید حاجی کالج میں استاد عبدالستار مسعود (استاد ادبیات دری) سے اصلاح لی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مختلف جگہ ملازم رہے اور آج کل (مئی ۲۰۱۵ء) **منسٹری آف ہائر ایجوکیشن** کابل میں ملازم ہیں۔ ان کا کلام روزناموں اور ادبی مجلّات میں شایع ہو چکا ہے۔ **شاگردانِ ابوالمعانی بیدل** کے نام سے ان کی ایک تالیف تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

**ضمیمہ-ش**

۱. الحاج صوفی محمد یاسین شاہ متخلص بہ صادق دہلوی ۱۲ جون ۱۹۲۶ء کو جناب حاجی امیر خان کے ہاں بہ مقام دہلی یوسف زئی برادری میں پیدا ہوئے۔ شاعری میں مخمور دہلوی (۷ نومبر ۱۹۰۰-۲۶ فروری ۱۹۵۶ء) سے اصلاح لی۔ سہروردیہ غزنویہ سلسلے میں سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ (بھینسوڑی/رام پور) سے بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے دامن گرفتگان پاک و ہند کے کئی شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور خلفائے کرام سلسلے کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کا کلام پاک و ہند کے کئی معروف قوالوں نے گایا ہے۔ ۲۲ جون ۱۹۸۲ء کو آپ نے عالم خاک و باد کو خیرباد کہا۔ ان کا مزار درگاہ پنج پیران، بالمقابل لودھی ہوٹل نئی دہلی میں ہے۔ درج ذیل مجموعہ ہائے کلام ان سے یادگار ہیں: **حریم نور/نغمۂ روح/راہ صادق/نگار صادق/آج کی آواز/شمع محبت/فیضان/خضر منزل/کلیات صادق**۔
(حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ**، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، دسمبر ۲۰۱۳ء، اول، ص ۶۶۸)



# کتابیات

## مخطوطات

### عربی

۱. **مناقب القلندریہ**، خطی، لاہرپور/ضلع سیتاپور، کتب خانہ خانقاہ شاہ مجا قلندر

### فارسی

۱. اسداللہ خان، **نامعلوم الاسم**، رام پور، رضا لائبریری: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی
۲. انصاری، عبدالصمد بن افضل محمد، **اخبار الاصفیا در احوال الاولیا**، لندن، انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۴۱: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی
۳. بدخشانی، مجد الدین علی، **جامع السلاسل**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، شیخ فقیر اللہ، غرہ محرم ۱۱۵۴ھ، نمبر ۱۰۶۰: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی
۴. بدخشی، عبدالفتاح بن میر محمد نعمان، **مفتاح العارفین**، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی لائبریری، ذخیرہ شیرانی، ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ، نمبر ۱۶۱۳/۴۲۶۳: فوٹو کاپی، مخدومہ امیر جان لائبریری
۵. **بیاض**، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری
۶. تراب علی [قلندر]، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، تہران، مرکز مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، نمبر ۷۵۷۱۶: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی
۷. **تواریخ الاولیا: تاریخ اولیا**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، محمد نبی بخش باشندہ میرٹھ بہ پاس خاطر میاں اللہ دیا، ۲۷ ستمبر ۱۸۵۵ء، نمبر ۸۸۹۷
۸. جعفر المکی الحسینی، سید محمد بن نصیر الدین، **بحر المعانی**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۱۰۴۲ھ، نمبر ۷۸۲: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی

9. جعفر المکی الحسینی، **بحر المعانی**، تہران، کتاب خانہ ملی جمہوری اسلامی، غلام مرتضی وندھوی، ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ، نمبر ۱۸۴۹۲: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
10. جمالی، حامد بن فضل اللہ، **سیر العارفین**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۲۸ ذی الحجہ ۱۲ھ، نمبر ۳۷۶۵: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
11. چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، کامران بیگ ساکن بلدہ برہان پور، ۲۱ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ، نمبر ۶۵۴۴ س س، ج ۱: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
12. چشتی، **مراۃ الاسرار**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۱۳۰۱ھ، نمبر ۱۳۲۷۸: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
13. حمید قلندر، مولانا، **خیر المجالس**، اسلام آباد، گنج بخش، ابوالخیر جرمی، ۱۱۲۱ھ، نمبر ۶۹۵۳
14. حمید قلندر، **خیر المجالس**، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ، نمبر ۱۵۱۳۲: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
15. خویشگی، غلام معین الدین عبداللہ، **معارج الولایت فی مدارج الهدایت**، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی لائبریری، ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ، نمبر ۶۵ ۷۷/۲۵-H: فوٹو کاپی، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
16. دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، **شرف السادات**، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، میاں محمد زمان سکنہ موضع مستالہ، محرم ۱۳۰۲ھ
17. دولت آبادی، **شرف السادات**، فوٹو کاپی: لاہور، سید اویس علی سہروردی
18. دہلوی، شیخ عبدالحق، **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۸۴۵۲
19. راجی محمد، **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال**، علی گڑھ، مزمل اللہ خاں لائبریری: فوٹو کاپی، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
20. شاہ نواز خان، نواب امین الدولہ محسن الملک، **مراۃ آفتاب نما**، تہران، کتاب خانہ ملی جمہوری



اسلامی، میر عنایت علی ولد میر ولایت علی- متوطن بلدہ اجمیر بہ مقام سوای مادھو پور، ۱۴ محرم ۱۲۶۲ھ، بروز سہ شنبہ: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی

21. **شجرہ نسب**، لاہور، سید مجتبیٰ حیدر زیدی: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
22. صابری البراسوی، محمد اکرم، **اقتباس الانوار**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۹۷۳۵
23. طباطبائی، سید غلام حسین خان، **سیر المتاخرین**، برلن، جامعہ لائپزگ لائبریری، ۹۶۴۷۳۴
24. غوثی شطاری، محمد، **گلزار ابرار**، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، نمبر ۱۲۷۹۹: برقی عکس، مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
25. **فہرست کتب خانہ خانقاہ شاہ مجا قلندر لاہر پوری**، لاہر پور/ضلع: سیتاپور، کتب خانہ خانقاہ شاہ مجا قلندر لاہر پوری: فوٹو کاپی، کتب خانہ انوریہ، کاکوری
26. قادری، سید محمد جعفر، **اوراد مطلوب العارفین**، برقی عکس، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری
27. محمد ماہ، ملا، **تنقیح الاخبار**، علی گڑھ، مولانا آزاد لائبریری مسلم یونی ورسٹی، سلیمان کلکشن، نمبر ۵۸۵/۴
28. مراد علی، شاہ، **مراد المریدین**، لاہر پور، کتب خانہ خانقاہ شاہ مجا قلندر، حامد علی ساکن حضرت پور عرف قصبہ کھیری محلہ تحراے متصل درگاہ شاہ چھیدا میاں صاحب جانب شمال، بہ پاس خاطر، مولوی سید محمد رکن الدین ساکن قصبہ لاہر پور، ۱۶ محرم ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء
29. مراد علی، **مراد المریدین**، کاکوری، کتب خانہ انوریہ
30. معین الحق، میر شاہ، **منبع الانساب**، لندن، برٹش لائبریری، محمد حامد بجنوری، ۱۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ، نمبر OR۲۲۶: برقی عکس: مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی
31. نظام الدین اولیا، خواجہ، **راحت القلوب**، خطی، تہران، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، غلام بہاوالدین بن غلام علی شاہ چشتی ساکن امرت سر، ۱۵ جمادی الاول ۱۲۲۱ھ، نمبر ۱۰۶۳۹
32. ہندی، بھگوان داس، **حدیقۂ ہندی**، قم، کتاب خانۂ عمومی حضرت آیۃ اللہ العظمی سید شہاب الدین مرعشی نجفی، ۲۰ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ/۲۱ نومبر ۱۷۹۶ء، نمبر ۷۹۰: فوٹو کاپی، ڈاکٹر عارف نوشاہی، اسلام آباد

## مطبوعات

### اردو


۱. ابن قتیبہ، **کتاب المعارف**، اردو ترجمہ، سلام اللہ صدیقی، تصحیح و تزئین، صاحب زادہ حافظ حقانی میاں قادری، کراچی، پاک اکیڈمی، [۱۹۸۵ء]

۲. ابوالکلام آزاد، **غبار خاطر**، لاہور، داتا پبلشرز، مارچ ۱۹۷۹ء، اول

۳. احمد سعید، مولوی، **تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید**، دہلی، محبوب المطابع برقی پریس، مارچ ۱۹۳۶ء

۴. احمد میاں، حاجی سید، **مختصر سیرت سراج السالکین**، مشمولہ **مظہر الاسرار**، کراچی، حاجی سردار محمد شیخ منصوری، مارچ مارچ ۲۰۰۰ء

۵. اقبال احمد، سید، **تاریخ شیراز ہند جون پور**، جون پور، ادارہ شیراز ہند پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۳ء

۶. امیر خسرو، **احسن الشواہد**- اردو ترجمہ- **افضل الفواید**، مترجم، مولوی مولا بخش حنفی چشتی نظامی سلیمانی، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۳ھ، اول

۷. بابر، سلطان ظہیر الدین، **ترجمۂ تزک بابری معروفہ بابر نامہ**، اردو ترجمہ، میرزا نصیر الدین حیدر متخلص بہ فانی، دہلی، مطبع محمڈن پرنٹنگ ورکس، ۱۹۲۴ء

۸. بختیار کاکی، خواجہ قطب الدین، **اسرار العارفین** - اردو ترجمہ- **دلیل العارفین**، مترجم محمد المدعو بہ فضل اللہ بن مولانا الحاج مولوی محمد عبداللہ صدیقی حنفی لکھنوی، کان پور، مطبع مجیدی، ربیع الاول ۱۳۶۰ھ/ اپریل ۱۹۴۱ء

۹. برنی، ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**، اردو ترجمہ، ڈاکٹر سید معین الحق، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، اکتوبر ۱۹۶۹ء، اول

۱۰. بریلوی لکھنوی، مولانا سید عبدالحئی، **نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر**، اردو ترجمہ، ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۵ء، ج ۳





۱۱. بلاق، سید محمد، **تذکرہ اولیاے کاملین**- اردو ترجمہ- **روضۂ اقطاب**، مترجم، ؟، لاہور، نذیر سنز، [۱۴۰۴ھ]

۱۲. پھلواروی، شاہ حسن میاں، **تذکرہ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی**، لکھنؤ، مطبع مولوی فتح محمد تایب، ۱۵ جنوری ۱۹۱۱ء، اول

۱۳. **تاریخ ہند عہد وسطی غیر مطبوعہ مآخذ**، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۹ء

۱۴. **تذکرہ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی**، [دہلی، ماہ نور پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء]

۱۵. **تصوف برصغیر میں**، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۲ء

۱۶. تقی حیدر، مولانا مولوی شاہ محمد، **نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی اذکار الابرار**، لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۳۵۷ھ

۱۷. جعفر مکی حسینی، سید محمد بن نصیر الدین، **بحر المعانی**، اردو ترجمہ و شرح، حافظ شاہ تقی انور قلندر علوی، کاکوری، مترجم خود، ۲۰۱۰ء/ ۱۴۳۱ھ

۱۸. جمالی، حامد بن فضل اللہ، **سیر العارفین**، اردو ترجمہ و حواشی، مقدمہ، محمد ایوب قادری، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، اپریل ۱۹۷۶ء، اول

۱۹. جمالی، **سیر العارفین**، اردو ترجمہ و حواشی، مقدمہ، محمد ایوب قادری، لاہور، اردو سائنس بورڈ، جنوری ۱۹۸۹ء، دوم

۲۰. جھونسوی، مخدوم سید معین الحق، **منبع الانساب**، اردو ترجمہ و تحشیہ، ڈاکٹر ساحل شہسرامی، علی گڑھ، مدرسہ فیضان مصطفی، صفر ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، اول

۲۱. چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، تحقیق و ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، رجب ۱۴۱۲ھ

۲۲. چشتی بہدالوی، مولوی اصغر علی، **جواہر فریدی**، اردو ترجمہ، ؟، لاہور، ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین، س ن، اول

۲۳. چشتی صابری، مولانا محمد احسن، **وفیات الاخیار**، فیصل آباد، سنی دار الاشاعت، ۱۳۹۹ھ

۲۴. حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشایخ**، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، دسمبر

۲۰۱۳ء، اول

۲۵. حسینی الترمذی، سید ظفریاب حسین، **تاریخ انوار السادات المعروف گلستان فاطمہ**، بھکر، مولف خود، ۱۹۶۸ء، اول

۲۶. حفظ الرحمان، ڈاکٹر محمد، **تصوف اور خواتین اولیاء دہلی**، نئی دہلی، مولف خود، ۲۰۱۱ء، اول

۲۷. حفظ الرحمان، ڈاکٹر محمد، **مزارات اولیاء دہلی**، دہلی، فرید بک ڈپو، ۲۰۰۶ء

۲۸. حمید شاعر القلندر، **سراج المجالس**-اردو ترجمہ-**خیر المجالس**، مترجم، مولوی احمد علی ٹونکی، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۱۵ھ، اول

۲۹. دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**، سید یاسین علی نظامی، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۸ھ

۳۰. دہلوی، علامہ اخلاق حسین، **آئینہ ملفوظات**، دہلی، کتب خانہ انجمن ترقی اردو، ۱۴۰۳ھ/ مئی ۱۹۸۳ء، اول

۳۱. دہلوی، مرزا محمد اختر، **تذکرہ اولیائے ہند**، دہلی، میور پریس، س ن، اول، ج ۳

۳۲. رانجھا، محمد نذیر، **برصغیر پاک وہند میں تصوف کی مطبوعات**، لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۳۳. زیدی، سید اشتیاق علی، **تذکرہ وشجرہ زیدی سادات سامانہ**، لندن، مجلس یادگار سید ریاض حسین زیدی، ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء/ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ، اول

۳۴. سنجری، امیر حسن علا، **فواید الفواد**، اردو ترجمہ، غلام احمد بریاں، جھجھر، مطبع مسلم، ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ

۳۵. سنجری، **فوائد الفواد**، اردو ترجمہ، خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، نئی دہلی، مترجم خود، جنوری ۲۰۰۷ء

۳۶. سیماب اکبرآبادی، **کلیم عجم**، آگرہ، دارالاشاعت قصر الادب، ۱۹۳۶ء، اول

۳۷. شروانی، مولانا محمد حبیب الرحمان خاں، **استاد العلما**، علی گڑھ، شروانی پرنٹنگ پریس، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء، دوم





۳۸. صادق دہلوی، الحاج صوفی محمد یاسین شاہ، **کلیات صادق**، مرتب، صوفی محمد احمد شاہ، دہلی ادارہ کتاب الشفا، جون ۲۰۱۱ء

۳۹. صباح الدین عبدالرحمان، سید، **بزم مملوکیہ**، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۹۵۴ء/ ۱۳۷۴ھ

۴۰. صباح الدین عبدالرحمان، **بزم مملوکیہ**، اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۰۹ء

۴۱. طباطبائی، منشی غلام حسین خان، **مراۃ السلاطین**-اردو ترجمہ-**سیر المتاخرین**، مترجم، منشی گوکل پرشاد لکھنوی، لکھنو، منشی نول کشور، جون ۱۸۹۸ء، ج ۱

۴۲. ظفر الیقین، شاہ، **گلشن قلندریہ**، گیان پور (ضلع: بھدوہی)، مولف خود، ۱۹۹۹ء، اول

۴۳. عاصم القادری سنبھلی، محمد، **راہ نمائے مزارات دہلی**، دہلی، محمدی بک ڈپو، جنوری ۲۰۰۷ء، اول

۴۴. علوی، مولوی امیر احمد، **شاہان مالوہ**، لکھنؤ، انوار المطابع، س ن

۴۵. علی بن محمود جاندار، مولانا، **درر نظامی موسومہ گفتار محبوب**، اردو ترجمہ، صاحب زادہ محمد یاسین علی نظامی، دہلی، کتب خانہ نذیریہ، [۱۹۶۵ء]

۴۶. غوثی شطاری، محمد، **اذکار الابرار**-اردو ترجمہ-**گلزار ابرار**، مترجم، فضل احمد جیوری، آگرہ، مطبع مفید عام، ۱۳۲۶ھ، اول

۴۷. فاروقی، پروفیسر نثار احمد، **نقد ملفوظات**، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء، اول

۴۸. فرشتہ، محمد قاسم، **تاریخ فرشتہ**، اردو ترجمہ، عبدالحئی خواجہ (مشفق خواجہ)، لاہور، المیزان ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۸ء، ج ۱

۴۹. فریدی دہلوی، مولوی محمد عالم شاہ، **مزارات اولیاے دہلی**، دہلی، جان جہان پریس، ۱۳۴۰ھ، اول، ج ۱

۵۰. قادری، صوفی جمال احمد، **شمع جہانگیری**، کراچی، مؤلف خود، س ن

۵۱. قادری، محمد ایوب، **مخدوم جہانیاں جہاں گشت**، کراچی، ادارہ تحقیق وتصنیف، ۱۹۶۳ء، اول

۵۲. قدوسی، شیخ محمد اکرم، **اقتباس الانوار**، اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، محرم ۱۴۱۲ھ، سوم

۵۳. القریشی الحسینی، سید علاء الدین علی بن سعد بن اشرف بن علی، **الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم**-اردو ترجمہ-**خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم**، مترجم، ذوالفقار احمد نقوی، دہلی، مطبع

انصاری، ۱۳۰۹ھ، ج ۱

۵۴. کاکوروی، مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح مع ضمیمہ موسومہ ایضاح**، اردو ترجمہ، مولانا شاہ عین الحید رعلوی کاکوروی، ضمیمہ، مولانا شاہ محمد حبیب قلندر، کاکوری، کتب خانہ انوریہ، ۲۰۰۰ء، اول

۵۵. کشمیری ہمدانی، محمد صادق دہلوی، **کلمات الصادقین**، تصحیح و تعلیق و مقدمہ انگلیسی، دکتر محمد سلیم اختر، اردو ترجمہ لطیف اللہ، کراچی، ادارہ نشر المعارف، اگست ۱۹۹۵ء، اول

۵۶. گنج شکر، شیخ فرید الدین، **فواید السالکین**، اردو ترجمہ، ؟، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان

۵۷. محمد حبیب، بیگم افسر عمر سلیم خاں، **سلاطین دہلی کا سیاسی نظریہ**، مترجم، سید جمال الدین، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۷۹ء، اول

۵۸. محمد نواب مرزا بیگ، نواب مرزا آفتاب بیگ عرف، **کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ الموسوم بہ نام تاریخی تحفۃ الابرار**، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۲۵ھ، ج ۶

۵۹. مختار، مولوی حسیب اللہ، **انور الاولیا**، ترتیب و تدوین، سید نعمت اللہ، کراچی، بساط ادب (پاکستان)، ۱۴۲۰ھ/ جنوری ۲۰۰۰ء

۶۰. مختار حق، محمد عالم، مرتب، **مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی**، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۱ء

۶۱. میر خرد، سید محمد بن مبارک علوی کرمانی معروف بہ، **سیر الاولیا**، اردو ترجمہ، غلام احمد خاں بریاں، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۰ھ، اول

۶۲. ندوی پھلواروی، شاہ غلام حسنین، **خاتم سلیمانی**، پھلواری، خانقاہ سلیمانیہ، [۱۹۳۶ء]، ج ۴

۶۳. نظام الدین اولیا، خواجہ، **راحت القلوب**، اردو ترجمہ، غلام احمد خاں بریاں، دہلی، مسلم پریس، ۱۳۲۲ھ

۶۴. نظام الدین اولیا، **راحت القلوب**، اردو ترجمہ، ملا واحدی دہلوی، تہذیب، عابد نظامی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، محرم ۱۴۰۶ھ، دوم

۶۵. نظام یمنی، **لطایف اشرفی**، اردو ترجمہ، پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ، کراچی، ہاشم رضا اشرفی، جون ۲۰۰۲ء، اول، ج ۳

۶۶. نظامی، خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، دہلی، ندوۃ المصنفین، اپریل ۱۹۵۸ء، اول

## پشتو

۱. اثر افغانی، عبد الحلیم، **روحانی رابطہ او روحانی تڑون**، باجوڑ، دار الاشاعت، فروری ۱۹۶۷ء، دوم

## سندھی

۱. غوثی شطاری، محمد، **گلزار ابرار**، سندھی ترجمہ، مخدوم عبد الجبار صدیقی، مقدمو، تعلیقات، مخدوم سلیم اللہ صدیقی، جام شورو، سندھی ادبی بورڈ، ۲۰۰۹ء

## عربی

۱. ابن قتیبہ، **المعارف**، حققہ وقدم لہ، دکتور ثروت عکاشہ، القاہرہ، دار المعارف، ب ت، رابع

۲. الحسنی، علامۃ الشریف عبد الحیٔ بن فخر الدین، **نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، مطبع دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء، ج ۱

۳. الحسنی، **نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر**، ملتان، طیب اکادمی، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء، ج ۸

۴. الداودی الحسنی، السید احمد بن علی، **عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب**، بمبئی، شیخ علی محلاتی حایری، ۱۳۱۸ھ

## فارسی

۱. آزاد بلگرامی، مولانا میر غلام علی، **خزانۂ عامرہ**، کان پور، منشی نول کشور، مئی ۱۹۰۰ء، دوم

۲. احمد العلوی، سید کریم الدین، **مخزن الانساب فی نسب السادات الفاطمیہ**، مراد پور پٹنہ، محمودی پریس، ۱۳۴۲ھ

۳. احمد العلوی الموسوی البوہاروی، مولانا السید صدر الدین، **روایح المصطفیٰ من ازہار المرتضیٰ**، کان پور، مطبع احمدی، محرم ۱۳۰۷ھ

۴. احمد برنی، **سراج الہدایہ**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، دہلی، انڈین کاونسل آف ہسٹاریکل ری

سرچ، ۱۹۸۳ء

۵. احمد منزوی، **فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان**، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۸ھ/ ۱۳۶۷ش/ ۱۹۸۸ء، ج ۱۰

۶. اختر راہی، **ترجمہ ہای متون فارسی بہ زبانہای پاکستانی**، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۶ھ/ ۱۳۶۵ش/ ۱۹۸۶ء

۷. اسحاق، شیخ بدرالدین، **اسرارالاولیا**، لکھنؤ، منشی نول کشور، جون ۱۸۷۶ء

۸. اشرف، وجیہ الدین، **بحر زخار**، تصحیح وتدوین، آذرمیدخت صفوی، علی گڑھ، مرکز تحقیقات فارسی دانشگاہ فارسی/ دہلی نو، مرکز تحقیقات فارسی رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی، اسفند ماہ ۱۳۹۲ش / مارس ۲۰۱۴ء، ج ۲

۹. افتخار، سید عبدالوہاب، **تذکرۂ بے نظیر**، ترتیب وتصحیح، سید منظور علی، الٰہ آباد، سٹیٹ ہاؤس، ۱۹۴۰ء

۱۰. اکبرآبادی، شیخ احمد بن محمود محمدی، **تذکرۃ السادات**، الہ آباد، مطبع نورالابصار، ۱۸۸۰ء

۱۱. امیر خسرو، **افضل الفواید**، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۴۰ھ

۱۲. بابرشاہ، ظہیر الدین محمد، **بابرنامہ**، ترجمۂ فارسی، شفیقہ یارقین، کابل، انتشارات انستی توت دیپلماسی وزارت خارجہ، ۲۰۰۹ء

۱۳. بختیار کاکی اوشی، خواجہ قطب الدین، **دلیل العارفین**، کان پور، منشی نول کشور، مارچ ۱۸۸۹ء/ رجب ۱۳۰۶ھ

۱۴. بختیار کاکی اوشی، **دلیل العارفین**، لکھنؤ، منشی نول کشور، جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ/ فروری ۱۸۹۰ء

۱۵. بختیار کاکی اوشی، **دلیل العارفین**، لکھنؤ، مطبع حافظ محمود حسن، ۱۸۹۰ء

۱۶. بختیار کاکی اوشی، **دلیل العارفین**، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۱۱ھ

۱۷. برنی، ضیا الدین، **تاریخ فیروزشاہی**، بہ تصحیح، مولوی سید احمد خان، کول کتہ، ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ، ۱۸۶۲ء

۱۸. برنی، **تاریخ فیروزشاہی**، بہ تصحیح شیخ عبدالرشید، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی،



۱۹۵۷ء، ج ا

۱۹. بلاق، صاحب زادہ محمد، **روضۂ اقطاب**، دہلی، مطبع محب ہند، ۱۸۹۰ء، دوم

۲۰. تراب علی، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء، اول

۲۱. جعفر المکی الحسینی، سید محمد بن نصیرالدین، **بحرالمعانی**، مراد آباد، مطبع احتشامیہ، ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ / دسمبر ۱۸۸۹ء

۲۲. الجوزجانی، ابوعمر منہاج الدین عثمان بن سراج الدین، **طبقات ناصری**، بہ تصحیح، کپتان ولیم ناسولیس، مولوی خادم حسین، مولوی عبدالحیٔ، کول کتہ، کالج پریس، ۱۸۶۴ء

۲۳. جوزجانی، منہاج سراج، **طبقات ناصری**، بہ تصحیح وتحشیہ، عبدالحیٔ حبیبی، کابل، انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۴۲ش، دوم، ج ا

۲۴. چشتی بہدالوی، مولوی اصغر علی، **جواہر فریدی**، لاہور، وکٹوریہ پریس، ۱۸۸۴ء/ ۱۳۰۱ھ

۲۵. حبیب اللہ، **ذکر جمیع اولیای دہلی**، بہ تصحیح وتعلیقات، دکتر شریف حسین قاسمی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ری سرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ۸۸-۱۹۸۷ء، اول

۲۶. حمید قلندر، مولانا، **خیرالمجالس**، تصحیح ومقدمہ وتعلیقات، خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۹ء

۲۷. دہلوی، شیخ عبدالحق، **اخبارالاخیار فی اسرار الابرار**، میرٹھ، مطبع ہاشمی، سوم شعبان ۱۲۸۰ھ

۲۸. رضا، شیخ محمد، **ریاض الالواح**، کابل، انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۴۶ش

۲۹. سرخوش، محمد افضل، **کلمات الشعرا**، بہ تصحیح، صادق علی دلاوری، لاہور، شیخ مبارک علی تاجر کتب، [۱۹۴۲ء]

۳۰. سنجری، امیر حسن علا، **فواید الفواد**، دہلی، فخر المطابع، ۱۲۷۲ھ

۳۱. سنجری، **فواید الفواد**، دہلی، مطبع حسنی، ۱۲۸۲ھ

۳۲. سنجری، **فواید الفواد**، دہلی، مطبع ہندو پریس، ۱۰ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ

۳۳. صابری البراسوی، محمد اکرم، **اقتباس الانوار**، لاہور، مطبع اسلامیہ، [۱۸۹۵ء]

۳۴. طباطبائی، منشی غلام حسین خان، **سیرالمتاخرین**، کان پور، منشی نول کشور، ۱۲۸۲ھ

۳۵. عبرت لاہوری، محمد قاسم، **عبرت نامہ**، بہ تصحیح وحواشی، خلاصہ ومقدمہ، ڈاکٹر ظہور الدین احمد، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب، دسمبر ۱۹۷۷ء، اول

۳۶. غوثی شطاری، محمد، **گلزار ابرار**، مرتبہ، ڈاکٹر محمد ذکی، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۴ء، اول

۳۷. القریشی الحسینی، سید علاء الدین علی بن سعد بن اشرف بن علی، **جامع العلوم**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، نئی دہلی، انڈین کاونسل آف ہسٹاریکل ری سرچ، ۱۹۸۷ء

۳۸. القریشی الحسینی، **خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم**، تصحیح وتحشیہ ومقدمہ، دکتر غلام سرور، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۴۲۱ھ/۱۹۹۲ء

۳۹. قلندر، شاہ تقی علی، **روض الازہر فی مآثر القلندر**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۳۶ھ

۴۰. قلندر، شاہ مسعود علی، **فصول مسعودیہ**، بہ تصحیح، سید شاہ محمد حبیب حیدر قلندر، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

۴۱. قلندر، مولانا شاہ حافظ علی انور قلندر، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح مع تتمہ المسمی بہ ایضاح فی ترجمۃ اہل الصلاح**، تتمہ، شاہ مولانا محمد حبیب قلندر، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۲۷ھ، دوم

۴۲. قلندر، مولانا محمد علی انور، **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح**، لکھنؤ، مطبع مجمع العلوم، ۱۲۹۴ھ، اول

۴۳. کاکوروی، شاہ تراب علی قلندر علوی، **مجاہدات الاولیا**، لکھنؤ، حسن برقی پریس، ۱۸۷۶ء، اول

۴۴. کشمیری ہمدانی، محمد صادق دہلوی، **کلمات الصادقین**، تصحیح وتعلیق ومقدمۂ انگلیسی، دکتر محمد سلیم اختر، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، لاہور، انتشارات القریش، ۱۹۸۸ء

۴۵. گنج شکر، شیخ فرید الدین، **فواید السالکین**، دہلی، مطبع مجتبائی، ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

۴۶. گنج شکر، **فواید السالکین**، بہ تصحیح، مولوی اعجاز احمد، دہلی، مطبع مجتبائی، صفر ۱۳۱۱ھ

۴۷. لاہوری، مفتی غلام سرور، **خزینۃ الاصفیا**، لاہور، مطبع ہوپ، ۱۲۸۳ھ، اول

۴۸. لعلی بدخشی، میرزا لعل بیگ، **ثمرات القدس من شجرات الانس**، مقدمہ، تصحیح وتعلیقات، دکتر سید کمال حاج سید جوادی، تہران، پژوہشگاہ علوم انسانی مطالعات فرہنگی، بہار ۱۳۷۶ش

۴۹. میر خرد، سید محمد بن مبارک علوی کرمانی معروف بہ، **سیر الاولیا**، دہلی، مطبع محب ہند، شعبان



۱۳۰۲ھ، اول

۵۰. نظام الدین اولیا، سلطان، **راحت القلوب**، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۰۹ھ

۵۱. نظام الدین اولیا، **راحت القلوب**، میرٹھ، مطبع قاسمی، ۱۳۲۵ھ

۵۲. ہرگامی، شاہ حامد، **یقظۃ النائمین**، تصحیح، پرفسور نثار احمد فاروقی، مشمولہ، **رضا لائبریری جرنل**، شمارہ ۳

۵۳. ہندو شاہ، ملا محمد قاسم، **گلشن ابراہیمی معروف بہ تاریخ فرشتہ**، لکھنؤ، منشی نول کشور، ۱۳۲۲ھ

۵۴. یمنی، مولانا نظام الدین، **لطایف اشرفی**، دہلی، نصرت المطابع، ۱۲۷۹ھ، اول، ج ۲

**ہندی**

۱. ہری اودھ، **کبیر وچناولی**، اردو ترجمہ، سرسوتی سرن کیف، دہلی، ساہتیہ اکادمی، ۱۹۹۰ء، اول

**English**

1.Goel,Sita Ram,**Defence of Hindu Society**,New Delhi,Voice of India.

2.Goel,Sita Ram,**The Story of Islamic Imperialism in India**,New Delhi,Voice of India.

3.Ivanow,Wladimir,**Consize Descriptice Catalogue of the Persian Manusripts in the Curzen collection of Asiatic society of Bengal**, Calcutta,Asiatic society of Bengal,1926

4.**List of Muhammadan and Hindu Monuments**, Calcutta, 1922,vol:3

5.Minhaj ud-din Abu Umar Usman,Maulana,**Tabakat-i-Nasiri**,Translated by,Major H. G. Raverty, London, Gilbert & Rivington,1881,1st,vol.1

6.Nabi Hadi, **Dictionary of Indo-Persian Literature**, New Delhi, Indira Gandhi National centre for Arts Abhinav

Publications,1995,1st

7.Nizami, Khaliq Ahmad, **Some Aspects of Religion and Politics in India During the Thirteenth Century**, Aligarh, Department of History Muslim University, 1961, 1st

8.Rizvi, M.H, M. H. Qaisar, **Catalogue of Manuscripts in the Maulana Azad Library Aligarh Muslim University Aligarh**, Aligarh,Maulana Azad Library Aligarh Muslim University,1985,vol.1

9.Rizvi,Saiyid Athar Abbas,**A History of Sufism in India**, Lahore,Suhail Academy,2004,vol.1

10.Sadia Dehlavi,**The Sufi courtyard:Dargahs of Delhi**, Delhi, Harper collins publishers India,2012

11.Shaukat Ali Khan,**A Descriptive Catalogue of Persian Manuscripts**,Tonic,Arabic and persian research Institute of Rajasthan,1987,v.1

12.Sijzi, Amir Hasan,**Nizam ad-Din Awliya,Moral For The Heart**,Translated and Annotated, Bruce B. Lawrence, New York,Paulist Press,1992

13.Story,C.A,**PERSIAN LITTERATURE**,London,The Royal Asiatic society of Britain and Ireland,1970,vol.1,pt,1

## مجلّات/ ویب سائٹس

۱. **اسرار تصوف**، لاہور، ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ/ جولائی ۱۹۲۵ء، ج ۲: ش ۶



۲. **رضا لائبریری جرنل**، رام پور، ۱۹۹۶ء، شمارہ: ۳

۳. **ماہ نامہ جہان رضا**، لاہور، ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ/ دسمبر ۲۰۰۷ء، ج ۱۵: ش ۱۵۰

۴. **ماہ نامہ منادی، حضرت بابا فرید نمبر**، دہلی، ۱۹۷۴ء، ج ۴۹: ش ۴-۶

۵. **مجلّہ علوم اسلامیہ**، علی گڑھ، ۱۹۸۹ء، ج ۱۵: ش ۱، ۲

۶. **معارف**، اعظم گڑھ، مارچ ۱۹۷۹ء/ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۳

۷. **معارف**، اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۷۹ء/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۴

۸. **معارف**، اعظم گڑھ، مئی ۱۹۷۹ء/ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ، ج ۱۲۳: ش ۵

۹. **معارف**، اعظم گڑھ، مارچ ۱۹۸۰ء/ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ، ج ۱۲۵: ش ۳

۱۰. **معارف**، اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۸۰ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ، ج ۱۲۵: ش ۴

۱۱. **معارف**، اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۱ء/ محرم ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۸: ش ۵

۱۲. **معارف**، اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۸۱ء/ صفر ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۸: ش ۶

۱۳. **معارف**، اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۸۲ء/ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، ج ۱۲۹: ش ۱

http://www.kashmirherald.com

https://en.wikipedia.org

## مکالمے/ مکتوبات/ برقی رقعات

۱. احمد، ڈاکٹر مختار الدین، **مکتوب بہ نام راقم**، علی گڑھ، ۱۳ جنوری ۲۰۰۸ء

۲. پراگ گروال، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، نالچھ، ۱۰ جنوری ۲۰۱۵ء

۳. زیدی، سید مجتبیٰ حیدر، **برقی رقعہ بہ نام راقم**، لاہور، ۱۵ جولائی ۲۰۱۴ء

۴. سمن مشرا، **برقی رقعہ بہ نام راقم**، دہلی، ۱۹ اگست ۲۰۱۴ء

۵. عارف نوشاہی، ڈاکٹر، **برقی مکتوب بہ نام راقم**، اسلام آباد، ۲۸ اپریل ۲۰۱۴ء

۶. عطا خورشید، ڈاکٹر، برقی مکتوب بہ نام پراگ اگروال، علی گڑھ، ۱۷ جون ۲۰۱۴ء
۷. عطا خورشید، ڈاکٹر، برقی مکتوب بہ نام راقم، علی گڑھ، ۳ جولائی ۲۰۱۴ء
۸. علوی، ڈاکٹر مسعود انور، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کاکوری، ۱۸ اپریل ۲۰۱۴ء
۹. علوی، ڈاکٹر مسعود انور، مکتوب بہ نام راقم، علی گڑھ، ۱۰ جون ۲۰۱۴ء
۱۰. علوی، شاہ زین الحید ر، تحریری مکالمہ از راقم، کاکوری، ۲ دسمبر ۲۰۱۴ء
۱۱. قریشی، صوفی واحد حسین، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، دہلی، ۱۷ مارچ ۲۰۱۱ء
۱۲. ولی محمد عیسیٰ، برقی مکتوب بہ نام راقم، لندن، ۲۵ مئی ۲۰۰۶ء



## قطعہ

## تاریخ طباعت

کاوشِ خونِ جگر پہ آفریں کہیے نواز
کر لیا جو طے سفر راہِ مبارک کا دراز
تذکرہ احوال نور الدین کی تدوین پر
خوب بخشا ہے حسن کو اک قلندر نے نیاز
نجم دیں غوث الدھر کی تھی عنایت آپ پر
مل گئے مخفی گہر، واضح کیا اپنا جواز
رنگ لائی عشق میں یہ عرق ریزی روز کی
مدعائے عشق نے پوری کرا دی یہ نماز
گر کرو جو تعمیہ تم سعد کا تاریخ ہے

۱۳۴

فیض لطف آل نور الدیں مبارک ہے دراز

۱۸۸۱

۱۳۴+۱۸۸۱=۲۰۱۵ء

(ذوالنورین حیدر علوی عرف سعد مصطفیٰ، کاکوری/لکھنؤ)

# اشاریہ

(اشاریہ، متن اور ضمیموں پہ مشتمل ہے)

## شخصیات

## مقامات







## کتب

# عکس

## اخبار الجمال ملقب بہ اشجار الجمال

نسخۂ علی گڑھ، مزمل اللہ خاں لائبریری، ۶۶ الف-۷۰ الف

شارح سلسلہ سہروردیہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے بے شمار ذیلی شاخیں یا طریقے شائع ہوئے، انھی میں سے ایک طریقہ غزنویہ بھی ہے. اس شاخ کے بانی شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنویؒ ہیں جو شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے برادر طریقت اور حضرت شیخ الشیوخؒ کے جلیل القدر خلفا میں سے تھے. آپ کا مرکز تبلیغ دہلی تھا اور آپ وہیں مدفون ہیں. اس طریقہ کے موجودہ شیوخ میں حضرت خواجہ صوفی محمد نواز شاہ سہروردی مدظلہ العالی ایک بے مثل درویش اور صاحب حال صوفی موجود ہیں، انھی کے خلف الرشید اور پروردۂ نگاہ جناب حسن نواز شاہ نے مبارک نامہ کا متن مرتب کر کے اپنے اسلاف کی یاد کو زندہ کر دیا ہے. مبارک نامہ سید نور الدین مبارک غزنویؒ اور ان کی اولاد و امجاد کا تذکرہ ہے جسے اُنھوں نے خاصی محنت کے بعد تیار کیا ہے. اُنھوں نے اس کے متن کی درستی کے دوران مولف کے استعمال شدہ مآخذ کی بھی خوب چھان پھٹک کی ہے، جو ایک ناقابل بیان عرق ریزی اور محنت کا تقاضا تھا. ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس موجودہ تصحیح متن کے بعد ایک عرصہ تک اس میں کسی قسم کا اضافہ ممکن نظر نہیں آتا.

جناب حسن نواز شاہ تک جو سہروردیہ کے طریقہ غزنویہ کی روایت پہنچی ہے اُسے اُنھوں نے جس کمال ذوق و شوق سے تھاما ہے وہ قابل صد تحسین ہے. انھوں نے نہ صرف سہروردیہ بل کہ غزنویہ شاخ سے متعلق جس انہماک، دل جمعی اور اولوالعزمی سے مآخذ کی تلاش اور جمع آوری کی ہے اس کی مثال فی زمانہ وابستگان طریقت سہروردیہ میں ملنا بہت مشکل ہے. وہ اپنے عمیق مطالعے کی بنیاد پر سہروردیہ سے متعلقات پر جس تحقیقی انداز میں معلومات پیش کرتے ہیں اسے پڑھ کر دل سے دعا نکلتی ہے. دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں فارغ البالی اور صحت کی نعمت سے نوازے رکھے تاکہ وہ سلسلۂ سہروردیہ کی صوفیانہ روایت (تاسیس و تشکیل اور مسلم دنیا پہ اس کے اثرات) کے متعلق اپنی سالہا سال کی تحقیقات بھی پیش کر سکیں. انھیں اپنے سلسلۂ طریقت سے جو عشق ہے اس نے خود انھیں راستہ دکھایا ہے اور جس کو عشق کا ناقہ میسر آ جائے وہ نہ تھکتا ہے نہ اکتاتا ہے:

وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں　　عشق سیتا ہے انھیں بے سوزن و تار رفو

...اویس سہروردی

ISBN: 978-969-9928-02-4